

پچاسویں خیز کہانیوں کا مجموعہ

سہ ماہی جاسوسی ڈائجسٹ

جنوری 2018

میراج رسول

قیمت
70/=
روپے



سال نمبر 1



پچھلے آئینے خیز کہانیوں کا مجموعہ

جاسوسی ڈائجسٹ

جولائی 2018

محمد علی
میرزا جی

قیمت
70/-
روپے



سال نو برپا





بہرینیا

جدال دستی

ہوس اندک کاشکار ہو جانے والے
مغرب پرستوں کا ایک اور روپ

لمحہ آخر

شبنم شفیق

ایک ہی مشن پر مبنی سہولتوں سے
کام کرنے والوں کی ملی جلت...

آوازِ گداز

ڈاکٹر عبدالرب بھٹانی

تجربہ... مبینی اور انکشن میں ابھرتا
ذہنیت اور پچھلے...

بندوبست

عکس فاطمہ

اس ہمدرد کا دردناک چہرے نے دوستی
کے شے کے لیے ملائے رکھ دیا تھا...
جیتے کی باتوں کی زندگی گزار دیا تھا

اعتراف

محمد فاروقی انجم

زخمِ دل

محمد یاسر اعوان

مشرق کیلئے ایک انوکھی کہانی...
درد و خون سے ڈھیلی زخمی دل کہانی
سستی خیز واقعات میں اپنی
ایک تیز رفتاری کی حقیقی جھلکیاں

چینی نکتہ چینی

مدیرِ اعلیٰ

تاریخ کی کئی فراموشیاں اور سچ ادا کیا
نام و بی نام تہنیت عزائمیں اور شکستیں

تلاش

محمد عقیل آزاد

درد و یار مسکن کی پراسراریت کا
انوکھا اور حیرت انگیز خیرات کثافت

تار کا بزم

امجد رفیس

ہم کے تعاقب میں ہاں لڑا سنے والے
سراغ فراوان کی ناقابل فراموش کارکردگی

پکڑ

وسیم بین اشرف

دورادہ و مصوم بھائیوں کی محبت
و یکا نکست جو ہم شکل بھی تھے

جعلی تصویر

تنویر ریاض

دلچسپ اور چونکا دینے والے
انجائے بھرسے پر تصویر کہانی

لمحوں کا کھیل

انجم فاروقی ساحلی

کسی کی تلاش سے شروع ہونے
و لالہ ڈالنے کا سستی خیز کھیل
سطحِ طرے رنگ بدلتی...
ایک لہر رنگ اور دل گداز داستان

انگارے

طاہر جاوید منگل



معبود الرحمن
عبدالرسول

دبیر : لطیف علی
نائب دبیر : طاہر محمود



مفتی محمد اشتیاق
رؤف پرویز خان

0333-2256769



مفتی محمد اشتیاق
رؤف پرویز خان

0333-3285269



پبلشر و پوزیٹر: عبدالرسول مقام اشاعت: C-63 فیز II ایکسٹینشن ٹینفس کمپلڈ ایریا سین کورنگی روڈ، کراچی 75500
پرنٹنگ: جمیل حسن • مطبوعہ: ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

جلد 48 • شمارہ 01 • جنوری 2018 • رسائلات 900 روپے • قیمت فی پرچہ پاکستان 70 روپے
خط و کتابت کاپتا: پیس بجسکس نمبر 229 کراچی 74200 • فون 35895313 (021) E-mail: jdggroup@hotmail.com

گھنے اور مضبوط مال۔۔۔ نائن لیوز کے ساتھ

جاسوسی ڈائجسٹ ﴿ 7 ﴾ جنوری 2018ء

[illegible][illegible]

[illegible][illegible]

تابکار مجرم

محمد رفیس

دہشت گردی اور لٹی کی واردات کا ہیام، مختلف اداروں کا تقاسم۔۔۔

ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانے میں ہی عافیت و آسختی چھپی ہوئی ہے۔۔۔
 لیکن عجلت پسند اور سہل پرست اگلو اس عافیت کو درخوار اعتنا نہیں
 سمجھتے۔۔۔ بنا سوچے سمجھے وہ گر گزرتے ہیں جس کا انجام صرف
 ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے۔۔۔ منہی طرز عمل اختیار کرنے والے یہ
 بھول جاتے ہیں کہ ان کے راستے میں کوئی بھول بھی آسکتی ہے۔۔۔ جو
 بھٹکا سکتی ہے۔۔۔ اپنی طرف سے انہوں نے بہترین منصوبہ سازی کی
 تھی۔۔۔ واردات کا ہر پہلو مکمل اور کامیاب تر تھا۔۔۔ نہ جانے کہاں بھول
 ہوئی۔۔۔ چور کچڑ کی زد سے بچ نہ سکی۔۔۔ فحش اور بھول سے بھرپور
 دانی کی شاندار سطحیں۔۔۔

جرم کے خائب میں جاں لڑا دینے والے سرافرازون کی ناقابل فراموش کارکردگی۔۔۔

کال آؤی رات کے بعد آئی تھی۔ بیری ہوش، تارک لیوک روم میں بیٹھا
 تھا۔ کال، اس کے سپرد اور تارک کی جانب سے کی۔ ہوئی سائیکو ایجنس میں یہ بیری ہوش کی
 تھی جاں لڑا اور شاہین اس روز اس کی ضرورت آن پڑی تھی۔

"بیری، تم جاگ رہے ہو؟"

"جی ہاں۔"

"کون جاتو، تم جا رہے؟"

"نہ پارک میں،" جاڈ اسٹینڈرڈ "لائیو پروگرام ہے۔۔۔ فریک مورگن پر کارم

کر رہا ہے۔"

"فریک ڈاگلو۔۔۔ لیکن بھوری ہے۔ فریک سے ہمیں دور کرنا پڑا لگ رہا

ہے۔"

ہوش نے ریوٹ کی دوسری سوئی تمام کر دی۔ "کس مسئلے کے لیے ریوٹ؟"

"تم اور آگاسیو پیچھے، ہالی ووڈ کو ضرورت ہے۔ مراد نہیں ہے۔"

"کیا؟"

"منٹل ہائیڈرو، ڈیمیکس؟"

"ہاں، ایک مرتبہ زما آہل وہاں سے۔" بیری نے جواب دیا اور چوٹی سی

جاسوسی ڈائجسٹ 14 جولائی 2018ء

FBI

ہے۔ تم کیسے لوگ تھے خوش ہوگی۔
 "نیکو، "میری کہا۔ "میں نے کارکو دیکھا ہے؟"
 "جی، جہاں اہلکار ہو رہا تھا۔"
 "کوئی متقلی کے گھر پہنچا ہے؟" میری کے سوال کیا۔

ایک ہی نہیں۔ پہلے ہم تمام سین سے فارغ ہوا
 چاہتے تھے۔

میری کا اندازہ تھا کیا ایگر، میری کو اب دیکھ کر چوٹا
 تھا۔ وہ آج ڈی کے آؤں کا تھکا کر رہا تھا۔ یہ بات میں
 بھی کر دیکھیں "دوبری ہوی ساڈا بپارٹنٹ" کے ہرگز نہ
 چاہتا تھا۔ اس لیے اب تک وہ اپنی خاص چیزیں دیکھتے
 ہوئی تھی۔ میری نے بات پر پیش کن میں وہیں اسیٹ کھانیت
 بھی کی کہ جہاں اس اڈوں کے نئے یا پڑنے کے ہر کام
 کرنے کے لیے تمام چیزیں پھر پھر لیں تھیں۔ کیسز کے
 محالے میں ڈی بپارٹنٹ بدستور اس کی پرانی تاریخ کا حامل
 تھا۔ اس "ایکس پیس ڈی بپارٹنٹ (LAPD) کے
 جملہ اہلکار اس اعتبار سے مزہ دوڑیں تھے۔ میری کا اپنا
 ایکس پیس، ڈی بپارٹنٹ، ہر دو اور ہوی ساڈا اسکولا تھا۔ طولانی
 کیسز میں دوڑنے والے اسکولا ڈی بپارٹنٹ تھے۔ سائی، ممبر پٹی
 ساڈا پلے متعلق کیس کی گندہ ہوی ساڈا ایکٹل کے کوٹ
 میں آئی تھی، اس کا کلین RHD سے نہیں تھا۔ ایسے کیسز ہوتا
 رڈ اور میرا ڈاڈا ثابت ہوتے تھے۔

اس نے لاش کے قریب انفرادی کھنکی کی کھنکی پانچ
 اہلکار تھے۔

"ہاں، تو کرنا میں سب سے پہلے تے قدموں
 کے نشان تلاش کیے ہوں گے۔" وہ آؤں کو ہوا نہ رکھا۔
 "میری" ایگر کی آؤں بھی کھنکی۔ "مکرس
 قریب ہے، یہاں سیکڑوں کو کول کا آنا جانا ہوتا تھا۔"
 قدموں کو تلاش کر رہے تھے۔ مزید پر کیس پر مضمحل شرت
 ہے۔ کس کا رڈ غرض۔ تاقی صفائی سے کام کے بہت
 پہلے سال لگے تھے۔"

میری بولنے سے رہا۔ وہ بحث میں نہیں پڑنا چاہتا
 تھا۔

"ٹھیک ہے، میں دیکھتا ہوں۔" میری کہا۔
 کیس پر بعد ایگر رخصت ہو گیا۔ میری نے پورے
 کار کے بائیں سے خیال میں ایگر کے آؤں کی تلاش کی۔ اس کی
 کوٹیں ہلایا ہوگا بلکہ یہ حرکت آراکشی سے کی ہے کہ
 تھی۔ اس نے ستانے سے چماتے ارڈو ایگرنگ ساڈا کا

تھا۔ سبز لٹیریں کر رہی تھیں مالک کا ل کرنے یا سولیا
 کے لیے اس دینا سے گزر چکا تھا۔

میری نے تکی بیگ اٹھایا جس میں شادی کی جگہ مٹھنہ
 تھا۔ "کیسز کو دیکھ کر کی طرف کے جانو۔ اس پر ایک
 آؤں کی چھوٹی سی تصویر ہے۔ سیاہ آنکھیں، سیاہ بال۔ وہ
 کیسز کے کی جانب دیکھ کر کھڑا رہا تھا۔ وہ سینٹ آف تھا
 کیا۔ قریب کارڈ میں کا کارڈ تھا۔ ایک جگہ ڈاکٹر ایکٹل لکھا
 تھا۔ "میری کی فوٹ کیا کرڈ بلور۔" اس کے طور پر ہی
 استعمال کیا جاسکتا تھا۔ "سوائپ کی اس کی"۔ "سوائپ
 کی"۔ مخصوص رڈو سے کھولنے کے لیے استعمال کی جاتی
 ہیں۔

"لاش کب رڈ یافت ہوئی تھی؟" میری نے سوال
 کیا۔

"ہاں، کھنکے گزر گئے ہیں۔" جواب ملا۔ "مجھے بتایا
 کیا کارڈ میں ایڈ کا مکان ہے، یا تھا۔" ایگر نے سکرز
 کے کھنکے کے پلانڈیشن کی طرف اشارہ کیا۔ "پڑو کارڈ
 کیا روپے کے قریب کھنک کر رہی، اس وقت میں روپے
 تھے، جب پورے پر نظر پڑی۔ اس کی کھنک پورے کا کھنک
 مقب میں ہوتا ہے۔ سامنے کی طرف پر کھلا ہوا تھا۔
 پڑو کارڈ کے فیئر باہر ہے۔ پورے سے کھنک کا پلے پر
 انہوں نے ڈی رڈ یافت کی۔ لاش کا پلے و زمین کی طرف
 تھا۔ پیچھے سے سر میں دو کولیاں مادی کی تھیں۔ سیدھا
 مادی مرڈو ہے۔"

"اس لیے کینٹ ہے؟" میری نے لگ بھگ جیسی میں
 پکارا۔

"ٹھیک ارڈو رالت کے مطابق جی کا ہر ہوتا ہے۔ مگر
 یا کس سال۔ راپٹی، ایرڈو رالت کے کوٹے پر۔"
 "میری رہا پلے ہوئے خصوصیات کوٹ کا تھا۔
 "میں نے لاش پلے جی کے فوٹ کی معلومات کیسز سے لی
 ہیں۔ گاڈ ایگر کا ایڈ کیل کے نام پر جڑو ہے۔"
 "کیسز میں کھنکے نو۔" ایگر نے کہا۔ "میری میری
 تین پانچ کی کھنک نہیں ہے۔ ایک کوٹ میں الجھا ہوا
 ہے، دوسرا کوٹ آف ایکٹل میں الجھا ہوا ہے۔"

میری پلے کے علم میں تھا کہ ہالی وڈ میں ہوی ساڈا
 اسکولا ہوا ڈی وڈ پانچ کی کھنک ہے۔ کچھ۔ اس نے ہالی وڈ
 کے طرف انفرادی کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں، یہ مادی شرت کیس ہے۔ مختلف معاملہ

تھا۔ وہ جانے وارڈات پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں پہلے ہی کئی
 گاڑیاں موجود تھیں۔ ٹارکس، وین، فٹنسی ایگر، یہیں
 کارڈ (نشان) زورہ اور غیر نشان زدہ وڈوں) ڈروپ نے
 کیا تھیں کوٹھارہ ہوا تھا۔ میری نے گاڑی رکی اور تھرک
 زورہ شپ کے پلے میں ایک پورے کیرا کھڑی تھی۔
 پورے کا سامنے والا کھلا ہوا تھا۔ گاڑی کے درپے کا
 ایک اڈو تھا۔ میری نے اعزاء لگا لگا کر پورے متقلی
 کی گھنٹت ہوئی۔

ایک پڑو فیئر نے اس کا نام اور اچھ خبر دیکھا
 جس کے بعد میری جگہ کرڈروپ کے پلے میں چلا گیا۔
 وہ تمام سین کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں پر کئی وڈو تھیں
 کہ درمیان متقلی کی ہالی وڈ کھنکی دے سہاگی اور مختلف
 اہلکار اپنا کام کر رہے تھے۔ ایک ایکٹل وڈو میرے کے
 ساتھ موجود تھا۔

"میری، یہاں۔" ایک آؤں آئی۔ میری نے
 گردن کھائی۔ ڈی بپارٹنٹ چری ایگر غیر نشان زدہ کرڈروپ کے
 پاس کھلا تھا۔ میری نے راپٹی کی جانب کر لیا۔ کسی وقت
 ہالی وڈ ڈوڑن میں وہ میری کا پانچر ہوا تھا۔ اس وقت
 میری ہوی ساڈا کیم کا لپڈ تھا۔ پورے پر پلے کی تھی۔ اب
 ایگر کرڈروپ تھا۔

"تو اہلکار رہا تھا۔ لیکن تم؟"

"ہاں، میں۔" "تم کس سے چمکا کر کر دے؟"

"فہم، میرا پانچر تھا۔" میری نے جواب دیا۔

"کہا۔" "اوہ، تپا پانچر۔ گشت برس، ایک پانچر کیس کے
 بعد۔"

"ہاں۔ یہاں اس دور سے حال ہے؟" میری نے
 قطع کلائی کی۔ وہ ایک پانچر کے حوالے سے ایگر کی پاس
 اور سے بات نہیں کر چاہتا تھا۔ اس کی خواہش کی گزرتی
 موجودہ کس پر مرکوز رہے۔ ہوی ساڈا ایکٹل میں فرانسز
 کے بعد یہاں کا پہلا کس تھا اور وہ کئی آؤں کا کھنک بہت سی
 تھیں اس کی گردنی پر ہیں۔ مزید یہ کہ ان میں کھنک ہوا
 گا کی آؤں وڈو میں ہیں۔

وہ کرڈروپ کے ٹھیک کی طرف متوجہ ہو گیا جس پر
 متقلی کی ایف ایکس میں رہی تھیں۔ ہر آؤں کیم کی جگہ
 میں ڈوڑن، ڈوڑن، ایک کیم کے ساتھ کھنک کی کیم
 گڈی اور ایک جگہ میری کس میں تھیں۔ فون ابھی تک آن

فون تک پر تاراج اور کوٹیں لکھی۔ "پچھو؟"
 "پچھو یاد نہیں۔ کوئی اس آؤں کو وہاں لایا اور
 کھو پڑاؤ لایا۔ دو کولیاں میں۔"
 میری نے اگلا سوال کرنے سے پہلے لکھ لیا۔ "متقلی
 کون ہے؟"

"ڈوڑن کوٹش کر رہا ہے۔ مگن ہے جب تم
 پہنچو۔ اس وقت تک شاشت ہو جائے۔" لوٹنے کے جواب
 دے ہوئے کوٹش کے بارے میں مزید تفصیل بتائی اور
 کہا۔ "میری کال کر رہے تو میری تینوی کی ہر دامت
 کر رہا۔"

"اوکے، میں اپنے پانچر کو فون کے لگا ہوں۔"
 اس نے فون بند کر دیا اور اپنے پانچر کا سیڈیوس کس کا فیئر
 ملا۔ میری کا پانچر آگیا، میری سے تھرا برس چوڑی
 تھا۔ تھنکی پس سٹریٹ جڈا تھا، میری جاتا تھا پانچر کے
 ساتھ مگر کئی سی وقت لگے۔

"گناہیسی فون کی دے۔ جب میرا ہوا اور جڈی الارٹ ہو
 گیا۔ وہ پھر جیٹن معلوم ہو رہا تھا۔ یہ شت ملا۔ کس شکل
 یہ کس کرسٹ ڈسٹنٹ بارے آتا تھا۔ یہ سڑا ایک کھنکے کا
 میری کو معلوم تھا کہ وہ پہلے سے جانے وارڈات پر پہنچ جائے
 گا۔ اس نے ضروری معلومات فراہم کر کے کون بند کر
 دیا۔"

بھ کھنک کی آؤں میں ڈالنے وقت اس نے
 آؤں پر نظر ڈالی۔ "جین برن کی عمر میں وہ نظر آ رہا تھا
 جبکہ اس کے ساتھ کے دوسرے سڑا سڑا درمیان سے
 گول ہو چکے تھے۔ اس نے تانے میں شین یا وڈو تھنکی کیا۔
 آخری نے کھنکی۔ ہوسٹر وائیں کولے پر تھا۔ میری نے
 بائیں بائیں کیرا پانچر کی کھنک لگا۔ میری سے چنگ کلا اور
 اگلیوں پر چمکا کر بائیں بائیں ہاتھ سے ہی ہوسٹر فٹ کر دیا۔
 میری کوٹش کے اس نے رڈو رالت کو کلا اور اپنا کلا
 کیلیفٹ کوٹش کے بارے میں خاص علم نہیں تھا۔
 البتہ وہ رڈو رالت جاتا تھا کہ میری کا کھنک تمام سین سے
 قریب ہے۔ میری نے "کوٹش" اور درمیان کے بعد فون
 دے ایک ایک پڑا اور سیدھا ہالی وڈ ڈاڈا کے پڑوں
 میں جا پہنچا۔ وہاں ذخیرہ آپ کی پانچر پڑ رہی تھیں
 موجود تھے۔ سڈو رالت پر پانچر میں مزید اندر کارڈ
 میں بائیں کی شرتی مد پر کھنکی۔ یہاں پانچر وڈو تھنکی تھے۔
 "فون کرڈنٹ" دوسرا "اورڈنٹ گڈوڈ، ایڈ ڈاک"۔ "تنام
 دن ہو یا رات، ان نشانہ کوٹھارہ اعزاء کرڈو کا معلوم

”میں نے کہا تھا، نہیں۔ وہ فریڈ ہے۔ قانون پسند شہری ہے لیکن وہ راج فریڈ ہے۔ کیونکہ اگر تیار مارو غلط اتوں میں جاتا ہے تو حرام کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے۔“

”کیا مطلب ہے؟ وہ کیسے؟“

”ایہودی دیوانس؟ مطلب ڈری بم / بومب؟“
 ”ہاں، بومب کی شکل ممکن ہے۔۔۔۔۔ نوعیت مختلف ہو
 سکتی ہے۔“

”او کے۔ لیکن یہ ایف بی آئی کے پراسرار ایلیٹ
ٹک کاروبین چمک نہیں تھا۔۔۔ نہ ہی ہوم لینڈ سیکورٹی کی
محول کی کارروائی۔ خطرہ کیوں محسوس کیا گیا؟ دھمکی کس کو

”کیسے کرتے؟“

”ظاہر ہے، ایسے فحش کو تلاش کرتا جو ایسے نظام کو خوب جانتا ہے۔“ ہیری نے سوز کاٹھے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“

”نہیں، میں کبھی اُس سے نہیں ملی۔“
 بہری نے گاڑی روک دی۔ ”گھر آ گیا۔“

”دیکھو ہیری، میں نے بتایا تھا کہ کچھ
 حادثات.....“
 ”پلیئر رائل، اتر جاؤ..... میں خود سنسٹال لوں گا۔“

”جسہیں سمجھنا چاہیے۔“ رائیل نے پھر کوشش کی۔
 ”وہ اس از ہوئی سائڈ۔ مائی ہوئی سائڈ۔“
 ”میں ایک فون کروں گی اور تجھیں اس کیس کی تفتیش

ہیری یا۔ ہیری نے اس فن کا کمال کر
منٹ کے قریب پہنچا۔ ہیری نے
بن بنکا اور پہلے پہلے آگے بھاگ
سے "کی ریک" اٹھا کر کوٹ کی
تک پہنچا تو رائل پمپریٹ پر

”کیسی سیٹ سنبھالی۔“ کون تھا؟
 ”ناقصی؟“
 ”نہ اے کہا ہے کہ وہیں گھر پر“

بٹ کرتے ہی سوالات شروع کر
میں تھا تو کس قسم کی اسٹ پر اس کا

نیز سیٹ وہ تابکاری سواونک براؤ
شکل نے کہا۔
کر پوری کر کے پڑا ہے اور ان تمام

جن کے پیس اس نے ہوشے

کیونکہ بنیادی طور پر یہ مخصوص
میں استعمال ہوتا ہے۔“

رکھتا تھا لیکن دوسرے لوگ بھی

”تھا۔“

یہ بل اذیت و اورنگ کی علامت
 تھا۔ دلا۔ اس کے علاوہ یہ
 لٹ کو ایک طرف ہٹایا۔ اس کی
 پہچان بابا کی خشک ہوا۔
 "راٹھل سے دوں سوچو اور ہوا۔"
 عکس کے صورت میں یہ ساڑن
 تھے (دلوں میں، میں سب سے
 رانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

بہی کی "بہی کی" بھجے
 "بہی سے لا"۔
 "ابھی نہیں۔۔۔"
 "تو رانکو۔"
 کر لیا۔
 "کھڑی میں جو
 متانک کی طرف اٹھا
 کی گردن کی طرف اٹھا
 منہ کی طرف۔۔۔"

[illegible]

ہل جاتا۔۔۔۔۔ یہ بھی بتاؤ کہ ہمیں
 دیاں کہ جس یہاں جہاں ہمد کے
 میرا پائنتز تھا۔
 پرینڈسٹ سے بات کر
 بھری نے ادا

میں دیکھا پھر ہمیری پر نظر ڈالی۔ اشارہ کیا۔ ”وہاں چلیں؟“

سے سے ہوا آگئے۔
 ہی ہوں۔ یہ ایک کائنات و فضا
 پہلے سے لٹ رہا تھا۔ جب قرآن

اسپتالوں کے نام امیر کے گوبکس میں دیکھتے تھے۔
”سوداگارا تھا۔“

”ہاں، ایسا ہی تھا۔“
 تابکاری مواد کیسے کے علاوہ
 ”تو اس کے بارے میں“

رات میں یہاں کیا کر رہی
..... کیا کہانی ہے..... اور اس کا

سوالات نظر انداز کر دیے۔

[illegible]

”ہائیکس فوس نے تمہارے دو بگ کو اشارہ کیا اور آخر میں فوسے داری تک آئے کبھی؟“

”ہاں، میں اور میرا پانچرو دفاتی ایجنٹ تھے۔ ہم سٹیبل کیٹ اور دوسرے افراد سے ملے۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس کا نام ہمارے کپیڈ میں فوسٹا پوینچے کا لیا گیا۔“

”پورے نے کا فزی اسٹارٹ کر کے پورس کی۔“ تم نے

”میں نے 18 جولائی کو اسے فوسٹا پوینچے کا لیا۔“

”کیونکہ گریز برو سے واقف ہے کہ ہندو کوئی موت یا
 کھانکھانکھ صورت حال سامنے نہیں آئی کوئی۔ کوئی اور وجہ بھی
 ممکن ہو سکتی ہے اس لیے مجھے احتیاط اور صوابیہ کے ساتھ
 حرکت کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے
 جھوٹ پلانا پڑا۔“

گریز برو سے غائب ہونے والی سیم 137

تھی۔ انھوں نے، بہت استعمال کے لیے اس کی خاصی قیمت تھی۔ افواہ اُڑی کہ وہ ایک مارکٹ میں فروخت ہو چکی ہے۔ لیکن درحقیقت کم تر پچیس ٹینس توڑے اور بچھے اپنا دیا۔

بیری نے خاموشی اختیار کر لی۔ ایک منٹ سے پہلے صبح بلاک میں سب مکان کے قریب تھے۔ دونوں گاڑی سے باہر آ گئے۔ یہ مکان بھی تاریک تھا۔ بیری داخلی دروازے پر کھنکا..... پارک جبری بنا رہی تھی کہ دروازہ

”دروازہ کھلا ہے۔“ ہیری نے سرگوشی کی اور مگن لالائی۔ راہیل کی مگن بھی ہاتھ میں تھی۔ دونوں مگن بدست، چونکے انداز میں خاموش اور تاریک مکان میں داخل ہو گئے۔ ہیری نے دروازہ پر ہاتھ بھر کر سچے آکر دیا۔

خالی لیونگ روم میں کھڑے تھے۔ کسی گزبڑ کے آثار نہیں تھے۔ رائیٹل نے مسز کینٹ کو پکارا اور سرگوشی میں ہیری کو بتایا کہ وہاں بچے نہیں ہیں۔ اس نے ایک ہار پمپرا آواز بلند کر کے کہا:

[illegible]

”نعم ہے۔“

”اے رائیٹل نے جراب دیا۔“ شاید یہ ہوش

”رائیٹل نے عورت کی کلا بٹان اودھتاہے سلسلے شروع کیے۔“

”ہی کی رعیت بندش اور کم زور اور خون کے باہٹ جاتی تھی۔“

”ہی کی سپری کی ہمت سے میں آ کر جہاں سپری کے حصول کے لیے تھک گیا۔“

”دس مٹ کا وقت تیار کردہ وہاں یہود میں گیا۔“

”ایک ذمہ کواد میں موجودگی سے اسے علمایت کا احساس اور تھا۔“

”اہم اور امید افزا تھا کہ سرزمین جلد از جلد تھکے کے قابل ہو جائے۔“

”اس نے

”کہا ہشورن کر دیا تھا۔“

رائیل اسے تحفہ کا احساس دلا رہی تھی۔ سزگینت
تہاؤ کا فکاڑھی۔ دو اجنبی افراد کو وہاں دیکھ کر اس کی آنکھیں
پھیل گئیں۔ رائیل نے ایف بی آئی کی آئی وی دکھاتے
ہوئے سوال کیا۔ "کرتھ بھی ہوا ہے؟"

”کیسا؟ کون..... میرا شوہر کہاں ہے؟“ اس نے
 اٹھنا چاہا۔ معا سے بارہنگی کا احساس ہوا۔ اس نے چادر
 مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹ لی۔ راشل نے ہیری کی جانب
 کہاں جس پر جرح ہو رہی تھی۔

”میں ڈیپلوم ہیری پوش ہوں۔ لاس انجلس پر کیس

جاسوسی ڈائجسٹ 22 جنوری 2018ء

ت
ونٹو کیئر رینج

سرد اور خشک موسم میں

اپنی جلد کو دیکھئے

بھریور تحفظ



جهت کلینزنگ ملک

تہمت غنی لوٹن

تہمت کو لڈ کریم

تہمت و نثر کیئر رینج - جلد کے لئے سب کچھ

لکھے تھے۔

بہتر سے مداخلت کی۔ ”یہاں میں، میں نے سنا تھا کہ اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”اوہ! اسکاٹلی ماسک؟“

ایلی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ٹھیک ہے یہ بتاؤ کہ ماسک میں انھوں کے لیے ایک آفتی سوراخ تھا یا دونوں انھوں کے لیے الگ الگ دو سوراخ تھے؟“

”تھرا خیال ہے۔۔۔ ہاں! ملکہ سوراخ تھے۔“

”خسکے لیے الگ سوراخ تھا؟“

”ہاں، ایسا ہی تھا۔“ ایلی نے جیت میں جواب دیا۔

”ملا، مسزینٹ۔۔۔ تمہاری فراہم کردہ معلومات بہت مددگار ثابت ہوئی ہیں۔ کوئی ایسی بات، جس میں نے نہیں پہنچی ہو؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

”میں نہیں کہتی۔“

ہیری نے مباحث کی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ ایلی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر کو دائیں بائیں جھنجھکیا۔

”ہاں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”اسٹینس کی خبر؟“

”میں نہیں کہتی۔“

”ہاں، میرے شوہر کا کیمرا جو کیمبر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جسے میں نے کیمبر کے بارے میں بتایا تھا، اس نے اپنے سامی کو کسی اور زبان میں کہا اور وہ کیمبر لپٹے چلا گیا۔“

”اس حیرت رانگ اٹھ کھڑی ہوئی اور بال دے کارغ کیا۔“

”راشل کی چیز کو مت پیچھا۔۔۔ اس قسم کی ٹیم کچھ دیتی ہے۔“

”راشل نے ہاتھ ہلایا اور غائب ہو گئی۔ اس وقت بریٹر کی صورت دکھائی دی۔“ ”یو (BOLO) نے چھان بین شروع کر دی ہے۔“ اس نے اطلاع دی۔

”کیا؟“ ایلی سا کچھ نہیں سمجھی۔

”مطلب۔۔۔ لی آن دی لک آؤٹ (BOLO)۔“ ”ہیری نے کہا۔ ”وہ تمہاری کار تلاش کر لیں گے۔“

”تم کیا بتا رہی تھیں؟“

”ہاں، میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر کو دائیں بائیں جھنجھکیا۔

”ہاں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”اوہ! اسکاٹلی ماسک؟“

ایلی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ٹھیک ہے یہ بتاؤ کہ ماسک میں انھوں کے لیے ایک آفتی سوراخ تھا یا دونوں انھوں کے لیے الگ الگ دو سوراخ تھے؟“

”تھرا خیال ہے۔۔۔ ہاں! ملکہ سوراخ تھے۔“

”ہیری نے سوال کیا۔“

”ہیں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”اوہ! اسکاٹلی ماسک؟“

ایلی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ٹھیک ہے یہ بتاؤ کہ ماسک میں انھوں کے لیے ایک آفتی سوراخ تھا یا دونوں انھوں کے لیے الگ الگ دو سوراخ تھے؟“

”تھرا خیال ہے۔۔۔ ہاں! ملکہ سوراخ تھے۔“

”خسکے لیے الگ سوراخ تھا؟“

”ہاں، ایسا ہی تھا۔“ ایلی نے جیت میں جواب دیا۔

”ملا، مسزینٹ۔۔۔ تمہاری فراہم کردہ معلومات بہت مددگار ثابت ہوئی ہیں۔ کوئی ایسی بات، جس میں نے نہیں پہنچی ہو؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

”میں نہیں کہتی۔“

ہیری نے مباحث کی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ ایلی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر کو دائیں بائیں جھنجھکیا۔

”ہاں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”ہیری نے سوال کیا۔“

”ہیں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

”اوہ! اسکاٹلی ماسک؟“

ایلی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ٹھیک ہے یہ بتاؤ کہ ماسک میں انھوں کے لیے ایک آفتی سوراخ تھا یا دونوں انھوں کے لیے الگ الگ دو سوراخ تھے؟“

”تھرا خیال ہے۔۔۔ ہاں! ملکہ سوراخ تھے۔“

”خسکے لیے الگ سوراخ تھا؟“

”ہاں، ایسا ہی تھا۔“ ایلی نے جیت میں جواب دیا۔

”ملا، مسزینٹ۔۔۔ تمہاری فراہم کردہ معلومات بہت مددگار ثابت ہوئی ہیں۔ کوئی ایسی بات، جس میں نے نہیں پہنچی ہو؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

”میں نہیں کہتی۔“

ہیری نے مباحث کی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ ایلی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر کو دائیں بائیں جھنجھکیا۔

”ہاں! اگر یہی ہوئے والے کسی اور زبان میں ترجمہ کیا تھا“۔

”ہیں، میں نہیں سمجھتی۔ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے۔“

”تم نے شروع میں کہا تھا کہ انہوں نے ایک پہنچے ہوئے تھے۔ کسی قسم کے ماسک؟“ ”ہیری نے سوال کیا۔

ایلی سوسج میں پڑ گئی۔ ”ہاں! اور کے نامہ۔۔۔ جیسے ڈاکو لائی کرتے ہوئے عموں سے دکھاتے ہیں۔“

مجی دوسرا.....چھ.....چھ.....چھ.....
 بریزنے دے دوسرے کی کارڈ لیا، کارڈ نے کس کے ران کے حوالے کر دیا۔ ”اوکے، جاؤ..... دو کبر چھ۔ ایک آٹھ۔ چار۔ پانچ تین چھ۔“
 ”میں اور پھر جاؤں گے۔“ ران نے کہا۔
 ٹرے نے ریڈی کی اسٹن سٹیز نیلا اور ایک منٹ کے اندر دردم میں داخل ہو چکے تھے۔ دروازہ انہوں نے اندر سے بند کر دیا۔
 میری نے ایک بار پھر دروازے میں صوبہ یا پھر پٹا ہار کی اور اس کی غای پٹلی۔ اگر کوئی صیف کے سامنے آتا تو کمرے میں نہیں لگا لگا کر ڈورکس صیف کے ساتھ کیا کمرے۔ ران کے ساتھ میری ہوا تھا۔ وہ صیف اور سٹیز کے درمیان جاں ہو گیا تھا کہ کسی نے کینٹ کو دیکھا کسی ہوگا توئیں جاں ہوگا کہ وہ کمرے سے لپکا لالا ہے۔
 صیف کے اندر دو لڑائی ہار پڑ چکے تھے۔ ران اور میری نے ہار کر فیس کارڈ مٹا دیے تھے۔ میری کھانسی کا وہ کھانسی لایا ہے۔
 ”صیف خالی ہے۔“
 بریزنے نے سٹل فون کلا۔ فون اس کے کمرے پر مقرر کمرہ ران کے آگے بڑھ کر اسے ایک کانڈ کا کھڑا پکڑا۔
 ”میں بھی کچھ صیف میں تھا۔“
 میری نے بریزنے کے کمرے پر سے ہٹا کر۔ بریز آواز کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔
 ”میری گھائی ہو رہی ہے اگر میں نے کیا نہیں کیا تو وہ میری میری کو ہلاک کر دیں گے۔ میں نہیں نہیں..... خدا مجھے معاف کرے۔ میرے لیے میری کی چوٹی نہیں تھی۔“

☆ ☆ ☆
 میری پوٹ اور ڈیلر کی پینٹس ماشوں کھڑے تھے۔ باجل میں ہوش کی ہر سرت کر گئی۔ یہ ہر اصحاب پر اثر انداز ہو رہی تھی۔ کینٹ نے سیم جن کے حوالے کی، انہوں نے کینٹ کوٹ ہالینڈ کی کیم کی خصوص کوئیں پر فیم کر دیا۔
 ”ہے سیم کی یہ مقدار کتنا نقصان پہنچاے گی؟“ بریز نے افسردگی سے میری کو دیکھا۔
 ”میں نہیں افراد سے معلوم کرنا پڑے گا لیکن میرا خیال ہے کہ ماہیوں افراد مطلوبہ سیم حاصل کر چکے ہیں..... جاہ ازاد..... جن کے بچے میں سیم ہے، ان کا پیغام ملے گا۔“

”ایک منٹ۔“ میری کی پیشانی پر سلوٹ نمودار ہوئی۔ ”کینٹ کے ریڈی اسٹن رنگ ٹاپکڑا کا پھر نہیں کر رہے تھے۔ وہ اپنی سیم نے کیا اور وارنک ڈیوٹس نے الازم نہیں دیا۔“
 ”اس نے یقیناً کچھ ہوسٹال کیا ہوگا۔“ بریز نے کہا۔
 ”کیا؟“
 ”میں کچھ مانچڑ ہوتی ہے جس کے ذریعے سیم کو ایک اسپتال سے دوسرے اسپتال منتقل کیا جاتا ہے۔ کینٹ نے ایک صوبہ خاکی کی اور سب کی سب نے کیا۔“
 میری کو پوچھنے کا کھلا ہوا ٹرک یا آج جس کی کارڈ پٹ ٹرک پر ڈوٹی چیز کے پاؤں کے نشان رہ گئے تھے۔ وہ کچھ گیا کہ ان نشان کا مطلب کیا تھا۔ بریز نے صورت حال کے بارے میں ایک صدیقی سامنے کی۔
 بریز نے سٹل فون کلا۔ میری بھی اپنے پائزر سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کانسیو کا کمرہ لایا۔ وہ کوئیں میں چلایا۔ انکی کے استدار پر اس نے سیم کے ٹیاب کے بارے میں بتایا۔
 ”مذاق کرو ہے؟“
 ”نہیں۔“ میری نے کہا۔ ”کیا تم ابھی تک دھپ پر ہو؟“
 ”ہاں، ایک گواہ لیا ہے ہلاک ہے۔“
 ”نہیں، کوئی میڈن کا کارڈ ہے۔ وہاں میڈن کا ہنگامہ ہے۔ بلکہ کارڈ اب وہاں نہیں رہی۔ میں وہاں بھی گیا تھا۔ کچھ حاصل نہیں ہوا۔ کانسی پر میری ٹھوس ٹوکے پر پڑی جو درختوں میں چھپا ہوا تھا۔ میں نے اسے قہر کی طرح میں کر میڈن یہاں دیکھا پڑا ہے۔ وہ یہاں منڈلاتا رہا ہے۔ اس نے میڈن کے ساتھ کھنگنے کی دوا پر پڑنے کی کوشش کی تھی۔“
 ”کیا وہ شوک کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟“
 ”وہ تو کانڈ کر رہا ہے لیکن مجھے نہیں کچھ کہہ سکا۔ وہاں رہا ہے۔“
 ”تم نے کہا وہ چھینے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیوں؟ وہ فیر ہو سکتا تھا۔ کیونکہ لاش میں کچھ بھر دیانت ہوئی تھی؟“
 ”ہاں، ہم نہیں ہو رہا شاید وہ خوف نہ ہو گیا ہو کہ

لائی کے آس پاس پکڑا گیا تو اسے ہی ظلم گردانا جائے گا۔“
 ”میں نے، ایسا ہو۔“ میری نے کہا۔
 ”اسے پکڑ کر رکھو۔“ کم از کم ہمارے پاس یہ الزام ہے کہ وہ بغیر اجازت کی کیا پھانسی میں گھسا تھا۔“
 ”ہاں، یہ کمرہ ہوا۔“ کانسیو نے کہا۔
 ”ڈاکٹر ڈوٹن لے جا کر اسے کمرے میں بیٹھ رکھو۔ کانسیو، سیم کے بارے میں کسی سے بات نہ کرنا۔“ میری نے فون پر جکر دیا اور بریز کی کال ختم ہونے کا انتظار کیا۔
 ”کانسیو نے انکار کیا کہ وہ اپنے پاس سے بات کر رہا ہے۔ بات ختم کر کے اس نے میری کو بتایا کہ وہ کچھ پائزر ہار رہا ہے۔“
 ”میں نے ساتھ کچھ ہارے پائزر نے کسی گواہ کو پکڑا ہے؟“
 ”میری کو جب ہوا کہ بریز فونوں پر مصروف تھا۔ اس نے کیسے اس کی بات نہ کی۔“
 ”ایک نکلن وہ بظاہر ایک غیر اہم چیز ہے۔ فوکا ہے۔“ کانسیو نے میڈن کے لئے آیا تھا۔ بہر حال میں جا کر اسے کر دیتا ہوں۔“
 ”بریز نے سہلے ہوئے اپنا کس راس میری کو پکڑا۔“
 ”میری بھی کام کی بات سامنے آئے، مجھے فون کر لینا۔“
 میری نے کارڈ لے کر صوبہ میں رکھ لیا۔
 ☆ ☆ ☆
 ذرا نیچے کے دوران میں اس نے ران کا کارڈ کی ڈی کال کی۔ سٹیز کے دوران اس کی سوچ کے اعداد و اعداد رہتا تھا۔ کچھ میری نے فیلر بیرونی طرف جھک رہا تھا۔ فیلر کی پینٹس، فاکوں کے بجائے سیم کے خلاف میں گئے۔ دو لڑائی میں ناگزیر سہلے تھا۔ میری کے خیال میں اسے اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہیے۔ میری کو کوشش کی تھی۔ فاکوں کو تلاش کرو۔ سیم انڈرو باجمہ آجائے گی۔ وہ بڑا ہلاک۔“
 ”پاکر سٹیز پینٹس ہیز کارڈ کی پارک میں گام ڈی گام کروہ میری منزل پر آیا۔ دوسری ہوئی سائڈ دھپ پر تھا۔ وہاں سے اس نے پائزر کو کال کی۔ پائزر نے بتایا کہ وہ آؤٹ ڈیوٹی کچھ ڈوٹن میں ہے۔ اس نے پائزر کو کال کر کے کام ختم کر دیا۔ وہ تکی لکس کیڈے آ گیا تھا۔ آوارہ گرد معلوم ہوا ہے۔ میری نے چند حالات

تناظر ماحول
 کے بعد فون بند کر دیا۔ ایک ہونڈی کالنگ خالی کال اور اپنی ڈیوٹی کی طرف ہٹا دیا۔ ایک پڑھنی بلاک اپنی ڈیوٹی میں نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف ایک طرف میری نے سب سے پہلے ایک طرف ایک طرف ہٹا دیا جس میں سب سے اور دوسری کال ہونڈی استعمال کی اپنی تھی۔ پارلس ڈکٹر کی کتاب ”بلیک ڈاؤس“ فوٹہ چھٹ، پڑی، یہ اپنی ہتاری میں کہ ان کا ہانک کی خاص حیثیت حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کچھ جڑوں پر نظر ڈالی۔ کینڈن پاپوہرٹ، دو پلا دالٹ، کرنی، چاپلان اور ایک فوٹو ڈیوٹی..... ”تاروں کے کمر“ کا نقشہ تھا۔ میری نے ہالی وڈ سیم کے کارڈ میں ہالینڈ ذرا نیچے کی سائڈ کا کارڈ لیا۔ اندر میں 23 کھاتا تھا۔ دائرے کے گرد روشانی والے رقم سے ایک دائرہ بنایا گیا تھا۔ میری نے نقشے کا ڈاکٹس چیک کیا۔ میری 23 کمرے کے ساتھ تھا۔ ہالی وڈ میں مٹا دیا کمرہ۔
 ”کانسیو نے اسے کچھ فون کا کمرہ ایک کمرہ وہاں میں رہتی۔ انکی کوئیں صوبہ درست نہیں ہو سکتا کیونکہ انڈری سے ملنے دیکھے والے کچھ ستارے ہالینڈ ہل دیتے ہیں۔ اس نے سٹل فون کلا، کچھ سوچ کر داکٹس صوبہ میں رکھ لیا اور اندر دردم میں طرف ہٹا دیا۔“
 ☆ ☆ ☆
 مجھے یہ انتظار میں سال سے بھی کم نظر آ رہا تھا۔ اس کے کیا سائڈ اور کھنگرے تھے۔ رگت گوری۔
 ”کانسیو نے کچھ سٹیز کو پکڑ لیا تھا۔ وہ لارٹ کچھ کھانا کھاتا تھا۔ چوہے کے کمرے کی چوٹی میں چھل پر دوسری جانب بیٹھا تھا۔ کمرے میں پینٹ کی پٹی لگی ہوئی۔ اسے سپر آٹھ تھا۔ ضروری تھا۔ میری نے ہال دے میں قمر حواٹ چیک کیا تھا۔ اس کا پائزر کانسیو نے راجہ حرارت بنایا کر پینٹ کر دیا تھا۔“
 ”کیسے ہو بھی؟“ میری نے دوسری خالی کمری سنبالی۔
 ”کیا میں کر رہی ہے..... میرے سہلے مکمل ہو؟“
 ”نہیں، میں ڈیوٹی ہوں..... ہوئی سائڈ۔ میرا نام میری پوٹ ہے۔ میں اس کچھ پر کام کر رہا ہوں۔ کچھ میرے ہونے چاہئے وہ داردار کے قریب چھپے ہوئے تھے۔“ میری نے لیکن پٹ لالا۔ وہاں سے کچھ ہالینڈ میں ہنگامی میں چکا تھا۔ کانسیو نے انکی حرکت کی تھی۔ لڑکا داکٹس میں تھا۔ خوف زدہ اور پینٹ۔“

[illegible][illegible]

ہارے سے بڑی تھیں۔
”تم نے دال آدھوں کو کچھا؟“
”جی، امیر آزادانہ قہر مچے اندر میرے میں
سے ایک جتنی جتنی آواز سنائی دی۔ آواز کے ساتھ ہی
دوکانر سے۔“ فاضل حسینی چمک میں ایک آوی نظر آیا۔ وہ
مکھوں کے قہر مچا اندر میرے میں، میں کچھ نہیں دیکھ
سکا۔“
بھری سے سر ہلایا۔ ایک سوال ایک دماغ میں
ریکا۔ لیکن اس نے سوال بھری کر دیا۔ ”اگر کسی تم ایسے
جارے ہو۔ ہم کسی آگ سے دو بارہ دو جراتے ہیں۔ تم سو رہ
تھے۔ آج ایک آوازوں نے نہیں کیا۔ تم نے نہیں کاریں
دیکھیں، براہ راست؟“
”ہاں۔“
”جہیں آوازیں دو بارہ سنائی دیں۔ تم
نے پھر دیکھا اور فارنگ بک میں راستی؟“
”جانتا تھا۔“
بھری کا ہاتھ پر کسی دی کی پوچھ رہا ہے جو وہ سنا
چاہتا ہے۔ اسے لڑکے کی گھٹن کا تھا۔ لیکن فاضل چمک
میں تم نے دیکھا کرتا تھا۔ مکھوں میں پھر براہ راست؟“
”جی، لیکن اس کا نہیں تھا۔“
”پھر کیا تھا؟“
”میرے خیال میں وہ پہلے سے مکھوں پر تھا جو
کچھ وہاں تھری سے ہوا۔“
بھری کے سر ہلایا جیسی نے پہلا ٹیٹ پاس کر لیا
تھا۔
”اوکے گزراؤ۔ اب یہ تازہ کم سے تازہ
کدو کی یا اس سے پہلے کیا؟“
”لڑکا جس میں پڑ گیا۔ پھر اس نے ٹٹی میں سر ہلایا۔
”اوکے، جی نہیں، پھر تو اس قہر میں۔“
”کوئی بیچ کر ہوا تھا۔ لیکن آواز میں دھماکے کے
باہت، اب ہم بڑا ہوا تھا۔“
”جی، جہرے کچھ، جہیں یاد آجائے گا۔۔۔ یہ تازہ
کدو کیا تھا؟“
”جی، نہیں، میں کافی دور تھا اور میں نے ایک ہی
لفظ سنا۔“
بھری سوچ میں پڑ گیا۔ اسے استیلا کے ساتھ گھرائی
میں جانا تھا۔ جیسی کے لیے، وہ ایک لفظ تھا۔ اب تھا۔

”اُدے کے بھی پھر کیا ہوا؟“

”فائزنگ کے بعد کوڑی کے گاؤں کی طرف بھاگا۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ اسے پورے کے قریب لایا۔ پورے کا ٹرک کھلا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی کا ٹرک بھی کھولا۔“

”جب وہ حرکت پڑا تو دوسرا ایک آدمی تھا؟“

”جیسی کر پڑا کر گیا۔“ میرے خیال میں وہ مرگیا تھا۔“

”تمہیں، میرا مطلب ہے..... وہ دوسرا آدمی آئی۔ وہ دو تھے اور ایک مبتلا..... کچن گاہیاں۔ یاد کرو۔“ میری نے تین لکھیاں بلانیں۔

”میں صرف ایک آدمی دیکھا تھا جس نے فائزنگ کی جی۔“ جیسی نے کہا۔ دوسرا گاڑی سے نہیں نکلا تھا۔ اس کی گاڑی پورے کے پیچھے ٹھہری تھی۔“

”وہ دوسرا آدمی ایک مرتبہ بھی گاڑی سے باہر نہیں آیا؟“

”تمہیں، فائزنگ کے بعد اس کی گاڑی نے پورن لیا اور وہاں سے چلی گئی۔ میری ایک باہر جرحیات میں کھو گیا..... کسی کا بیان خوشامی پیدا کر رہا تھا۔ اچلی سے ایک آدمی سوال کر رہا تھا دوسرے آدمی کو تہہ اور احکامات، پھر تھا۔ میری نے اٹھارہ گاہیاں کا گاڑی باہر آنے والا آدمی دیکھا جو گھر جی میں اچلی سے بات کرتا رہا تھا۔“

”فیک ہے، آگے چلو۔“

”اس نے پورے کے کھلے ہوئے ٹرک میں سے کچھ نکال کر اپنی گاڑی کے ٹرک میں رکھا اور اسے بند کر دیا۔ جو کچھ بھی تھوڑا تو وہ ایک گاہ تھا۔“

”میری سمجھ گیا کہ مذکورہ شخص نے ریڈیو ایکٹو واڈ ٹراپورٹ کرنے کے لیے پورے میں سے“ چم“ نکالا تھا۔“

”بمبارہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔“

”اس کے ساتھ میرے دیکھ دیکھا؟“ میری نے سوال کیا۔

”جس قسم کا تھا تو اسے اور کچھ نہیں۔“

”جس قسم نے آدمی کو دیکھا، اس کا حال یہ تھا؟“

”مٹھل ہے۔ سر پر بڑا تھوڑا سوئٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ میرا اٹھارہ ہے کہ بڑے کے اندر اس نے اسکاٹی ناک پہنا ہوا تھا۔“

”تمہیں یہ خیال کیوں آیا؟“

خیال ملے ہو۔

”اس کا فکریہ کیا تھا؟“

”ابو سلیمان... شاید یہ پتہ نہ تھا۔“

”کیا یہ ممکن تھا؟“ ”مطلقات اہم تھیں۔“

”نہیں، میں نہیں اندازہ لگا سکتا لیکن اس کے چہرے پر اس کا شہر تھا۔“

”بہری کیا ہونے پر آمادہ نہ تھا۔“

”پتا نہیں۔ اس کے پاس بڑا درامد مالک تھے۔“

”انہوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے انہیں کس دوسرے پورے کا ڈیک خالی کیا تھا۔ انہوں کا رنگ؟“

”جیسی ہے چہرے سوچ رہا تھا۔ انہیں کتنے تھے۔“

”اس نے رشتے چڑھائے ہوئے تھے۔ دستانے خاصے دو تھے اور بڑے معلوم ہو رہے تھے۔“

”بہری نے سوچا۔ یہاں...“

”خیال آیا کہ اس نے اس کے دستانے کے بارے میں کچھ سوچا تھا۔“

”سوال نہیں کیا تھا۔ تاہم اسے امید تھی کہ رائل شوال جواب میں مصروف رہی ہوگی۔“

”بہری نے خاموشی اختیار کر لی۔ عموماً گواہ کے لیے سوال کے جواب کے دوران میں خاموشی خاصی پریشان کن ثابت ہوتی ہے اور وہ خاموشی کے دنوں کو بڑھانے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اسے اس کی کوئی کوشش نہیں کی۔“

”دفعے کے بعد بہری کو کیا ہوا۔“ ”اُس کے وہ کار ہیں جنہیں پورے کے بعد جیسا کہ اس کی بات تھی۔“

”میں...“

”لیکن باقی دونوں کاروں کے بارے میں نہیں بتا سکتا۔“

”بہر حال وہ دونوں پورے سے بڑی گاڑیاں تھیں۔“

”پورے کے سامنے والی سیڑھی ان کی تھی؟“

”مجھے بالکل کے بارے میں نہیں پتا۔“

”نہیں، میں بالکل کی بات نہیں کر رہا۔ سیڑھی ان کی ساخت ہوئی۔“

”مطلب چار دو دروازوں والی۔“

”پچاس کے ساتھ۔“

”ہاں، ایسا ہی تھا۔“

”بہری نے ایسی بات کی غائب شدہ کار کا حلیہ ذہن میں دہرایا۔“

”دوسری تمام کاروں 300 کو پچاس تھے؟“

”نہیں۔“

”رنگ کے بارے میں بتاؤ۔“

”روشنی اتنی تھی کہ میں رنگ کی وضاحت کر سکتا۔ لیکن رنگ گہرا تھا۔ شاید سیاہ یا کھراٹلا۔“

”اور دوسری کار؟ پورے کے چہرے کی جگہ؟“

”کیا۔“

”معلوم ہو رہی تھی۔“

”آل رائل، جیسی، تم کافی دیر گزرتا ہوئے ہو۔“

”بہری نے کہا۔“

”کاروں کے نوٹوں کو دیکھ کر تو کیا تم پہچان لو گے؟“

”نہیں، میں انہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔“

”فاصلہ بھی زیادہ تھا۔“

”بہری نے سوچا۔ یہاں اسے اپنی ہوتی تھی۔ تاہم اس کی کہانی کافی حد تک ایسی سیڑھی کے چہرے کی جگہ۔“

”وہ ڈاکو وہاں کسے تھے۔ ایک نے کینٹ کی کمر کمر طرف اشارہ کیا تھا۔“

”معاذے ایک خیال سوچا۔“

”دوسری کار کمر طرف مٹی کی تھی؟“

”وہ پورے کے پھاڑی سے اتر چکی تھی۔“

”میں نے...“

”میں نہیں۔ میں اپنی جگہ پر رہا۔“

”خوف زدہ تھے۔“

”تھا مہاراجا۔“

”جیسی کی بات پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تم اپنی دیرنگ کیوں وہاں پیچھے رہے۔ تم پھاڑی سے اترے نہ تھے۔“

”کی؟“

”جیسی نے ہاتھ اٹھائے اور داہیں ہیز پر ہنکوا دیے۔“

”مجھے نہیں معلوم۔ میں ڈر گیا تھا۔ مجھے غصہ تھا کہ اگر میں پولیس کی نظر میں آجاتا تو وہ مجھ پر ہنک کر رہیں گے۔“

”بہری نے ذہن میں یہی خیال کیا کہ وہاں دروازے کی طرف گریپ نے آئے اور وہاں جانے کے دروازے کا کچھ دیر گاہہ موجود ہو گا۔“

”وہ سب سے پہلے مجھے ٹھانے لگا تھے۔“

”بہری نے اثبات میں سر ہلایا۔“

”کیونکہ میں فی دی بہت دیکھتے رہے ہو۔“

”جیسی کی طرف سے؟“

”نہیں۔“

”یہ نہ تھے کہ گھر پر کیا کر رہے تھے؟“

”جیسی نے کہا۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”نہیں۔“

”جھوٹے ہوں۔“

”نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں اپنی بات کی وجہ سے آیا تھا۔“

”فوت؟ تم اپنی ماں کے لیے میڈونا کی اسٹیکنگ کر رہے تھے؟“

”میں اسٹیکنگ نہیں ہوں۔ بہری ماں کی ساگرہ آنے والی ہے۔ میں اسے میڈونا کا ٹوٹورا اور گراف دینا چاہتا تھا۔“

”تو گھر کا یا سویتار ہو؟“

”میں گھر کا ہی ہوں۔“

”تم کس گھر سے ہو؟“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”ناہیکار بھی جوہر“

”بہری جنسانی حالت کے باعث ایک ہی کی طرف ہی جیت چکا تھا۔ بال جھوٹے اور انہوں کی حرکت بہری۔“

”بہری اپنی ڈیک کی جانب چلا گیا۔ وہ ایک مرتبہ گھر لوٹنے کی غرض سے اپنے گھر کے کار اور دھکا دیا تھا۔ اس نے انہیں اٹھا کر اسے ایک ہی تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور انہیں ایک ہی پر کیا۔“

”میں انہیں کے بارے میں بتاؤ؟“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

”میں نہیں۔“

جاسوسی ڈائجسٹ ﴿ 38 ﴾ جنوری 2018ء

”گواہ سے کچھ مدد ملی؟“ بریٹرنے سرسری انداز میں سوال کیا۔

بہری کے لیے اپنے سوتے کھولنے کا وقت نہیں آیا تھا۔
 ”اس نے واردات دیکھی تھی لیکن فاصلہ زیادہ تھا۔“

تاہم اس نے تصدیق کی تھی کہ کئی چیزیں پوشے سے دوسری گاڑی میں منتقل کی گئی تھیں۔ تمام کام ایک ہی آدمی نے سرانجام دیا۔ اسی نے کینٹ کو ختم کیا۔ دوسرا اپنی گاڑی سے نکلا ہی نہیں۔“

”لا کسفس پلیٹ؟“

گئی تھی تاکہ ان کی کار میں نیسیم نہیں نہ ہو۔“

”نہیں۔ اس وقت بھی اس نے اس کی ماسک پہنا ہوا

بربریز کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ بہری نے اسے

اس نے ماضی کے تعلقات کی پروا نہیں کی تھی۔ نہ مستقبل کی امید کے لیے تصادم سے بچنے کی کوشش کی تھی۔ وہ امید جس کے لیے رائل کاسٹل نمبر اس کے خون کے دل میں محفوظ تھا۔

☆☆☆
وہ دونوں مارک ٹوئن ہوئے، مگر جیسے سے ملاقات کر

رائشل نے فون نکال کر کھولا۔

"رائشل ایک سینئر ختمے نے بتایا کہ میں کراچی سے تم سے مل گیا۔"

"بھئی صاف کرا....." اس نے نہر بچ کرنے شروع کیے۔

"وہ میرے گھر پر نہیں ہے۔ میں نے جھوٹ بولا تھا۔"

رائشل نے فون بند کر دیا۔ "میں مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔" اس نے شبے کے عالم میں سوال کیا۔ "وقت تیزی کے ساتھ ساتھ ہے کل رہا ہے اور تم....."

بھئی قریب ہو گیا۔ "نام بتاؤ اور گواہ نہ جاؤ..... مجھے ایسے نہیں کسی کہ تم مجھے جھوٹ بولو گی۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے جہانم بنا دیا وہ ڈوٹی تھا۔ اس وقت اس نے ڈوٹی کے بارے میں پچھنچیں سوچا تھا۔

کافی تاخیر سے اسے احساس ہوا کہ اس نے یہ یہ نہیں سنا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈوٹی کون ہے؟"

"دھشت گرد۔" نہایت منکار۔ ابھی تک اس کی قیامت کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ وہ ڈوٹی کے ختمی نام سے معروف ہے۔

بھئی نے فون نکال کر اسے ایک کالنگ کر لیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

اس نے فون بند کر دیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"تو ڈوٹی کرا کر دیا۔"

بھئی نے ہاتھ میں پر ہاتھ رکھ کر رائشل کو مخاطب کیا۔

"تو ڈوٹی کرا کر دیا۔" اس نے نہر بچ کرنے شروع کیے۔

رائشل نے شائے اچکا۔

"بھئی نام کیا ہے۔" اس نے فون بند کر دیا۔

ڈوٹی رہے ہیں، جھوٹ بولو گی کہ دار و داروں میں ملوث رہا ہے۔

"تو ڈوٹی کرا کر دیا۔" اس نے نہر بچ کرنے شروع کیے۔

بھئی نے فون بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے جہانم بنا دیا وہ ڈوٹی تھا۔

کافی تاخیر سے اسے احساس ہوا کہ اس نے یہ یہ نہیں سنا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈوٹی کون ہے؟"

"دھشت گرد۔" نہایت منکار۔ ابھی تک اس کی قیامت کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ وہ ڈوٹی کے ختمی نام سے معروف ہے۔

بھئی نے فون نکال کر اسے ایک کالنگ کر لیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

اس نے فون بند کر دیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

رائشل نے ایک گہری سانس لی۔ "ہمارے پاس اس کی دوا ہے جب وہ اس انجیلز ان پورٹ سے نکل رہا ہے۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"تو ڈوٹی کرا کر دیا۔" اس نے نہر بچ کرنے شروع کیے۔

رائشل نے شائے اچکا۔

"بھئی نام کیا ہے۔" اس نے فون بند کر دیا۔

ڈوٹی رہے ہیں، جھوٹ بولو گی کہ دار و داروں میں ملوث رہا ہے۔

"تو ڈوٹی کرا کر دیا۔" اس نے نہر بچ کرنے شروع کیے۔

بھئی نے فون بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے جہانم بنا دیا وہ ڈوٹی تھا۔

کافی تاخیر سے اسے احساس ہوا کہ اس نے یہ یہ نہیں سنا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈوٹی کون ہے؟"

"دھشت گرد۔" نہایت منکار۔ ابھی تک اس کی قیامت کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ وہ ڈوٹی کے ختمی نام سے معروف ہے۔

بھئی نے فون نکال کر اسے ایک کالنگ کر لیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

اس نے فون بند کر دیا۔ "جیسا کہ تمہاری کالنگ سے معلوم ہوا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اس نے فون بند کر دیا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

تاہم اس کا حوصلہ

"میں ایک ٹیرر ہے کہ مجھے کوئی آف انجیلز تک نہیں آئے تو وہاں کافی کے لیے کہ گئے۔ اس وقت ہر ایڈجسٹ کیس چند ماہ میں ہمارے کانوں تک پہنچیں..... وہ ایک مریض کے بارے میں بات کر رہے تھے، جسے امریکی روم میں لایا گیا تھا۔ کوئی تپا کرنا کیس تھا۔ مجھے تمہارے میس کا خیال آیا..... جہاں منتقل کی گئی میں ریڈی ایشن اراٹ رنگ جو موجود تھا، امریکی میں یہاں ARS کا میس ہے۔"

جوزف نے بات نہ کی۔

بھئی نے ہمارا دروازہ میں سوال کیا۔ اس کی نگاہ دور ہوئی رائشل پر بھیجی۔

"ARS کیا ہے؟"

"ایک ریڈی ایشن ٹریم۔ اس کی بری حالت ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے....."

"ٹھیک ہے۔ جوزف، آؤ آؤ ہوں۔" بھئی نے فون آف کر دیا۔ اس نے قدم بڑھاتے ہوئے رائشل کو آواز دی کہ وہ اس کے کچان زدہ چہرے کو دیکھنے لگا۔

"مریض کہاں سے ملا تھا؟"

"میں نے سوالات نہیں کیے۔"

"وڈوڈ۔" رائشل نے بھاگتے ہوئے پل فون نکالا۔

ہال پر ڈوٹی دے پر ٹھیک رہ گیا تھا۔ بھئی خوش ہوئی کہ آؤ آؤ جاتا تھا..... محبت پر انکس لائٹ، سائز اور پوش کا رنگتیں ماسٹر رنگ دکھارے تھے۔

ٹھیک ڈاکٹر کا کہنا ہے، اسے آؤ آؤ..... انجیلز کے مریض کی انجیلز کے جوڑے میں بڑے بڑے نگاہ سارکتی تھی۔ ڈاکٹر کی ٹوے کو کس کی کس کی کر رہی تھی۔

"میں کہاں جا رہے ہیں؟" رائشل نے چل کر کہا۔

"جائے جیسے تم سے پیچھے..... کوئین آف....."

امریکی میں..... تاہم اس کے ساتھ ہوا مریض.....

"نفس ہے۔" پوری بات کیوں نہیں بتائی گئی.....

"چارمنٹ..... چارمنٹ میں تم وہاں ہوں گے۔"

اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ بریڈ کی ہم سے پہلے وہاں پہنچا پاتا تھا۔

رائشل نے سائز کا سوچ کر آف کیا۔

"کیا کر رہی ہو؟"

"مجھے بات کرنی ہے۔" جواب آیا۔

ہیری نے دھارگر کا ستر کر دی۔
 راتیں نے فون ملا دیا۔ وہ کھینچو نہیں رہیں سے
 بات کر رہی ہیں۔ "دارگوئن کھینچو جان کر نہیں آف ایجنڈ
 پیچھے رہ گیا تھا۔ دھارگر جلدی..... میں وہی ہوں گی۔ یہ سیم
 کے قریب ہے۔ فون بند ہوتے ہی ہیری نے سائون کے
 سوچ پر ہاتھ مارا اور اسٹریڈ کر دیا تھا۔
 "میں نے چارنٹ کا کہا تھا اور تم ان سے کہہ رہی ہو
 کہ تین منٹ میں وہاں پہنچو گی۔" ہیری نے خوش دل سے
 اعتراض کیا۔
 "میں یوش کے ساتھ ہوں۔" وہ مسکرائی۔ "مجھے
 تھوڑے سا ماساؤج سے تمہارے پاس۔"
 کسی نے سنا۔ دل پیچھا۔ شہلہ سا پکا۔ دل
 دھکا۔ بہت عرصے بعد اس طرح مسکرائی کی۔ مدت بعد
 اسے یوش کچھ یاد تھا۔
 "تم قریب آنا۔ کل پول رہی ہو؟"
 "ہاں۔"
 "فون ملاؤ اور دوست کا پول دو۔" ہیری نے کہا۔
 "یہ گاڑی ہے۔ نیلی کا پٹرینس۔" وہ پٹائی۔
 "میں ڈرائیو کر رہی ہوں۔ مگر ویسکو۔"
 "تو سنا۔ سار پرست جاؤ۔" اس نے پٹا کر کہا۔
 "تم گھڑی دیکھو۔" کراؤن وکٹریا، سامنے سے
 ٹھکنے والی گاڑی دھجھوٹی ہوئی تھی۔
 دوست بعد وہ سائون پر بند کر دیا تھا۔

☆☆☆☆

پہچم امراضی روم میں جڑوف کی موجود تھا۔ اس
 کی رہنمائی میں وہ علاج گاہ کی طرف گئے۔ باہر ایک
 پرائیوٹ گاڑا لایا ہوا تھا۔ ہیری نے آگے ہو کر چل
 لائیں گی۔ گاڑی پر وہ ایک طرف کھڑا کر دیا۔ اندر لی گئے
 چھ کیوس میں آگے کیا گیا تھا۔ وہاں ایک ہی میٹھن تھا۔
 پتہ، تھوڑے سا بال اور چلنے کا رنگ سیاہی مائل کھڑکی کے
 جانے کے ساتھ نہیں اور وہ ان کے اور اور اطراف
 میں جسم کے ساتھ شکست تھے۔ ایک خاص قسم کی میٹھن بھی
 موجود تھی۔ جڑوف ہلائک ٹنٹ کے اندر اندر مرو کے
 چوے تقریباً بند اور ساکت تھے۔ جام بدن مریاں تھا۔
 جس نے زبردستی کھینچ کر لیا تھا۔ پتہ پر وہاں چاہت
 اور دائیں کوٹے پر آگے آئے تھے۔ دائیں ہاتھ پر
 بھی کھینچنے کے نشانات تھے۔ اذیت ناک سرخ جڑوف کے
 گرد کائی پٹنے تھے۔ گھٹیں کھینچنے پر سوا چھوٹ پڑا تھا۔

معلوم پہلی نما کریم سترہ مقامات پر لگائی گئی تھی۔
 تاہم یہی کارڈوں کے مشابہ تھا۔
 "یہاں تو کوئی نہیں ہے۔" ہیری نے استدعا کیا۔
 "میری قریب تھا جانا۔" راتیں نے تعجب سے
 کی۔ "وہ پتہ یوش میں نہیں ہے۔ باہر کلاؤ، ڈاکٹر سے بات
 کرتے ہیں۔"
 "کیا یہ سیم کی تباہ کاری ہے؟ کیا یہ اتنی تیزی سے
 کام کر رہے؟"
 "ہاں، اور خاص مقدار میں، براہ راست اوپر
 ہو۔" راتیں نے جواب دیا۔ "میں معلوم ہوتا ہے کہ اس
 آڑی نے سیم کی کچھ مقدار دائیں جب میں مری ہوئی
 تھی۔"
 اس نے وہاں سے کے لیے قدم اٹھایا۔ ہیری نے بھی
 تھکی۔
 "کیا یہ دہلی ہو سکتا ہے؟" ہیری نے سوال کیا۔
 "جی، اور دہلی نہیں ہے۔" پردہ ہٹا کر اس نے گارڈ
 کے لیے حکم جاری کیا کہ اس کی سیٹ میں تھیں ڈاکٹر
 کو بلائے۔ وہ انداز میں اس نے تل فون کا لپٹ مایا اور
 ایک منٹ پر دیا۔
 "توکل فور آ گیا۔"
 "یہ سیم کا مریض ہے۔ ڈاکٹر کٹا پیچھا ڈی ایس
 کا پتہ پوسٹ کی ضرورت پڑے گی۔" تحقیقی پر ڈاکٹر بھی
 ضروری ہے۔
 دہلی جواب سے کچھ کہہ گیا۔ راتیں نے جواب
 دینے کے بعد کہا۔ "اسی ایک شناخت میرے پاس نہیں تھی
 ہے۔ شناخت تلے میں جاتا ہوں کروں گی؟" اس نے فون
 بند کر کے ہیری کی طرف دیکھا۔
 "تاکاری سے متعلق ہم دس منٹ میں یہاں پہنچ
 جائے گی۔ تاکہ پوسٹ کو ہدایات میں دوں گی۔"
 "ہو، ایک بات بتاؤ۔"
 "کیوں۔"
 "کیا تم نے سوا جا کر جیڑ ایک ہی مکان سے کیوں
 برآمد ہو رہی ہے؟"
 "میں مطلب۔"
 "جی، مگر ایک پیچہ۔" دھارگر۔ ایلی سا کینٹ کو
 پڑانے کے لیے بدمرمن کی کینٹ ہاؤس کے ہی تھے۔ وہاں
 کھینچے والوں کے پاس اسکاٹس ہائیک اور جاتو کے سوا کچھ
 نہیں تھا۔ گاڑی بھی، ان کی استعمال کی گئی۔ تمہارا دھیان

اس جانب نہیں کیا؟"
 "جی، اس کے کردہ جواب دہی، ایک صورت اچھا
 کے نظریہ کے کہ اس میں ان کے قریب آئی۔ اس کے
 ایک ہتھ پکڑ کر پڑا تھا۔
 "میرا نام ڈاکٹر کا رہے۔ آپ لوگوں کو نہیں سے
 دور رہنا چاہیے۔ جب تک ہم مری کی قیامت نہیں کچھ
 لیتے۔"
 "وہو نے اپنا تعارف کراتے ہوئے سوال کیا۔
 "آپ کیا بتاتی ہیں؟"
 "اس وقت تک کچھ زیادہ نہیں۔" ہیری کی ابتدائی
 علامت مروج پر ہے۔ وہ کی چڑکی زد میں آ گیا ہے۔
 پشیرا، دائیں اور بائیں۔ مگر کسی کا تارکاری۔ مسئلہ ہے
 کہ وہ ابھی کے تجربہ میں کہہ مری چڑکی زد میں آ گیا تھا اور
 یہ جانے بغیر ہم کوئی مخصوص علاج اختیار کرنے سے قاصر
 ہیں۔"
 "علامت کیا اور پتہ ہوئی ہیں؟" راتیں نے سوال
 کیا۔
 "چلنے کے نشانات آپ نے دیکھے ہوں گے۔ وہ
 ہمارا سب سے چھوٹا مسئلہ ہے۔ لیکن اندر دلی تھیں۔"
 ڈاکٹر نے دھارگر کی اس کا دانی حکم قریب، ختم ہے۔ حکام
 ہم اور اس کے مشق تیار ہو گئے ہیں۔ ہم نے اسے
 سنبھالنے کی کوشش کی ہے لیکن میں پراسیس ہوں۔ وہاں
 اور اسباب پر شدید پڑاؤ ہے جو سے حرکت کلب کی بندش
 کی طرف سے جانے گا۔"

"ہیری کی زد میں آئے تھے وہی بعد یہ مشورہ
 ظاہر ہوتا ہے۔" ہیری نے تاکاری کا لفظ استعمال کیے بغیر
 راتیں سے استدعا کیا۔
 "کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ شخص کس اور کہاں
 سے ملا؟" ہیری نے ڈاکٹر سے سوال کیا۔ اتنا دھارگر
 مریض اور موت کے درمیان کھلے قدمہ کر رہا ہے۔
 "آپ کو ہی اسے تل سے بات کرنی پڑے گی۔"
 میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ یہ سڑک پر چلتے چلتے تھا۔"
 ہاتھ میں پکڑے کلب پر زور ڈالنے کے بعد وہ گویا
 ہوئی۔ "نام ڈاکٹر کا تھا۔ مگر چاہیں برس۔ پتا
 معلوم۔"
 راتیں نے کچھ قائلے پر جا کر تل فون نکالا۔ ہیری
 جانتا تھا کہ وہ رتبہ الگ مریض کا نام بتانے جا رہی ہے۔

تانبکا و جدھر
 ہم دہشت گردوں کے اڈے نہیں کے حوالے جانے گا۔ یہ
 معلوم کرنے کے لیے کہ طویل نفرت میں کوئی ان کا نام
 دہشت گرد کے طور پر پیش ہے یا نہیں۔
 "اس کے پکڑے، وراثت وغیرہ کہاں ہیں؟" ہیری
 نے ڈاکٹر سے سوال کیا۔
 "چچا انہیں بائیس روم سے ہالایا گیا تھا۔"
 "کسی نے انہیں چاہا؟"
 "میں جناب۔ یہ خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا تھا۔"
 "وہ دھارگر کی ہیں؟"
 "آپ تنگ اساتف سے معلوم کر سکتے ہیں۔" ڈاکٹر
 نے ایک طرف اشارہ کیا اور ہیری جاتا تنگ اساتف کی
 طرف بڑھ گیا۔ وہاں موجود سب کے مطابق مریض سے
 متعلق تمام سیدھے دس کنٹینر میں منتقل کر دی گئی
 تھیں۔ کنٹینر اس سے متعلق کرے میں ہے۔"
 "وہ کرا کہاں ہے؟" ہیری نے سوال کیا۔ وہ
 اعزاز نہیں کا سکا کہ اس کے لیے اسپتال کے طریقہ کار کے مطابق
 ہے۔ باہر خوف کے باعث آیا گیا تھا۔
 "زیر سے جواب دینے کے بجائے اسے ایک سکورٹی
 گارڈ سے کھالے کر دیا۔"
 عقب سے راتیں کی آواز آئی۔ "یہ لیتے جاؤ۔" اس
 نے اپنی طبیعت سے شک و شبہ کی اپنی لارٹ انڈر اسے
 پکڑا لیا۔ "سک مت لیتا۔" اگر یہ پول لائے تو فوراً اس
 لٹا۔ اسے پیچہ ہوں گے اور اس کا پتہ نہیں آگا۔
 ہیری نے اس کی خرابی انھوں میں دیکھا۔
 "اوکے۔" اسے کنٹینر سے جیب میں رکھ لیا۔ گاڑی والے دوسرے
 سے زبردستی جوس کے ڈرہنے سے ڈھانچے میں لے آیا۔
 یہاں ایک ایک والے ہاتھ جس کی لپٹائی فرم ہوئی تھی۔
 وہ قمار کے انتہائی سرے کی طرف جا رہے تھے۔
 اسی تیر زبردستی خالی پڑا تھا۔ ہیری نے گاڑی کو ایک
 قدم پس ہوتے دیکھا اور اس کی شکل آسان کر دی۔ "تم
 کرے کے پیر ایئر انتظار کرو۔" اس نے گاڑی کو اشارہ
 کیا۔ گاڑی نے کسی تیز و تھل سے باہر نکالا۔ اس کے جانے کے بعد
 ہیری نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہاں کسی نے کھانا نہ کھا
 کے تھوڑے سا مفتوح تھے۔ فرش پر تھیں وہاں کنٹینر بکرا۔ اس
 کے فکس کو کپ کی حد سے سنبھلی کے ساتھ بند کر دیا گیا
 تھا۔ اس پر دارنگ بھی تھی۔ اسے تھوڑی کے لیے تھوڑا سا
 اٹھا۔
 ہیری نے لی جین نکالی، جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا

[illegible][illegible]

”بہری بھی جیسا ہے۔“ بہری نے کہا۔
 ”تو کی اور کام کی چیز؟“ راضی کی حوالہ آجاتی۔
 ”میکسین ڈرائیونگ لائسنس ہے لیکن یہ جعلی معلوم
 ہوتا ہے۔“ اس کی ناسا کا نہیں ہے۔
 ”وہ!۔۔۔ لیکن وہ رشتہ کروں گے میکسین پاڈر کراس
 کیا ہے اور میں اعلیٰ عرف ڈیڑو گوزن لائن میں سے ایک
 ہے۔“ ہنس ڈانس میں گھٹنے لگے وہ افرار، ڈیڑو ڈوٹی اور
 شاید بے پگھلا درمی ہوں گے۔“ راضی نے خیال آداری کی۔
 ”جی جی نہیں کہہ سکتا، راضی۔۔۔ یہ کیڑے لے کے
 ملاطبت پی آئی۔۔۔۔۔“ بہری کی بات اجودہ ہو گئی۔
 ”بہری، بہری کی بات کیا ہے۔“
 ”کیک ہے، میں دانیں آتا ہوں۔“ بہری نے ایشیا
 ابھی کسٹین میں خصل میں ادا دے اٹھا کر دانیں کا راستہ
 پکڑا۔ بیڑوں پر اگر اس نے میں فن لگلا اور سٹی
 لکٹین کسٹین سے رابطہ کیا۔ وہ معلوم کر سکا وہ تھا کہ
 ہائیڈرو پلانٹ کیس سے ڈیڑو کو کہاں سے اٹھایا جائے گا، کہاں سے
 لے گا؟ جی جی کے بعد ہی اسے خبر پڑے۔ یہ نمودار ہوئے۔
 چھوٹا اٹھارہ کرنے کے بعد اسے جواب ملا۔
 ”کال ہوئے پانچ بجے جس فون سے آئی تھی وہ
 ”ایوزی فرینٹ“ کچھ کچھ کیورڈ میں مضمر ہے۔ وہ آدھی
 ”رنگ لائٹ میں گمراہ تھا۔“
 ”ہیلز، پارک سے قریب ترین کراس اسٹریٹ
 میں بتائیے۔“
 اس میں جواب جلدی آیا۔
 ”ہیکٹر کرم کیورڈ۔“
 بہری نے ٹھہرے کے ساتھ رابطہ منقطع کر دیا۔ وہ
 ران تھا کہ ہر مقام کھنڈ سے قریب ایک شخص داکرے
 کے اندر چھائی رہا لیٹھ اور وہ کرم فرسٹ پاس ہنس
 سب کی۔ مینٹین ہڈی نے گاڑی کی ریڈیٹ پر جس
 کان پر کام دھاوا ادا تھا، وہ داور۔۔۔ ڈیڑو جہاں گرفتار تھا وہ
 نام بھی۔ لائن اسٹیشن کے مرکز دیکھ کر بہری کی ماست
 میں سے آتی رہی تھی جبکہ یہاں معاملہ پورس تھا۔ وہ
 ایالات میں نکلاں۔ دیر سے دیر سے بیڑیاں چڑھتا رہا۔
 ☆ ☆ ☆

[illegible]

عصمت

عصمت کے معنی خود غور کا جو معیار ہے۔ وہ مردوں کی پرورد خدایا سے اس قدر بلند و بالا ہے کہ وہ اس معیار کی بلندی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ مردوں کو پردہ میں بنانے والے سرچرچا اپنے آپ کو عصمت کی عصمت کا محافظ سمجھتے ہیں جب میں جانتے ہوں کہ اپنی عصمت کی حفاظت یا خود غور سے دور ہر دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو عورت کو اس گمراہی سے روک سکے۔ اس لیے کہ مرد اپنے پردے استہزاء اور اپنی پوری جاہلانہ قوتوں سے کہ میں تو زیادہ سے زیادہ کیڑی کر سکتے ہیں کہ عورت کو جسمانی عصمت سے محفوظ رکھیں لیکن راصل عصمت تو ایک دلت سے ہو جاتی ہے جب کسی عورت کے ذہن میں اس قسم کا گمراہ خیال آجاتا ہے۔

مرسلہ: عبدالرؤف نیا پنڈی صاحب (سبیل پور)

”تم میری بات نہ منو۔ تم ظلمی ہو۔ یہ میرا سے پہلے ایسا ہی کیا ہے۔ جب میں کڑھتے ہوں یہاں آئی تھی تو وہ میرا ہی نہیں تھا۔ یہ بات میں سے نہیں سمجھتی تھی۔“

یہی ہے زوردار ہر گھٹا ایک الیکٹرک شاگ۔ وہ شرو سے بریز کر پائینز لٹ کر آتا تھا۔ بریز کر شیعہ لاشوہر طور پر پکائی میں تھا۔ یہی تھی۔ ”پھر اس وقت پائینز کو تھا؟“

”میں نے پائینز نہیں لیا تھا۔“

”کون تھا؟“

”راشل اس کی آنکھوں میں دیر تک بھی رہی۔“

☆ ☆ ☆

ایک اور گھٹا۔ وہ تقریباً پانچ دہائیوں کیچہ ذکر سکا۔ یہ گھٹا گمراہ کیا۔ مطلب، رائلش نے کبہرہ کی مراد میں میں اپنی سیا کا سامی، بیکو میں تھا۔ وہی جے چنہ کی بھی یہی کیٹ آئی اس میں تھوڑی گھٹا تھا۔

”میں نے اس کا نام کیا؟“

راشل کبیدہ خاطر نظر آئی۔ اس بات پر کہ یہ گھٹا نام کا ایک اندر کے ہرے کے کیا تھا۔ تیسرا کا دھوکا خوب

”خاموش اور بیوقوفوں کے اورے نشانات و راصل کاغذی انگوٹوں کے اس کا کڑھ تھا۔ اورے نشانات بتا رہے تھے کہ اسے کھٹوں پہلے اندھا کیا تھا جبکہ اپنا نہیں تھا۔ انگوٹوں کے دس کی پوٹا اس کی تک بکریجیٹر میں رکھی ہے۔“

”اور وہ ایسا کاڈ۔“

”کیا ہوا؟“

”سب ہم اُسے یہاں سے لے گئے تھے اور میں اس کے ساتھ جگہ پر چھوٹے سے کمرے میں سوال جواب کر رہی تھی۔ اس وقت مجھے دوام سا دھکا تھا کہیں انگوٹوں کے دس کی خوشبو ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ تم سے پہلے کیا جہو گا ہاں نے سرخ انگوٹوں کا دس کیا ہوگا۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

”اب تم سمجھ رہی ہو۔“

مورتی سے دیا گیا۔

دونوں صبر پر لب ایک دوسرے کو کھد رہے تھے۔
کچھ کھینچنے کا باران تھا جس کا دھشت کر دوں کے پیچھے
کر دوں نے عیانی کا سامنا کیا تھا۔
”اگر کبھی ڈوبی اور سامی پکڑے بھی تھے اسے تو اگل کا
دفاع نہیں کر سکتی تھی۔“

”ہاں، یہ ایک لمبی جرم ہے۔۔۔ قریب قریب۔۔۔“
ہیری نے اعتراض کیا۔ ڈوب رہی تو خوار اور وہ میں بھی
میں کرنا۔ وہ نہ تم اگلی کہ۔۔۔ ہیری چپ ہو گیا۔
”اب میں کیا کرنا چاہے ہوں؟“ اگلت بھرا الجھ بھرا
نوٹ آیا۔

ہیری نے شانے اٹھائے، پھر کچھ سوچ کر کہا۔
”دونوں کے لیے جو ہے وہ ان پر دائرہ رنگ میں چھوڑ
وہیں کے اور کھینچ جائیں گے۔ دونوں پر الزام ضرور
کے لیے ہیں۔۔۔ میرا اندازہ ہے کہ اگلی سیال پر پڑے گی۔
وہ الزام سیکول پر لگائے گی کہ اپنی ہڈی میں کو
استعمال کرتے ہوئے اسے استعمال کیا۔“

”فنا ہم ٹھیک کر رہے ہو نیز میرا نہیں خیال کہ
سیکول یا اتنا اسارت ہے۔۔۔ جو تم سے جان بچالے۔ میں
اس کے ساتھ کام کر چکی ہوں اور۔۔۔“ رائٹل کے فون کی
ٹھنکی تھی۔ اس نے فون نکال کر اسکرین دیکھی۔

”بریزنے ہے۔“ اس نے بتایا۔
”ہاں کے دوران میں معلوم کرو، سیکول میں کہاں
ہے؟“ ہیری نے اشارہ کیا۔
رائٹل نے فون اٹھایا۔ کچھ سوالات کے جواب
دے اور ہیری ہوش کی خبریت کے بارے میں بتایا۔ وہ
سرگرمی انداز میں ہاتھ مار کر سیکول کی طرف لے گئی۔
”ہاں دادے، سیکول میں کہاں ہے؟ مجھے بات کرنی
ہے۔ ہاں وہ سے میں ہیری کے ساتھ اس کا رد مجھے برا لگا
تھا۔“

اس نے تک کر جواب سنا۔ اس کی چٹائی پر تل
پڑے دیکھ کر ہیری چونکا ہوا گیا۔
”کب کیا بات ہے؟“ رائٹل نے سوال کیا۔ جواب
سنے کے بعد اس نے کہا۔

”سوچنے جانا ہوگا۔ ہیری کو شاید یہ سنا کر رہ
ہیں۔ فارغ ہوتے ہی میں وہاں آتی ہوں۔“ رابطہ قائم
کرنے کے بعد اس نے ہیری کو دیکھا جو اسے نظر سے
اسے نکھڑا تھا۔

”کیا کیا ہوا ہے؟“ ہیری نے سوال کیا۔

”اس کا کہنا ہے کہ اگر کبھی۔۔۔ ہم کے مقام پر ہے۔
اور وہ لوگ ریڈیو ایجنٹس کا انکشاف کر رہے ہیں۔ ہمارے فون
سے گواہ کو اٹھانے کے لیے سیکول کے لیے خطرات ہیں
کیوں۔“

”اور کیا کیا ہے؟“
”ہیریز نے کیا بتایا ہے۔“
”کچھ تو ہوئی؟“
”فہم نہ کیا۔“

”وہ تو ہم کو کہتا ہے کہ کیا ہے۔ کچھ یہاں ہے۔“ ہیری
تیزی سے حرکت میں آیا۔ ”مجھے اس کے کرے میں سے فون نہیں
ہے۔“

ہیری نے ہائی ووڈ ڈویژن کے واج کمانڈر سے
رابطہ کر کے کہا کہ ایک پٹرول ہوائی کی طرف روانہ کر دیں
جائے۔ گواہ کو چیک کر کے کی بھراں نے ہوش میں
استعمال کیا ہو گیا۔

”ایٹلن، میں ہیری ہوش بات کر رہا ہوں۔ سچ آیا
تھا۔ کیا ہوا؟“
”اور میں کیا بات ہے؟“
”کیا کسی نے چارلس ڈکنز سے ملنے کی کوشش کی؟“
”نہیں۔“

”گھڑت میں صحت میں کوئی نہیں پیدا آدی وہاں
آیا تھا؟“
”نہیں، کیا ہوا؟“
”کوہرے سنو۔ تم اوپر جا کر میرا بیٹا چارلس ڈکنز
تک پہنچاؤ گے۔ تم کو کہہ دو کہ وہاں سے فون جائے اور
کہیں سے مجھے فون کرے۔“

”فرزینڈ ڈیک پر میں اٹھلا ہوں۔“
”یہ بڑے پیسے ہے۔ تمہارے باج میں صحت فون ہوں
گے۔ میرا خبر کھو۔۔۔ تین دن۔۔۔ دو۔ چار۔ چار۔
پانچ۔ جو تین۔ ایک۔ سمجھ گئے۔“

”ٹھیک ہے جاتا ہوں۔“
”مگن، میرے علاوہ کوئی آئے تو کہنا کہ وہ چیک
آؤت کر گیا ہے۔“ ہرگز۔۔۔ اس نے فون بند کر کے رائٹل
کی طرف دیکھا۔ گواہ کو ہیری کی طرف ایٹلن پر بھیجیں کہ
سک۔ ہیری کے تاثرات یہی کہہ رہے تھے۔

اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ پوری توجہ
ڈرائیونگ پر تھی۔ ہیری نے اندازہ لگا دیا کہ وہ پانچ منٹ
جاسوسی ڈائجسٹ 64 جنوری 2018ء

میں ہارک فون ہوئی کھینچ سکتا ہے۔ اس نے بے چینی محسوس
کی۔ سیکول کو وقف کئے کی سہت حاصل کی۔
”میں نے ہوائی کا بھی راسدہ بھی اختیار کیا ہوگا تو وہ
مجھے تک پہنچ چکا ہوگا۔“ ہیری نے اندیشہ ظاہر کیا۔
”استعمال کرکے پھر واپس کیا جاسکتا۔“
”تھکنے سے وہ صرف یہ جانتا جا رہا ہو مجھے اس کے
لیے غورہ میں سکتا ہے یا نہیں۔۔۔“ رائٹل نے خیال ظاہر
کیا۔

ہیری نے غبی میں سر ہلایا۔ ”کوئی چاہ نہیں ہے۔
کوہرے ان سے ہم کی برآمدگی کے بعد وہ کوئی دیکھ
نہیں لے گا۔ اس کی سائز کا تار دو گھر چکا ہے۔ ایک
ہی راسدہ ہے کہ وہ جلد جلد کھنچ لیا جاتا ہے۔“

”پہلی گواہ پر اپنی سیال۔“
”جی، کیا؟ جس کے لیے سب بنگاہ ہوا۔ کیا وہ اس
کے خلاف جانے گا؟“ رائٹل نے تک کا اظہار کیا۔
”جی، فرزینڈ میں پڑتا۔ جہاں پر بن گئے تو قاتی
تمام ترجیحات کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ اس نے ایک بڑا
قدم اٹھا ڈالنا چاہا۔“

”اب وہ ایسا ہی قدم صرف
اپنی خاطر اٹھائے گا۔۔۔ اور۔۔۔“
”وہ تو چپ ہو گیا۔“ سینے میں گھونسا سا لگا۔ اس نے
بہندہ واڈ میں خود پر کھنچ لیا۔ ہائی ووڈ پاؤں کے سامنے
اس نے ہائی لینڈ ایجو پر خطرہ لگا انداز میں میں لائیں
کر اس میں اور جیتنے پھیلنے کے ساتھ سامنے سے آئے

والے طرف سے کچھ کر پھرن لیا۔ کار کی طرف سے
آگئی۔ اور ہائی ووڈ فری دے پر دوڑنا شروع کیا۔ رائٹل
کا ایک ہائی ووڈ فری اور دوسرا پینڈل پر تھا۔
”ہیری کیا کر رہے ہو؟“

ہیری نے سائز ان کیا۔۔۔ جیت کی جی بھی روٹن
ہوئی۔ وہ رفتار بڑھا جاتا گیا اور چلا کر جواب دیا۔
”مجھے کسی طرف جانے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اس
کے لیے یہ خطرہ کون ہے؟“

”کوئی جی۔“ رائٹل نے بہندہ واڈ میں کہا۔
”ہاں، وہ ایسی سا کڑھکھل اٹھ جائے جیٹ سے
لگائے گیا ہے۔“ ہیری نے کہا۔ وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ گواہ
بھیر سائز کے عام انداز میں گیا ہوگا۔

رائٹل نے فون فون لگا۔ وہ گھر کے بعد بھر لاری
تھی۔ لا حاصل۔ کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔
”TIU کہاں ہے؟“

نابکارا سجدو

”اس مرتبہ رائٹل نے پلا بھجک جواب دیا۔
”براڈوس پریشن ڈرائیونگ کی تیسری انگری۔“
ہیری نے سائز ہند کیا اور اس کا سیکھ کر ہلایا۔
”کیاں ہوم؟“

”چھوڑ دو سب کچھ۔۔۔ پلیٹن ڈرائیونگ کھینچو۔
تیسری مرکز کے ذریعہ ہونا کوئی سوال نہیں جلدی کرو۔“
اس نے فون بند کر کے سائز ان کر دیا۔

☆ ☆ ☆
انکے ذہن میں گھٹنوں کا انداز تھے۔ ہیری تیز
رفتار میں کھانے سب کے اندر ٹھیک میں راسدہ بنا رہا تھا۔
تین ہاک پیچھے اس نے سائز ہند کر دیا۔ وہ جیتنے کے قریب
تھے۔ پھر عورت نے ہی اس نے کہا۔

”سکرت پونڈ اور سکرٹ آفس کے لیے اچھی جگہ۔
کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا۔“
رائٹل نے ہر کال کرنے کی کوشش کی اور باہمی کے
عالم میں فون بند کر دیا۔ ”ہیری کی کو تو ہونا چاہیے۔“ وہ
بڑبڑاتی۔

”کون سی سوز؟“
”سائز تو۔“ رائٹل نے جواب دیا۔
”اسکو؟“

”آہ لکھت۔“ آفسی خبر پھٹی ہے، سیکرٹری
فانہ لک کے لے گئی ہوئی۔ میں اپنی سا کو جاکش ہوتا
چاہیے۔ یہ ایسی کے خلاف ہے۔“

ہیری نے گواہ کا اور تیسری طرف میں داخل ہو کر
گاڑی روک دی۔ کچھ دور اس کا سیکس عام سے انداز میں والو
آگئی وہ دیکھ کے ساتھ لگا ہے کھڑا تھا۔ دیکھ کر سب
ایک ایف بی آئی کی کار کھڑی تھی۔ وہ دونوں گاڑی سے
اترے۔ ہیری، اس کا سیکس کی طرف گیا اور رائٹل نے فیڈرل
ہیرڈ کی کار میں بھاگنا۔

”کیا تم نے سیکول کو دیکھا؟“ ہیری نے اس کا سیکس
سے سوال کیا۔
”کون؟“

”جی، ہم نے کینٹ ہاؤس میں باغ عا تھا۔“
”نہیں، میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ کیا سب ہے؟“
اسی انداز میں رائٹل ان دونوں کے قریب آگئی۔
”وہ کار کا کی ہے۔ اس نے اٹھانے کیا۔“
ہیری نے اس کا سیکس کو بتایا کہ رائٹل کون ہے۔ دونوں
نے صاف کر دیا۔

”مجھے یاد۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔۔۔ ہاں یقیناً ایسا ہو گا۔“

ہیری ملز ہو گیا۔ "راشل، وہ شاید ابھی تک نہیں ہے۔"
ہیری نے روشنی کی راتیل سے خاموشی سے ہر پایا۔
ہیری نے باہر آ کر اسکاؤڈم کی کوڑی میں جھانکا۔ مین ایس
وقت ایلیکٹریک دیک کے پیچھے کسی کی جگہ نظر آیا۔ ہیری
کے کہیں کو ادھر کی اور چھوٹا ہو گیا۔ ٹاکر ہیک پرچی ہو گئی۔
"راشل کو باہر کھینچ لے گا۔" جگہ مقرر ہوئی۔ دیک کے
پیچھے سے کوئی باہر نکلتے ہے۔ وہ رات کے ایک طرف بچھٹ
ہا تھا۔ آڑھ ہو گئی۔ وہ کیسول تھا۔

”میری دو گولیاں اُسے لگی ہیں۔“ اگناسیو اذیت
کراچو جانا ”اکرن پٹن گمارے“ اکرن فرہیت

ہیری نے دیکھا کہ میکسویل دکان کے مقبضے میں
 ویلفر جگر سے ایک لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔
 ”وہ گوشت کی دکان میں بیٹھا ہے۔“ آؤ میں
 آکر ہیری، فریڈگر، ”تجربہ کار“ اور

تلاش

محمد عرفان آزاد

والدین اولاد کے لیے نعمت ہوتے ہیں... ان کی اچانک موت بچوں کو اپنے ارد گرد سے دوچار کرتی ہے کہ وہ اُس غم ناک درد ناک سانحہ سے ہمیشگی نکل جائے ہیں... مال و زر کے لیے خونیں رشے بھی لہو ہو جاتے ہیں... مہراث میں ملنے والے ایک قدیم گھر کی کتھا... جس سے کئی کتھاں وابستہ ہو چکی ہیں...

درد و غم میں بھی پر اسراریت کا اُلکا اور شیر خیز انکشاف



ایک ہفتہ پہلے ہو رہا اپنے مٹے مکان میں منتقل ہوا تھا اور یہاں کی قدیم آرائشی اکوچہ پر طرز زندگی سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے دکھنیز طرز کی کھینے کی میر کو اٹھائی کے وسط میں رکھا۔ تارار سے گرم جانے لگا لی اور لیپ ٹاپ میر پر رکھ دیا۔ اس کے برابر گرم ایک لڑکی کی لڑیم ٹیڈہ تصویر برقی ہوئی جس میں وہ مکان

دیگر جانب آکا اور میں سامنے سے... اس طرح میں اس کی سائیکل پر ہوں گا اور تم ریلنگ پر بٹکے سامنے ہوگی۔“

”بھروسہ؟“

”ہاں، خطرہ ہے لیکن تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو۔ خطرہ تمہارے سامنے ہوگا۔ میں اس طرف سے جا کر اس کی توجہ بٹاؤں گا۔ اس نے تم پر گولی چلائی تو اسے گھرا ہوا پڑے گا۔“

”فیک ہے۔“

بھیری نے بھر جالات کا جائزہ لیا۔ وہ دھیں پشپا تھا۔ چہرے پر چھینٹا اور برقی گی۔

”خیریت کرو وہ دھیں ہے۔“

راشل نے سر ہلا کر دونوں سے جبکہ چمڑوی۔

بھیری آڑ بڈلا ہوا لیکن کافی شائبہ تک چلا گیا۔

دکان کی پلٹرو دیار میں دھار کے لیے موزوں کس۔ بیس ٹیپ دور سکول بل کا سائیکل نظر آ رہا تھا۔ اس کی مالیت جو تھی۔ تیس پوری خون میں لیس ہوئی تھی لیکن اس نے کس دونوں ہاتھوں سے تھامی ہوئی تھی۔ بھیری نے بڑے کاردارہ کیا۔ دیکھتا رہا لیکن آواز گونجی۔

”تیک، میں ہوں۔“ رائلش۔ مجھے روکے گا۔

آئے دو۔“ وہ کھلی جگہ پر کھڑی تھی۔ کن والہ ہاتھ لیے تھے تھا۔

”عدو کا دست لکھ گیا۔“ سکول بل کی کھینٹ ہوئی اور آواز آئی۔ ”بہت تاخیر ہو گئی ہے۔“

”گم گم! اس طرح سے سوچو۔“

”اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“

اپنا تیک سکول بل کے گم سے جڑا گیا۔ کاشمی اٹھی جس کے ساتھ لوہو ہونوں تک ایک۔

”گم! وہ اس آواز نے مجھے ہار دی دیا۔“ وہ ہلا کھانے سے پہلے وہ بولا۔

”تیک مجھے آئے دو۔ میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔“

”ہوں۔“

”نہیں، ہم آئیں تو ہیں۔“ اس کی بات احمق اور مٹی۔ فانزنگ ہوئی۔ رائلش ڈاؤن کی تھی۔ وہ بھرتی سے بیٹھے گری اور آڑ میں چلی گئی۔ سکول بل کی حالت ایسی تھی کہ وہ ایک نشانہ لیتا یا کھڑا ہوتا۔

بھیری دونوں ہاتھوں میں کس قاسے باہر نکلا۔ شوٹنگ ہوئی اس نے قدم اٹھایا۔ بھر دوسرا... نشانہ سکول بل کی کھوپڑی کی تھی۔ جس نے کس اپنی کو میں رکھ لی تھی۔ خون اس کی ہاتھوں سے رس رہا تھا۔ اس نے بچنے

کی کوشش کی۔

”میں صرف اتنا کرنا چاہتا ہوں۔“ اس کا قصور تھا۔ وہ خوشی کے جان چڑھا چاہتی تھی۔ میں صرف اسے چاہتا تھا۔ اس نے مجھے راستہ دکھایا۔ میں طرح خوش ہو رہا تھا پڑے گا۔ اور۔ میں نے کرو یا پلست ہے مجھے۔“

بھیری نے ایک قدم اور لیا۔ سکول بل نے اس کی نکت اسے نہیں دیکھا تھا۔

”موری! رائلش!... ان کو تباہ بنا۔“

”تم خود تباہ کر گے۔ جو ملے رکھو۔“

دلفا سکول بل نے کس انٹھا ٹھوڑی کے پچھری کی اور زبردیا دیا۔ سر نے پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا۔ خون ریلنگ پر بڑا کر کے اوپر کی نیچے تک چلا گیا۔ کن اس کی کھینٹ ہوئی تاجوں کے درمیان فرش پر گر گئی۔ وہی انداز تھا جس انداز میں اس کی کھینٹ ہوئی تھی۔

بھیری نے کھینٹ دھکی۔ ایک جگہ رہا تھا۔ بارہ کسے سے کچھ اور ہوئے تھے اور کس کھڑ ہو گیا تھا۔ پانچ اطرافو بارے گئے۔ پچھنے نے اسپتال میں دم توڑا تھا اور ایک کھینٹ تھا۔

”وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ ایک دوسرے کی جیسے تمام پر مارا گیا اور مارے والے نے تعاقب کیا۔ وہ اتنا دم توڑا۔ موت ہم سب کے اور دیکھ کر ادبی سے کسی کی جلد جھٹ لے لی، کسی کو بیر سے۔ کچھ موت کو آواز دیکھ لیں گے اور بہت سے بے گھر ہوں گے کہ کورڈز اہل سر پر منڈلا رہا ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے کہ اہمات ہے کہ آپ نے شہت انداز اختیار کرنا ہے اور آخری سانس تک لڑنا ہے۔ زخمی جہد جہد کا دوران ہے۔“

”کیا سوچ ہے ہو؟“ رائلش کی آواز نے اسے خیالات کی دنیا سے باہر نکالا۔ رائلش کی آنکھوں میں حیرتے جاڑ تھا۔

”کچھ نہیں۔“ بھیری نے اس کے ذہنی رخسار کی طرف دیکھا۔ ”نشان رہ جائے گا۔“

”کیا فرق پڑتا ہے۔“ اس نے ہاتھ بڑھایا۔ بھیری نے اس کا گداز ہاتھ تھام لیا۔ خود اس کے چہرے پر تاسف کی ملاطمت موج جو سمجھیں۔ دونوں نے پوئل قہقہوں سے باہر کا رخ کیا۔ یہاں سائیکل کی آواز میں غاصی پلٹ ہو گئی تھیں۔



ہم سے بودہ سوال

ستلرن نے جتنی بھائی، دروازہ کھلا اور خولواں کا ایک لڑکا نکھڑ چٹا ہوا ہار پڑا۔
”بھئی! آپ کی ان سرپرہ ہیں؟“ ستلرن نے اپنا جھیلنا جھٹھاتے ہوئے پوچھا۔
”لوں نے سکا سکا ایک گھراش لے کر وہاں اڑایا، راکھڑا پر تھما ہوا دروازہ کیلین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ ”تمہارا کیا خیال ہے؟ میری سکا گولٹی دیکھ کر نہیں ہے بے ہودہ وال کرنا چاہیے تھا؟“

☆☆☆☆

بارش ہوئی تو ایک شخص نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”آپ جو طرف برائی ہی برائی نظر آئے گی اور چدروں میں زمین کی اشیاء اپنا پرل آئیں گی۔“
”یاد رکھنا“ جان بچھو سنو لے! سان کی طرف اچھو افکار کرنا۔ ”میری تو جین بیاں زمین میں دی ہوئی ہیں۔“

☆☆☆☆

ماں نے بتا رہے تھے کہ۔ ”بولی اچھی نس سے خوش اعلانی برتنا چاہیے۔ دہشتہ جتنی خدمت کرتی ہے؟“

”بولی بولا۔ ”بھئی! اسی نس سے عزت کرتا ہوں، وہ جیسے بھٹے کرادی رہی ہیں پانی ہے۔ کمال کی تو میرا دل چاہتا ہے کہ جس طرح لڑکی اس کے گال کو چپے لے، اسی طرح میں اس کے گالوں کو بچ ڈالوں۔“

کرک بیٹھا تھیل سے جہاد تک کی مصوبیت

تیسرا نمبر

ایک صاحب نے ریس کورس سے واپس آنے کے بعد اپنی بیوی کو بتایا۔ ”آج تو مجھ پر بڑا مادہ کر رہا، میں اپنے جوتے کے نیچے باغ دھنی کے لیے ہجکا ہجکا ایک کیم بخت چاٹ آیا ہے جسے تم کھانا دینا تھا، آٹے میں میری کرہ لڑکیں کھادی۔“

”جی بھائی نے بولی۔ ”خدا کی پناہ ہجرم نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔؟“
”مگر بتاؤ کیا تیرے نمبر پر آیا۔“ جواب ملا۔

آتم جہاد، پاک چٹن شریف سے

اور جس منظر میں کارکنوں کے علاوہ ڈان کارٹی نظر آ رہی تھی۔

اوٹل اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”یہ میری کار ہے۔“
ہوورڈ نے کچھ اور تصویریں نکالیں جو حادثے کے بعد لی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک تصویر میں کار کے سامنے والے حصے میں ڈینٹ اور اس کا بڑا شلٹو پڑا ہوا تھا۔

”بھئی! یہ تصویریں یاد ہیں؟“ اس نے پوچھا۔
”ہاں، یاد ہیں۔ اس وقت میں ہوش میں آیا تھا۔“
ہوورڈ نے اسے ایک اور تصویر دکھائی جو یورین کے ایسے ڈی کی اور پوچھا۔ ”یہ تصویر حادثے کے بعد کب لی گئی تھی؟“

”مجھے یاد نہیں شاید دوسرے ہاتیر سے دن ہے؟“
”تمہارے چہرے یا بازو پر کوئی نشان نظر نہیں آ رہا کیا تم جی ہوئے تھے؟“
”کچھ زیادہ نہیں۔ میں نے شے میں تھا اور کہتے ہیں کہ

نشر کرنے کے بعد راز زیادہ دہشتہ ہوتا ہے۔“
ہوورڈ نے وہ تصویر دکھائی جس میں وہ بھولا بھول رہی پارک پر سیلا کی وہ تصویر دکھائی جس میں وہ بھولا بھول رہی تھی۔

”اس تصویر میں اور کون کون ہے؟“
”یہ بہت پرانی بات ہوئی اور میں نے شے میں ہی تھی۔ اس لیے مجھے یاد نہیں۔“
ہوورڈ نے جتنی سے کہا۔ ”یاد رکھ کر اس تصویر میں دوسرے لوگ کون ہیں؟“

اوٹل نے تصویر کو بغور دیکھا اور کچھ سوچے ہوئے بولا۔ ”ایکسٹہ میں ہیں۔ دوسرا سڑکی کنارے کے پتھر کے کنارے کام کرتا تھا اور تیسرے کا نام میں بھول گیا لیکن یہ لے کر لے کر لے کر کرتا تھا جس پر اتنا ہی یاد ہے۔“
ہوورڈ نے وہ تصویر جیب میں رکھی۔ اوٹل نے ہاتھ ملا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس نے ہجکا ہجکا پارک کے علاقے میں ایک مکان کے دروازے پر برسک دی تو ایک سپاہی کی جوت دروازے پر پڑی۔

”میں تیس گلاسکو سے ملتا تھا ہوں۔“
”تم نے آیا کھینٹ لیا ہے؟“ عورت نے پوچھا۔
”جی ہاں، عورت میری جیب میں سوٹ میں نہیں اس کے عقب میں نمودار ہوا۔“ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

”میں سمجھتا ہوں کہ تم ساڑھی دہائی میں لاس انجلس جا سوسے ڈائجسٹ 75 جنوری 2018ء

ایک پچاس سال پرانے کسی کی گفتش کرنا آسان نہ تھا۔ اس نے لائبریری یا کارڈ اخراجات کے ترانے دیکھے جن سے معلوم ہو کر سزاور سزاور کارڈز انٹرنیشنل ڈائل ٹیلے رنگ کی ڈانچ چار جی کھرے ہلاک ہوئے تھے۔ اس گاڑی کی صحت بڑھ رگ کی تھی۔ اخبار نے اس کا اور اس کے مالک رانڈی اوٹل کی قصاصی بھی شائع کی تھی۔ کار کا وڈو شیلڈ ہوا تھا جبکہ اوٹل کو پیس سے حسرت میں لے لیا تھا۔ ہوورڈ نے سوچا کہ وہ گاڑی کو پیسے کی دیکھ چکا ہے۔ شاید اس تصویر میں جس میں سیلا بھولا بھول رہی تھی۔

ہوورڈ اپنی گاڑی میں ابھرک اسٹریٹ پر واقع ہوئی پکنک۔ یہ علاقہ بالکل بدل گیا تھا لیکن اب یہاں ہے گھراؤ اور بارش پڑ رہے۔ ہوورڈ ایک قدم ٹرڈ کی لفٹ کے درپے کر اٹھ کر 721 پکنک اور ایک شخص سے دروازہ کھلا دیا۔

”رانڈی اوٹل؟“ ہوورڈ نے اپنا لائنس دکھاتے ہوئے کہا۔ اوٹل کی شکل اخبار میں شائع ہونے والی تصویر سے مختلف تھی، یہ کسی جس کی وجہ برستی ہوئی مراد عزت شراپ لوشی تھی۔ اوٹل نے اسے اندر آئے کا اشارہ کیا اور ہوورڈ نے اسے اپنے آگے کی وجہ بتائی۔

”اسیڈ ہے کہ تم میری صاف گوئی کا برہمنی متاؤ گے۔“ ہوورڈ نے کہا۔ ”تم پر سزاور سزاور لائسنس کارڈز کو ہلاک کرنا کا الزام عائد کیا گیا تھا؟“
”ہاں، میں اس کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔“ اس نے سناٹ لے لیا۔

”کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ یہ جرم نہیں کیا تھا؟“
”ہاں، میں نے جی کیا تھا لیکن مجھے یاد نہیں۔ نشہ کی حالت میں سب بھول جاتا ہوں، جب دوسرے روز مجھے گھر لایا گیا تھا تب ہی دیکھتا تھا کہ میں نے ان دونوں کو گھر لایا تھا۔“

”میں سمجھتا ہوں اور چہ مینے کے لیے جیل بھیجا دیا۔“
”درا دیوں کو مارنے کے جرم میں کوئی بڑی سزا نہیں جی۔ تم بھی سوچ رہے ہو کہ گے کہ زیادہ ہوئی چاہیے تھی۔“

”لیکن تم اس گاڑی کے مالک تھے جس نے ان دونوں کو گھر لایا۔“ یہ کہہ کر ہوورڈ نے جیب سے وہ تصویر نکالی جس میں سیلا کا باپ اسے بھولا بھولا رہا

”کے ہیں کہ لوگ چھوٹے جرم سے شروع کر کے ترقی کرتے ہیں۔“
”تم جھکے ہو گاڑی چلا لو گی۔“
”تم میری گرفت کرو۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔“

ہوورڈ نے آگ بجھانے والے صلیب کو دیکھا کہ وہ لیری کارڈز کو اس کے ڈرک سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیٹن فون پر یورین نے اسے بتایا کہ ایک حادثہ تھا۔ ہوورڈ اوقات پر نہیں نہیں رکھتا تھا اور اس کے خیال میں یہ حادثہ نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہوا۔ اسے لیری کو اپنی کوشش سے باہر نہیں نکالنا چاہیے تھا۔ چاہا ہوتا کہ وہ لیٹن فون میں واپس نہ آتا۔

”مجھے افسوس ہے۔“ ہوورڈ نے سیلا سے کہا۔ وہ اسے فون پر اس حادثے کے بارے میں بتا چکا تھا۔ سیلا بھائی کے ڈرک کی طرف بڑی تو ایک بارڈری پیس آفیسر نے اسے کہہ دیا۔

”یہ نہیں ہو سکتا۔ اسے برسون دھو مجھے ملا۔ اب میں اسے کی نہیں دیکھ سکتی کی۔“
ہوورڈ نے کہا۔ ”میں اس کے کہنے کے مطابق یہ ایک حادثہ ہے۔“

”دو کار کے حادثے۔“ سیلا اپنے آنسو پر مجھتے ہوئے بولی۔ ”پہلے میرے والدین اور اب لیری۔ اسی تک میں اسے اسی طرح ہی جی نہیں جی۔“
ایک دم اس کا چہرہ سخت ہو گیا۔ وہ ہوورڈ کو دیکھتے ہوئے بولی۔ ”میں چاہتی ہوں کہ تم اس کے قاتل کو تلاش کرو۔“

”میں نہیں کا خیال ہے کہ وہ مڑک پر آنے والی کسی چیز کو بچانے کے لیے ہے تاہم جو کچھ ہو اور ڈرک کو کنٹرول نہ کر سکا۔“
”اور میں چاہتی ہوں کہ تم اس کی آوی کوشش کرو جس نے میرے والدین کو قتل کیا تھا۔“

”اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ تمہارے والدین کی موت کسی حادثے کا نتیجہ نہیں تھی جس میں تم نے شہر کیا۔ وہ اب ایک مجرماً ہے جو کچھ ہوگا اور کیا ہے کہ وہ زندہ ہی نہ ہو۔ اس بات کو کالی عرصہ ہو چکا ہے اور یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ کیا ہوا تھا۔“

”مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم یہ کام کرو۔“



جعلی تصویر

توہیر پائی

دولت مند ہلکے کا خواب بہت ہی دلکش ہے اور روح پرور ہوتا ہے... ان دونوں نے بھی اپنی پسند کا خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کی تکمیل کے لیے سوچا۔ وہ اپنے خوابوں کے حسین محلات کے نزدیک تھے... منزل ان کی منتظر تھی... مگر اچانک... کہیں کہیں انہیں درمیان اہسی و کانٹوں میں پھنسا دیا... چھوڑ چھوڑ کر...

دلچسپ اور پھلدار دے والے انجام سے ہم پر زور رکھنا...

سیر پائیس کرنا میں بھی تھک چکا تھا۔ یہ تو تھی۔ جہاں اس کی ماں کی آخری رسومات ادا کی جا رہی تھیں۔ اس نے یاد رنگ کا پوری آجیوں والا اسکرٹ پہن رکھا تھا۔ پوری توجہ سے ڈاکٹر کی بیڑی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے ماں کے مرنے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ بلکہ تو یہ ہے کہ وہ سکون سکون کر رہی تھی۔ کیونکہ ماں کے

پاسپال پہنچ کر بیڑیوں پر بیٹھے ہوئے ہوئی۔

”میرے والدین کے ساتھ کیا ہوا تھا؟“

”تمہارے والدین وہ مکان فروخت کرنا نہیں

چاہتے تھے جبکہ کبھی وہ جگہ برعالم میں حاصل کرنا چاہ رہی

تھی۔ فورس نے ان کی مدد کی اور اس کے گوشے کی خاک سے

حاصل کیے۔ اس نے داکٹر اوٹیل کی کار عمارتی اور

تمہارے والدین کی نوکر مارک ہاک کر دیا۔ پھر اس کا الزام بھی

اوٹیل پر لگا دیا۔“

”فورس یہاں کس طرح آیا؟“

”میں نے اس سلسلے میں اسٹیٹ ایجنٹ ایکٹ ایجنڈا سے

رابطہ کیا کہ مجھے اس کی تشکیل فراہم کرے۔ اس نے مجھے

بتایا کہ کھانے کے ایک ماہ بعد یہ مکان فورس کے ہاں ہو گیا

تھا۔ میں نہیں سمجھا کہ یہ کس واقعہ ہے۔ اسے یہ مکان

انعام میں ملتا تھا۔“

”اور تم نے اس سے کس طرح استفادہ کر دیا؟“

”میں صرف داکٹر کو یہاں لے آیا۔ یہی اس کے

لیے بہت مناسب تھا۔ اسے اپنے جرم کا اعتراف کرنا پڑا۔“

”سزا کھانے کے بارے میں کیا کہو گے؟“

”اس کا کہنا ہے کہ اسے اس بارے میں کچھ معلوم

نہیں تھا۔ وہ صرف کام کی گھڑی کر رہا تھا۔“

”اور پھر کیا؟“

”اس کی موت میں ایک حادثہ تھی۔ وہ ڈرک کنٹرول

ڈرکس۔“

”پاسپال نے اس کا ٹھہرے ادا کیا اور ہوئی۔“ میں تم سے

رابطہ میں رہی ہوں کی۔“

”کیا تم کو شہر تک جا رہی ہو؟“ اوٹیل نے پوچھا۔

”نہیں، لیکن میں نہیں ہاں پہنچ دوں گی۔“

ان کے جانے کے بعد وہاں ہو رہی اور جو دین رہ

گئے۔ ”اندرا جاؤ۔ ایک ڈرک ہو جائے۔“

وہشت گاہ میں داخل ہوئے اور آتے سامنے بیٹھ

گئے۔

”میں تم سے ایک سوال پوچھتا چاہتی ہوں۔“ جو دین

نے کہا۔

”کیونکہ؟“

”کیونکہ مجھے یہاں سے جانے کے لیے کہو گے؟“

ہو رہی سکڑا یا اور اسی سکرٹ میں اس کا جواب

پڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

”میں تم سے ایک کہو گے؟“ پاسپال نے پوچھا۔ وہ ہو رہی

کے ہر قسم میں اوٹیل اور اس کے ساتھ کھڑی تھی اور پولیس

کی گاڑی کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اس کی بیٹی لکشت پر

لورس بیٹھا ہوا تھا۔

”میں تمہاری بیوی کے والی تصویر کو گھر سے دیکھ رہا

تھا۔ میں سکرٹ میں کار کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہوئے

تھے۔ میں نے فورس کیا کہ ان میں سے ایک کی شکل

میرے پر دی فورس سے ملتی ہے۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ

زیادہ تر آپ بیٹے کی وجہ سے ایسا سوچ رہا ہوں پھر میں نے

مصدقہ سے سے اس تصویر کو دیکھا اور پھر میں نے ہر ایک

کے خطوط کا راجب مجھے معلوم ہوا کہ وہ کون سا کام کی

گھڑائی کرنے والا شخص تھا۔“

موجود ہوتا تھا۔“

”میں اسی وقت بیرونی دروازے پر دیکھ ہوئی۔“

”اندرا کا ڈاکٹ۔“ ہو رہی ہے۔“

والٹر اوٹیل لکشت گاہ میں داخل ہوتے ہوئے ہولا۔

”سسر پر پڑے۔“

”والٹر۔“ فورس کی آواز گھونکنی۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

”سسر پر پڑے گا۔“ فورس نے کہا۔

سام نے اپنے اچے پیٹے پر نگاہ ڈالی اور ہلکا-
"فریسکو؟" نے اپنی اچھی اعلان کیا ہے کہ وہ اپیل کے
آخر میں دوبارہ تصویریں کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ
ہمارے لیے ایک اچھا موقع ہے۔"
"میرا خیال تھا کہ کرسی زیادہ بڑی، کوترج، دو
گے۔ کیا تم مجھے ہو کہ فریسکو کی تلاش دیکھنے کا لوگ آج
گے۔"
"دعا میں تیرے فہم کا غلام مگر ہے۔ ان کی
فحاش دیکھنے کے تیار لوگ آتے ہیں۔"

☆ ☆ ☆
میرے نرے فریسنکو کہ رازدار کسے کار کا رکھ دے
ملاقات کا وقت کا ہے اسے اس کا جسم شہر کا کیا تھا
تاکہ وہ اس فرائض میں ایلی کوئی نادر کا تصویر رکھ
کے۔ اب وہ انصاف کا میں اس کی کیا کا اعتبار کر رہی۔
وہ اپنے ہر تصویر میں سے کر آئی تھی۔ کبھی ایک نوجوان
مردت، بے کار کا شہر کے لیے اس کی۔
”میں ڈاکٹر کی معاون ڈان سرئی ہوں اور اس
کے کہنے پر یہ تصویر تیار کرتی ہوں کہ کیا وہ اپنی
تصاویر اسے نرے نہ دیکھ کر بنائی ہوئی کا غالب تصویر ہے جو
ظلام میں رکھا جاتی ہو؟“

برابر تھے ہوتے ہوئے بولی۔ ہاں، اس کا
 عنوان ہے "دون ان کو لکھ دھکیت"
 "کما تم تھیں سے کہہ سکتی ہو کہ اس تصویر کا یہی
 عنوان ہے کیونکہ جب ہمیں استعمال کر کے اس بارے
 میں بتایا تو ہم نے دیکھی۔ لیکن یہ بھی اس عنوان
 سے کوئی تصویر نہیں بنائی۔ البتہ دون دھکیت، کے عنوان
 سے ایک تصویر ضرور بنائی جس جو میرٹھ پورن سینٹرزم آف
 آرٹ کی ملکیت ہے۔"

”ممکن ہے کہ مجھ سے نام لینے میں لگلی ہوئی ہو لیکن سیری داوی ہمیشہ یہی نام لیا کرتی تھیں۔“ سیریتانے جبکہ کر تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ ”میں یہ اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں۔“

یوریک بے پرواہی سے کہنے لگا تھا۔ میں اس موقع پر اسکا ہونے کا یقین نہ کرتے تھا۔

”میں اس وقت کا کھانا کھا کر دی گئی۔“

سینئر کی تھک کر طرف کمرے کے سامنے پر گئی تو وہ بے اختیار بولنے لگا۔ ”میں یہاں سام کو دیکھ کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا بھائی جہاد سے ہے۔“

”میں نے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہ پائی ضروری نہیں بلکہ اس کے بھائی کے ایک کام کی بات کہی۔“

”ہم اپنی طرف سے بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔“

”کون ایک کدو ہے ہو۔“ اس نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”بیمری کدو کے بارے میں کچھ افکار کر رہے ہیں۔ مجھے دھوکے کا لگ رہا ہے۔ ایک شاکہ امداد یا تحریک کی۔“

اس نے اپنی بیٹی سے کہا۔ ”میں چاہرہ ہوتے ہوئے کہا۔“

”اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے مجھے ضرورتوں کا۔“

”میں سینئر بیٹری ضرورتوں کی۔“

سینئر کے جاتے ہی سام کی پاس اداور کوکشی بولا۔ "بے بی! بہت اچھا کام کر رہی ہو۔" یہ کہہ کر اس نے سربراہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور چپ سے ہار جلا گیا۔

برتا نے جال ہونے والی دھڑکی۔

"سربراہ! مجھے بہت افسوس کہ ایک آدمی کے کہا۔ اس نے حاکم کر دیا۔ وہ اس کا پردیسی قبیعہ تھا۔ اس کے پیچھے کفری جوتھ گئی۔ اسی کو تازہ چھوٹا بہت پرنہ تھے۔ اسی طرح سربراہ کی باری سب لوگوں سے تھی یہی وہ دھند ہوتی تھی۔ بادی کی کے قریب اداور کے نظر اس کی تھیں۔ اس کے عقب میں دو کھانا سام کی اداور کا تھا۔ برتا نے بادی کا کھانا ادا

لیکا۔ داری نے بھی جھوٹ میں چمک چمکے اس نے پوری طرح ٹھیک سا دور سمجھائی ہوئی جاہر نہیں تھی۔

سام گاڑی چلا رہا تھا اور سبرائیک اس کے برابر میں بیٹھی دوٹی تھی۔ اس نے کہا۔ ”یہ بہت مشکل کام تھا۔ سام۔ بزرگوں کو سمجھنے و دیکھنا اور تو قوت کر رہے تھے کہ میں نے ہوش و ہواں بادل میں بھروسہ کر دوں۔“

”یہ ایک فطری بات ہے۔ وہ تم سے بھر دے کر رہے تھے۔“

”سینئر اوٹل نے مجھ سے کہا کما سے پیٹ کہہ کر بلایا کروں۔“

”یہ بہت اچھی بات ہے۔ وہ تمہیں اپنے خاندان کا روبرو ہے۔“

یہی مثال تھی کہ سبرتا کی ماں نے اسکول لے جانے کے لیے بکٹ بنائے جو اس نے چا لی۔ اس کا کہنا تھا کہ ابوی تختہ سبرتا کی ماں نے وہ بکٹ اس کے لیے بنائے تھے۔ سبرتا اس جھوٹے پتلا کر رہی تھی۔

[illegible]

اپنی کے دوست ایک خطار میں لکھنے سے
 محبت کر رہے تھے۔ وہ باری باری ہر ایک کا شکریہ ادا
 کر رہی تھی۔ وہ انہیں پسند کرتی تھی۔ وہ سب اس کی ماں کی
 طرح تھیں، لیاؤں اور ہوشیار تھے کہ کوکھ برباد ہے یعنی محسوس
 کر رہی تھی۔ وہ مگر جانا چاہتی تھی یا کچھ وقت سام کے ساتھ

”میری بیٹی۔“ سینٹر اداہیل نے کہا اور جگہ کر اس کا گل کا پیرسہ لے لیا۔ وہ بھی جیوں کے مل کر مڑی ہوئی اور سینٹر اس کی طرف سے اپنے پیرسہ ہونٹ دے کر دیکھے، جس سے ظاہر کیا کہ منصوبہ کار کو وہ اس کی اہستہ دیتی ہے۔
”خیر۔ سینٹر تمہارے ترغیبی کلمات بہت شاندار تھے۔ خاص کر اس بار مجھے بہت دلچسپی ہوئی۔“
سینٹر تھکے لگاتے ہوئے بولا۔ ”مجھے آج بھی ان کا اقتدار یاد ہے۔ دیکھتے مجھے چپٹا کر کہا کہ کیونکہ اب تم بڑی

جبریتا مسکراتے ہوئے بولی۔ "میں ایسا محسوس نہیں کرتی۔" اس نے بچہ کی طرف دیکھا جیسے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "خصوصاً اس وقت۔"

"واقعی، ماں کی جدائی بہت بڑا صدمہ ہے۔ وہ بہت

سہریٹا ہنڈی سانس لیتے ہوئے بولی۔ ”وہ ایک غیر
سولی عورت تھی۔“

مخصوصت ہونے کے بعد اس کی اپنی زندگی شروع ہو سکتی تھی۔ اس نے داہیں جانب دیکھا۔ سامر روس وہاں موجود تھا اور ایک ستون سے ٹکب لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور اندرونی تحریکوں میں پیغام دیا۔ ”تم بہت اچھی رہا رہی ہو۔“ اپنے آپ کو مضبوط رکھو۔ تقریباً ختم ہو چکی

وہ مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو کہ اس کا پیغام مل گیا ہے۔
 س کی ماں کو سام پرنسڈ مل گیا تھا جبکہ وہ اس کے بلیر خود کو دھورا
 سنوس کرتی تھی۔ سام کے علاوہ وہاں اس کے باپ کا پرانا
 دوست سینٹر خیر کا ادنیٰ بھی موجود تھا اور وہ بھی سام کی بیوی
 ریا کی طرح بکا کر تھوکتا تھا۔

دار یا نئے طلاق لینے سے انکار کر دیا تھا اور سام نے اس پر اصرار نہیں کیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ان کیسٹنل ہو جائے۔ وہ چیختا کہ سلفہ اسپتال میں ساتھی کارکن کے دور پر کام کر رہی تھی۔ اسے چلانے والی ماہیا میں کٹر مذہبی تحاکم کو بھی اس دوران طلاق یا نئے عورت کے لیے اس اسپتال کے کام کا ممکن نہیں تھا۔ جب سام نے سہریلا کو بتایا کہ یہ باتوں میں مونسو سے بات کرنا ہے تو اس نے کہا کہ اسے یہ بھی نہیں آتا کہ اس دور میں بھی ایسا ممکن ہے۔

میر جتے اے اچھا کہ وجہ سائنس پر ماریا کے
 سے ایک مضمون پر حقائق وہ میں اے سے ارسال
 کی جتنی بھی برک کی اور اس کے نہیں زادہ خوب
 روت، گولی رکت، دکن تیس کی اور ہادی اکیس
 ہے میریوں سے بہت طبعی تھا اور ان سے ہوردی ہے
 ہے یہ کہ میرا بڑھ کر میرا ہی ہے سہ خصوص
 سے لگی۔ تمام کی طرح جو زندگی بھر جیسا کہ
 کا گزرا وہی کہ کمال کی حقانیت میں چاہتا تھا کہ میرا
 کی یاد کرے۔ وہ جانتی تھی کہ تمام اس سے بہت
 ہے اس سے لگی فرق نہیں پڑتا کہ اس سے بہت
 لگی۔ اس کے مرنے کے بعد میری جیسے میری
 ان میں جو کچھ اس جی زندگی میں سے ہے اس
 میں میں ڈالر حاصل ہو سکے سے میرا ہی کہ
 ڈولر تے۔ اس کے بعد وہ دن اپنے خوابوں کی دنیا

اوائل چھٹی مدت کے لیے انتخاب میں حصہ لینے کا
 کوگرام بنارہا تھا۔ وہ ڈاؤس کی جانب ایسے بڑھا گیا کہ اپنی
 تالی میں تقریر کرنے آیا ہو۔ اس نے سیرنا کی ماں

جھاڑیاں لگا کر بھی اور سڑیل ڈالی۔
اس دوران باری نے کمرے کا ہاتھ لیا۔ سام
سوٹ کیس روڑا دے کے ساتھ جبکہ اس کا پیپر بک
سولے پر دکھا ہوا تھا۔ باری کی نظر اس بیٹل لانے پر پڑی
جس کا ایک کونہ جس کے باہر نکلا تھا اس نے باہر
تھا۔ اس نے گفتگو کر دیکھا۔ سام ہی تک نہیں جس میں مصروف
اکاؤٹش کی لکھنؤ دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ
ڈونڈی۔ پھر اس نے سیرت کا بیک کھول کر اس کا
پاسپورٹ نکالا۔ اس کی تصویر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں
آنسو آئے۔ سیرت اس جیسے چرچش نہیں لیکن دونوں
کی شکلوں میں بہت معمولی فرق تھا۔ باری نے ایک بار
پھر سیرت کا بیک کھولا اور اس کا دائرہ نکال لیا جس
بیکھتھ قدم کے علاوہ کچھ دیگر ٹیٹ کارڈ ورائٹنگ
لائسنس اور انفلوئنسا کارڈ دکھا ہوا تھا۔ باری نے وہ دائرہ
بھی لٹا لے لیا۔
اس نے ایک بار پھر کوئی سے باہر دیکھا۔ سام اس
جگہ پر کھڑا بھاڑا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ چشہ لگائے اور
سامنے کے پالوں کو کھانے کے بعد وہ سیرت جیسے ہی دکھائی
دے گی اور اس کی کلکتہ بھی نہیں ہوگا۔ یہ معمولی تبدیلیاں ہی
کاٹی تھیں۔ اب اسے سام کی لکھیاے رکھنا تھا جبکہ وہ جہاز
میں داخلین ہو جائے اور وہ جانتی کی اسے کوئی کرنا ہوگا۔
سام نے جب سیرت کی آواز سنئی تو وہ حیران ہو گیا اور
بولاً۔ ”ہاں، میں سیرت کی طرف سے پریشانی ہو رہی
ہے۔“ اسے آج میرے ساتھ جی کرنا تھا۔ کیا وہ کمرہ پر
ہے؟“
”نہیں، اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ تم سے ملے جا رہی
ہے۔“
”سیرت نے سام کے سنی سے میرے ہوئے ہالوں اور
گلی دھن دھن کرنا کر بولا۔“ لکھنے سے کہ تم نے لیویری کی
پاؤس لگے تھے۔“
”ہاں، سیرت کی بہت پسند تھی۔“
”سیرت نے پیچھے مڑ کر ڈراؤنے دیکھے کی جانب دیکھا اور
بولاً۔ ”سیرت کی کارڈنگ ہوئی ہے۔“
”وہ جانتی ہے کہ اس کی دوست کے ساتھ چلے گی۔“
”جیسے وہاں آئے کی تو میں نہیں فون کروں گا۔“
”میری کس سے بات ہوئی تھی اس نے تو اسے

لٹا لے میں پانچ ہزار ڈالر کے نوٹ اور ایک ٹاپ شہ کا نقد
جس پر ان کے پیچھے ڈاؤنٹ کا سپر مارٹس روڈ ویرورج
تھا۔ اس نے وہ لٹا لے اپنے پیپر ٹریگ اور ٹیپ سائز ایک
میں رکھ لی۔ وہ مڑنے والا تھا کہ اس کی نظر سیرت کے آنی
فون پر پڑی۔ اس نے وہ بھی اپنی جیب میں رکھ لی۔
سام نے اپنی کار سے ایک تریپ لٹی اور لیویری
کی تین جھاڑیاں لگا کر اس کو گھر کے کنارے رکھ دیں جو
اس نے پہلے ہی ہانڈ لگنے کے لیے تھوکر دکھا تھا۔ اس نے
سیرت کی لٹا تریپ پر دوڑ کر اسے اوپر دھکیلنے کے لیے
فٹس پر تھکا یہ تھاکر کھینچنے کی آواز دی۔ اس نے سیرت کی
سے جھاک کر دیکھا۔ باہر اس کی بیوی باری کھڑی تھی۔
وہ سیرت کی دل میں اسے کوسا۔ وہ روڑا کھولا اور اس کا راستہ
روک کر کھڑا ہو گیا۔
”کیون ہے؟“ باری نے پوچھا۔
”تم میرا حق تیرے کمرے میں؟“
”ہاں، کیونکہ اگر تمہیں انٹرپرائز ہانا تھا تو کیا میں جانب
مڑے لیکن جب تم نے دائیں طرف ہانڈی مڑی تو مجھے شبہ ہوا
اور میں تیرا پیچھا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیون ہے؟“
”ابھی نہیں، بعد میں بات دوں گا۔ بس یہ کچھ لوگوں میں
اس کے ساتھ نہیں کیا جا رہا تھا۔“
”بہتر تمہیں کیوں آئے؟“
”میں نے بعد میں تازہ کاری، لیٹالٹی تم جاز۔“
”نہیں، مجھے انداز ہے۔ وہ۔ میں خود اس سے بات
کر دوں گی۔“
”گھر جانا۔ یہاں ایک ایسے کھلے بھرا ہوا ہوں۔“
باری نے اسے دکھا دیا اور وہ پیچھے کی جانب لوٹ کر اڑا
ہوا کاؤچ پر جا کر وہ اس کے برابر سے گزرنے سے روکے
آگے بڑھی تھیں جن میں قدم چل کر کھڑکی۔ اس کی آنکھیں
لاش پر پڑی ہوئی تھیں۔
”اور میرے خدا! سام جی نے کیا کر دیا؟“
”مجلی جاز اور تیرے اپنا کام ختم کرنے دو۔“
”ہاں، میں جانتا تھا جی ہوں کہ یہ کیا ہے؟“
باری کا چہرہ زرد ہو رہا تھا لیکن وہ جانتی کی بحث
کرنے کا کوئی تاثر نہ تھیں۔ سام نے خطر انداز کر کے اپنے
کام میں لگا لیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے اس کی کوئی
میں پھینکا اور اسے تھماتے میں سے لپکا۔ باری کوئی سے کہ
دہی تھی۔ سام نے سیرت کی لٹا گھر سے اتار لی اور
اسے سنی سے برابر کر دیا پھر اس نے وہاں لیویری کی

تھی۔“
”چیتا کو لٹی لٹی ہوئی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔“
”ہم اس بحث میں نہیں لگنا چاہیے۔ جارا فوری
مسلطہ ہے کہ تم اس قادم پر دھکا کرو۔ میں اپنی رقم واپس
چاہیے۔“
سیرت نے قدم پیچھے ہٹا کر دروازہ بند کر دیا۔ سام
نے بیدار سے باہر آکر کہا۔ ”مجھے یہی حد ہے ورنہ
دریافت ہے۔ کیا میں نے سچ سنا؟“
”ہاں۔“
”یہ کیوں کہتے ہو؟“
سیرت کا کونچ پر گرنی۔ ”میں نہیں جانتی تھی۔“
اس پر لٹکی سے سلیڈ ڈنگ لگ گیا ہو۔ وہ یوں میرے پاس
ابھی ہے۔“
سام کا نہ جھرت سے کھل گیا۔ وہ مجھے سے بولا۔ ”تم
جانتی تھیں کہ یوں پر لٹکی لٹکی چلائے۔“
”نہیں بلکہ مجھے ہے۔ اس کے باوجود میں نے اسے استعمال کیا؟“
”نہیں، تم نے خیال ہی نہیں کیا کہ کتنی اسی لٹکی کر سکتی
ہے۔“
”وہ بول کہاں ہے؟“
سیرت بھلائی سے وہ بول لے کر آئی۔ سام نے اس
کے لٹکی گور سے پوچھا۔ اس کے اجزاء میں سلیڈ ڈنگ کا ذکر
نہیں تھا۔ سام نے وہ بول اپنی جیب کی جیب میں رکھ لی۔
ایک بار پھر فون کی گئی۔ دوسری طرف ڈاکٹر فیلیم
بول رہا تھا۔ ”سیرت، میرا حال ہے۔ میں نے ڈاکٹر فیلیم
کرنا چاہیے۔ تم دونوں قادم پر دھکا کر کے مجھے ملحق کرو۔
میں ابھی تم سے پیغام لے لوں گا۔“
سیرت نے کوئی جواب دیے بغیر فون بند کر دیا اور
سام سے بولی۔ ”میں اس کی رقم واپس کر دیتی جا رہی ہے۔“
سام نے سیرت کو اٹھایا اور اسے اپنے بہت قریب کر
لیا۔ سیرت کو کوئی نہیں ہو کہ وہ اسے صاف کرنے کے لیے
تیار ہو گیا۔ یہ پیلیم کا کارڈ اور صف شب سے قریب روانہ
ہوئے کا تھا قدامت اب وہ ایک سنی میں ہر گز نہ تھا۔
نے دونوں ہاتھوں سے سیرت کی گردن دھونجی۔ پہلے تو وہ
بھگدھوڑ کر لپکا ہوا ہے پھر اس نے مزاح شروع کر دی
جس کے نتیجے میں سام نے اپنے ہاتھوں کا دھڑلہ ہوا دھاوا
اور چھینکے پھر سیرت کا بے جان سمجھ میں پر آ رہا تھا۔
سیرت کے بیک میں سے اسے ایک پلاسٹک کا لٹاؤ
ملا جس میں جہاز کے ٹکڑے، اس کا پاسپورٹ، ایک چھوٹے

کینوں کو چاقو سے کھج کر صاف کیا اور اسے رات بھر تھیل
میں بھونکے رکھا پھر دوسرے روز اسے آئینہ سوپ سے
ابھی طرح صاف کیا اور دیگر کے اعزاز میں برش استعمال
کرے ہوئے یہ تصویر بنائی۔
”تم نے فون اور برش کا استعمال خوب کیا۔ اس
عورت کے کھیر پانی اعزاز کی اس سے ابھی تصویر بنی تھیں
ہوئی تھی۔“
”ابھی یہ خطرہ موجود ہے کہ کوئی رپورٹر کسی ایسے
دوست، ملازم یا کارکن کو تک قفا جائے جو یہ کہہ دے کہ اس
نے لیگر کی بنائی ہوئی یہ تصویر بھی ڈانٹنگ روم میں نہیں
دیکھی۔“
”پارلر دوسری خبروں کی جانب توجہ ہو چکی ہے
اور ان کے لیے پتھر پرانی ہو چکی ہے جب تک کہ کوئی انہیں
اس بارے میں نہ بتائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر دیکم یا
فریڈاس اس معاملے کی سمجھ نہیں چلا سکتے۔“
”پہلا کوئی بھی نہیں جانتا پائے گا کہ میں نے لیگر کی
تصویر پر لیویری میں دیکھی تھی۔“
”کیونکہ خیال ہی نہیں آسکتا۔“ سام نے بڑے
قیمتی سے کہا۔
”چھوٹے صحت مند روزہ کی کتنی دوبارہ تھی۔ سیرت
نے مکرر سے جھاک کر دیکھا اور پلٹ کر خوف زدہ آواز
میں بولی۔ ”دوواپس آئے تھے۔ اب میں کیا کروں؟“
”یہ جی جی نہیں کرتا ہے۔“ سام بیدار دم کی طرف
جائے ہوئے بولا۔ ”میں نہیں ہوں۔“
سیرت نے دوواچ کے قریب سے روڑا کھولا اور بولی۔
”کیلیات ہے؟“
”کیا تم انداز لگتے ہو؟“ ڈاکٹر فیلیم نے کہا۔
”میں مصروف ہوں۔“
”سیرت نے بہت اہم معاملہ ہے۔ انہوں نے ایک
اور کھینا لٹا لیا ہے اور یہ جیبت پریشانی کی ہے۔“
”انہیں تصویر پر سلیڈ (titanium) شیم کے
تلاشات ملے ہیں۔“
سیرت کو بہت زور کا پکڑا اور اس نے دروازے
کی چھت کا سپر مارٹس اس کی کچھ نہیں آ کر کیوں پر
سلیڈ ختم کیے آ کر اور اس کا کھانا جاب دے۔
وہ انجان چپے ہوئے بولی۔ ”کیا کوئی بڑی بات
ہے؟“
”یہ پروڈکٹ 1921ء سے پہلے دستیاب نہیں
جاسوسی ڈائجسٹ 86“ جنوری 2018ء

پکڑ

وسیم بن اشرف

وقت کی دیوڑھیوں میں چھپ چھپ ضرور جاتی ہیں... مگر نابود نہیں ہوتیں... سالوں پرانی ایک کپس کی دلچسپ زوناد... ایک عورت کا اندھ پلاگ قتل جو جمعہ کی صورت اختیار کر چکا تھا... سر اسراغسان جیسے جیسے بڑھ گیا... کیس کی پڑیں کھلی گئیں۔

دوسرا دو حصہ مچا نہیں کی کہت ویگا جوت ہوشم بھی گئے

میرے سینئر افسر نے میرا تارلہ ایک دوسرے شیعہ میں کر دیا تھا۔ یہ میرے لیے تعجب کی بات تھی، جب آپ کی بڑی شخصیت یا اس کے کسی عزیز دوستے دار کا قانون کئی پر کوئی سزا دیتے ہیں تو پھر آپ کو اس کے تاج جھٹکتے کے لیے کیے تیار رہتا تھا۔ افسروں کا رد و پیش کرنا یا بجلی بجلی سزا دینے کا متعدد دوسروں کو بھیج کرنا ہوتا ہے کہ ایسا



ایک جیسے ہیں۔

”تمہارے پاس ہر سوال کا جواب موجود ہے۔“ پھر وہ سر اسراغسان سے مخاطب ہوئے ہوئے بولا۔ ”میں جارہا ہوں لیکن میرا مشورہ ہے کہ اس جگہ کی تبدیلی ضرور کرو جہاں سامنے لپے پڑے گی کے پورے لگے ہیں۔ اس کے بعد وہ مزید کوئی نقطہ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

سامنے ہلکتے ہوئے امداد میں کہا۔ ”میں اپنے دیکھ کر نہ جانتا ہوں۔“

”بہتر گری ہے۔“ دیا ہے۔ ”بڑے بڑے کھنٹ لیے ہوئے کہا۔“ شاید تمہیں یقین نہ آئے کہ وہاں اب بھی گھنٹا موسم ہوگا اور کسی کے آخر یا جن سے پہلے کی نہیں پڑتی۔ کیا تم بھی جن کے سینے میں یہ لکھیں گے ہو؟“

اس کا نادرست آسٹریٹین تھا جڑی بٹ ہال میں کے براہ رخ کا چٹن مٹانے والی آیا تھا۔ اس نے سر کھاتے ہوئے کہا۔ ”نہیں۔“ مجھے بھی وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ گی؟“

”کیوں؟“

”اس لیے کہ مجھے یہ پری جنت مل گئی ہے، میں اسے چھوڑ کر کیوں جاؤں؟“

”میرا خیال تھا کہ تم چھٹاں مٹانے آئی ہو۔“

اس کا نام جارج تھا۔ مار یا کوالی آئے ہوئے میرا دن تھا کہ ایک بائیس اس کی ملاقات جارج سے ہوئی۔ تب سے ہی وہ دو روز ساتھ رہے۔

”جارج، میں نے بغیر اطلاع دے ملازمت چھوڑ دی۔ اپنا سامان باغیچہ، ویک اکاؤنٹ، خالی کیا اور یہاں آگئی۔ اب امریکا میں رہنے کے لیے مجھے نہیں رہا۔“

”مگر یہ کہیں بھی آسٹریلیا یا دیگر جگہوں؟“

”کیوں؟“ وہ اٹھلائے ہوئے بولی۔

”تمہیں چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہتا۔“

”کچھ مجھے خاموش رہنے کے بعد جارج نے بے چارہ۔“

”ہاں! رادے بہتر کر گیا ہو؟“

”میں افسوس بھی میں سر اسراغسان ہوں۔“ وہ تجھہ لگاتے ہوئے بولی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کی آغموں پر رکھا اور کہا۔

”میرا کام ان لوگوں کو بچنا ہے جو نہ جانے کس طرح سے پیرا حاصل کرتے ہیں۔“

پھر گرام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

اس وقت ایک گاڑی آکر کی اور اس میں سے ایک طویل قامت شخص برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ تین باوردی پکس وہاں پہنچے۔

”سینئر اوٹل۔“ سوٹ والے نے کہا۔ ”کیون پاؤں میں ہے تمہارا بہت بڑا عمارت ہوں۔“

”سینئر نے کہا۔“

وہ شخص سام کی طرف مڑا۔ ”میں سر اسراغسان پاؤں میں ہوں تم ہی سیکورڈر سن ہو۔“

”یہ سب کیا ہے؟“

”کیا میرا بائیسین مگر ہے؟“

”نہیں۔“ پابری کی ہوئی ہے۔“

”کیوں؟“

”یہ نہیں جانتا۔“

”اسے جان میرے ساتھ دو بیچ کر دیا تھا۔“ سینئر نے کہا۔ ”جب وہ تین بچے تھے تو میں اسے دیکھنے چلا آیا اور میں نے سام کو پکڑی کے پورے لگائے دیکھا۔“

سر اسراغسان پاؤں کے شکرے ادا کرنے کے اعزاز میں سر ہلایا اور سام سے مخاطب ہوئے ہوئے بولا۔

”کیا تم ہمارے ساتھ پکس اسٹیشن جانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھو پینڈ کر دو گے؟“

”میں سٹیشن میں؟“

”میں تو یہ دیر پہلے ایک مطمئن کام موصول ہوئی ہے کہ میرا تاج کی ہو گیا ہے اور تم نے اسے مارا ہے۔“

”یہ بالکل ممکن نہیں ہے۔“

سر اسراغسان سر کھاتے ہوئے بولا۔ ”مگر یہ کہ یہ اطلاع لفظ ہو اور کسی گورٹ نے تمہیں پریشان کرنے کے لیے ایسا کیا ہو۔ اس لیے تم سے بات کرو ضروری ہے، چلو ادر پہنچے گی تاکہ تم ہاتھ دھو لو۔“

سام بکن میں ہاتھ دھوئے چلا گیا سر اسراغسان کی نظر سہرنا کے بیک پر پڑی۔ اس نے ہاتھوں پر دستاں چڑھائے اور بیک ٹوٹے ہوئے بولا۔ ”اس مجھے اس کا وارنٹ یا نوٹ نہیں مل رہا۔“

”سینئر نے کہا۔“ میں اس کا نمبر ڈاکٹر کا ہوں۔“

سہرنا کا نوٹ سام کی جیب میں تھا۔ اس کی گھنٹی بجتی

سینئر نے کہا۔ ”اس کا نوٹ تمہاری جیب میں کیوں ہے؟“

سام اپنی جلدی پار مٹانے والا نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

”شاید وہ کسی سے میرا نوٹ لے گئی۔ ہم دووں کے نوٹ

میاں بیوی تھے، بظاہر ان دونوں میں کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی تھی سوائے دوڑ کا کی بوتلوں کے۔
 ”دوڑ کا کی بوتلیں؟“

”جی ہاں، ہر دوسرے تیسرے دن سبز برہین خاموشی سے اپنے مکان کے پچھلے دروازے سے ایک خالی بوتل ہاتھ میں لے کر نکلتی اور اسے چرے کے ڈرم میں پھینک دیتی۔ اتفاق سے ایک دفعہ جب چکرادان خالی کرنے والا آیا تو میں باہر کھڑی تھی، میں نے دیکھا برہین دلوں کے ڈرم سے اٹھ کر بوتلیں نکلتی ہیں اور ہر دو ہفتے کے بعد یہی تعداد نکلتی ہے۔“

”اس کا مطلب ہے برہمن اور اس کی بیوی شراب پیتے تھے۔“

”میرا خیال ہے مسٹر برنٹن بیٹے تھے، میں آدمی کی صورت دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ یہ شراب پیتا ہے یا نہیں، اس کی بیوی بھی ہوگی، دو دو بچے کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ اسے پینے کے بعد ہونٹ سے پھونپھونائی، میں سمجھتی ہوں کہ وہ اپنے شوہر سے چھپا کر بھی لاتی اور خالی بوتلیں چپکے سے بکھرے دان میں چھپک دیتی تھی۔“

”کیا کبھی کوئی دوست یا ملاقاتی ان لوگوں سے ملے

”زیادہ لوگ تو نہیں آتے تھے البتہ اس کی بیوی کا ایک خاص ملاقاتی ضرور تھا۔“

”کوئی ایسا شخص جو اکثر اس سے ملنے آتا ہو؟“
 ”آتا نہیں تھا بلکہ وہ اس سے ملنے جاتی تھی۔“
 ”تو تمہیں کسے معلوم ہوا؟“

”میری بہن یہاں سے چار لاکھ آگے دھکیے،
میں اس کلاس سے نکلے جاتی رہتی ہوں۔ تقریباً دو ماہ
سے سہرہ کوڑا اور میری بہن کھیتی ہوئی کے
میں بیٹھ جاتی رہی ہیں کہ میں نے سبزیوں کو
سنگڑ کر پرائے دیکھا، دو روٹی پر کٹی۔ میں بیٹھ گیا
میں کا انتظار کر رہی ہے کہ بیس آئیں اور کل نہیں کرو
میں کی مٹھری رہی، یہ ایک عجیب بات کہ جس ایک غریب
خیز، چاہے وہ اور کس چیز کے لیے اسے دیکھ لیں،
کڑی کڑی اور سبزیوں کے لیے اس آکر رہی
میں اس سے بچتی۔ یہ بڑی بات کہ مجھے
میں اس کے لیے مجھے نہیں دیکھ سکتے کہ
میں اس کے لیے مجھے نہیں دیکھ سکتے کہ
میں اس کے لیے مجھے نہیں دیکھ سکتے کہ
میں اس کے لیے مجھے نہیں دیکھ سکتے کہ

طوفان حالات موافق ہوں یا ناموافق مگر ڈنٹیں ہر صبح کی دعا میں ضرور شریک ہوتا تھا۔

کس کی سر میری دھجکی بڑھ رہی تھی۔ میں نے حویلی پر
پرستاروں کو کہا، ہاتھ لیں چڑھو مجھ کو۔ اندر چلا
گیا، یاد رکھو، مختلف افراد سے جو میں نے سواالات کے
تعلق پر، یعنی، انھیں کے فنانات، کس سے متعلق ہیں
لوگوں کے زندگی کے حالات، ہر بات جو میں نے تحقیقات
سے معلوم ہوئی تھی وہ سب مجھ کو موجود تھا کس کے باوجود
تسلل کا معاملہ میرا تھا۔ قاتل کا تاج چلانا ضرور تھا۔
میں وہ رپورٹ دیکھ چکی جو میں ادر گاہوں کے اندر چڑ
کے بارے میں کسی سامعہ قلم نے سب سے پہلے سبز
کس سے حالات پر بیان کیے تھے۔

”مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہیں ہے۔“ سبز دکن نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔
 ”اگلیں یہاں آئے صرف چھ مہینے ہوئے ہیں۔“
 ”ہم کبھی نہ جاکر جانتی ہی ہوں تھیں۔“
 ”میں سبز دکن کی طرف توجہ کر رہی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی کے روز کچلے ہوئے تھے۔ کچھ دوسرے لوگ بھی مکمل طور پر کھوئے تھے اور کسی بوجھ دار کچلے کی طرح تھے۔ ان کا کوئی انداز نہ تھا۔ جب چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ کبھی بڑی ترتیب سے کچلے نہ خشک ہونے کے لیے ڈالنے کی۔“

”ترتیب سے کیا مطلب؟“
 ”مطلب یہ کہ کچے کے خلاف ایک ساتھ، تمام
 بھائیوں، ایک ساتھ آئیں ایک ساتھ، دوسرے لوگوں کی
 طرح نہیں کہ جو کچھ اچھا دوسری پرچھا لے گئے۔“
 ”میں سمجھ گیا، تو آپ نے چن چن کر چالیس منٹ
 پر مسز برین کی کچنی اور فوراً اپنی کھڑکی سے جمنا کر
 کیا۔“

”یہاں، باہر کا نیا انداز تھا۔ گھر میں اس شخص کو کر کے بھی لانا سے ہمارا کئی میں جاتے دیکھا تھا۔“

”کیا وہ مہربان ہیں؟“

”یہ میں نہیں جانتے، یہ نہیں کہہ سکتی، یہ وہ ایک بیوی لا سارے سلطنت ہو رہا تھا، وہ کوئی بھی شخص ہو سکتا تھا۔“

”کیا اس پر مہربان ہیں اور اس کی بیوی میں بھی بخت، خوشحالی اور شادمانی ہے؟“

”وہ دونوں بخت خاں میں تھے، کسی بھی نے انہیں دیکھا، آواز میں نے بھی نہیں سنا، بہت ہی شائستہ اور نفیس

میں ہوئی تھی۔ سینا نومبر کا تھا۔ نومبر کے پہلے جمعے کو شام چھ بج کر 40 منٹ پر خاتون کا قتل ہوا تھا۔

چوہدری 40 صفحہ پر سبز برہنہ کے لباس میں سے کسی عینک میں جس اور پردوں والے ایک کونز کیوں سے ہاتھ لگاتے تھے ایک سبز مرد نے سبز برہنہ کے گھر کے کچیلے سے بے ایک باغیہ سائل کر رہا تھا۔ ہونے لگا۔ انہوں سورج ہونے کے باجے بیچے غریب ہو رہا تھا۔ اس کے سات بیچے گھر کی تاریکی میں چلنے لگی تھی اور چونکہ جاغیہ بالوں کی اوٹ میں چھوڑا تھا اس لیے سبز مرد اس سے بگڑا ہوا درد بھانپتا ہے۔ قاسم کی۔ بہر حال سبز مرد نے فوراً پوچس کو اطلاع دی۔ میں کان میں داخل ہوئی تو یہ کیا سبز برہنہ اور چچی کے فرش پر لیوے میں نہا لی درد پڑی کی۔ اس کی تیز حار لے کے کی گنا گنا۔ تھیں گھر کے درمیں اس کے جسم پر جودے۔ انکڑاں اور دانت سے قایم تھا۔ میں کو لاش کے پاس بہرہ کا ایک برہنہ لگا جس میں ایک ہر جہرہ یوں کے نزدیک میں 25 ہزار روپیہ۔ پس نے لاش کو غریبہ لے اور سبز مرد کی دروانی کے بعد ڈیڑھ باؤ کی کو پست مارم کے لیے مردہ بھجوا دیا۔

پہلیں کے دو جاسوس جن میں سے ایک کا نام ارشد علی تھا، برطانیہ کے کمر برسات 11 کے ایک کمرہ دار، جو گیارہ سو پچاس ہزار روپے پرانے ہڈیاں پر بیٹھ کر دایں بائیں کے اسی کمرے سے اسے مالت سے آگاہ کر رہا تھا۔ اسی کے کل کا کٹن کر چھاپا روپے کو بہت صدمہ ہوا تھا۔ اس کے دے روایت کرنے پر اس نے اس بات سے قنطاریہ لایا کہ اگر دیکھا کہ کل میں اس کا ہاتھ ہے۔ اس نے لایا کہ اگر وہ 10 سو روپے کے رات سے 10 سو روپے کے چڑاں بھائی البرٹ کے کمر پر تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی پیش گوئی کے لیے پہلی اسٹیشن نے جالیاں لگیں دو اپنے پر ہی کار ہو گیا۔ جب اس کے بھائی البرٹ کو پہلی میں طلب کیا گیا تو اس نے بھی اپنے بھائی کے بیان کے عمل تائید کی۔ آخر وہ نہیں نے جگ سے سانسے کے پانچ کے کمر گھر جانے کی اجازت دے دی۔ سادہ لباس میں البرٹ کو اس کی عمرانی پر مامور روک دیا۔ ڈیڑھ سو پچاس ہزار روپے کے بھائی کے مکان پر گیا اور پھر وہاں سے نیت ناک سے کمرہ گھر کا چھاپو پڑا۔ اس نے جگ سے ہاتھ شرت کی۔ بعد میں چھاپا کہ خواہ آدمی آئے

کرنے سے کہے تاج کا سامنا کرنا پر دستِ کشا ہے۔ مجھ سے بھی
 ایسا ہی "جبر" مزدور کا ضمیر کا چٹا شراب کے نشے میں
 صحت پروردگار کی سے گاؤں کی کوٹھڑی پر پلہا انا تار جا قاضی
 سے کہو، اگر شکر و برکتان میں پلہا انا تار جا قاضی
 روپا ہے اس "کشتی" کا سلاخے ای روڈ لکھا۔ میرا نام
 بہرٹ ہے اور میں ہوئی سائلا ڈیپارٹمنٹ میں سارنٹ
 ہوں۔ اپنا کام پوری ڈیپارٹمنٹ میں ہی سمجھتا ہوں، میرے
 غلط کام کی چیز میری ڈیپارٹمنٹ میں ہی سمجھتا ہوں۔ میرے
 کام کے اعزاز اور اعتراف میری ڈیپارٹمنٹ میں ہی سمجھتا ہوں۔
 تھے۔ کسی کو قانون سے بھلاؤ کرتے دیکھنا میرے لیے
 قاضی پر دراست ہے۔ ہوئی سائلا ڈیپارٹمنٹ سے ملتی
 کھانے کے بار جو میں نے شہر کے کھانے کے لیے جانا کیا تو
 میرے جوتے میں "چیف" کے صوبہ پر ایک ہی ڈیپارٹمنٹ
 ہوں۔ "چیف" کے صوبہ پر ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں ہی
 بیسوں پر نقرہ ای کی کوٹھڑی میں 25 برس یا اس سے
 زیادہ مدت میں میں میں ہوں۔ ان میں میں نے کوئی
 کیا اور مجھ کو سب سے بہتر کے کوٹھڑی میں ہی سمجھتا ہوں۔
 میں نے ان پر کوئی نہیں کی ہوئی میں۔ "چیف" کا کھانا تھا کہ
 سب سے بہتر ایک فائل کا سامنا کروں اور پانچوں کو کیا
 کیا، ایسا میں نے جس میں اب بھی کچھ کا سامنا سے نہیں،
 تمام فائل پر یاد رکھ دوں کے ایک نگے سے کمرے
 کوٹھڑی میں ہیں۔

[illegible]

پر چلے تھے۔ میں انہیں جت جت دھنکا دیکھا گیا۔
 ”تہمارا کھانا ہے کریم نے شام اپنے بھائی کے مگر
 گزاری، کیا اس نے تمہیں دھوکا دیا تھا، یا تم کوئی اٹھا تا چنے
 کئے تھے؟“
 ”اس نے مجھے باقاعدہ دوست دی تھی۔“
 ”تم اپنے بھائی کے مگر کس وقت پہنچے تھے؟“
 ”میں وہاں تقریباً سب سے پہلے پہنچ گیا تھا۔“
 ”اور کتنی دیر تک رہے؟“
 ”سائڑ سے دس بجے تک۔ اس کے بعد جب میں مگر
 پہنچا تو یک ہی میں مارنٹ پر ختم تھا۔“
 ”تم نے کھانا اپنے بھائی کے ساتھ کھایا تھا؟“
 ”جی ہاں۔“
 ”کھانے میں کیا کھا تھا؟“
 ”چنگا گوشت، تھے ہوئے آلو، مٹا کر تھے، مٹزار
 کافی۔“
 ”تہمارا بھائی کوار ہے؟“
 ”جی ہاں۔“
 ”پھر کھانا کس نے تیار کیا؟“
 ”اس کی مکان لاکھ لے والبرٹ مسز پر رے مکان
 کی لالائی منزل پر رہتا ہے۔ مسز پر رے کے لیے رات کا
 کھانا تیار کر کے اوردہ دے دے جاتی ہے۔“
 ”کیا اس نے تم کو دھوکے کے لیے پیر پر کھانا لایا
 تھا؟“
 ”نہیں، میرے آنے سے پہلے ہی کھانا تیار کر کے
 دے گئی تھی، والبرٹ نے اسے گرم رکھنے کے لیے ادون میں
 رکھ دیا تھا۔“
 ”کیا مسز پر رے نہیں آتے دیکھا؟“
 ”کھانے کے بعد تھے نہ کیا؟“
 ”البرٹ اور میں شراب پی رہے۔“
 ”رات کے سالا دس بجے تک۔“
 ”ہاں اور ہر بازی میں ہی چیتا رہا، والبرٹ اچھا
 کھلاڑی نہیں ہے، اس لیے اسے شراب سے کچھ زیادہ دھچکی
 نہیں۔“
 ”اس کے باوجود وہ کتنے کھنے کیلہ رہا؟“
 ”ہاں، وہ دوسروں کے چہنچہات کا خیال رکھنے والا
 آدمی ہے۔ پھر یہ کہ اس کا کھانا تھا۔“
 ”کیا تمہیں کچھ اٹھا دے کہ وہ کون تہماری بیوی کو مارا

چاہتا تھا؟“
 ”بالکل نہیں، وہ یقیناً کوئی چور یا کسی قبیل کا کوئی جرائم
 پیشہ ہوگا۔“
 ”تہمارے اور تہماری بیوی کے درمیان کبھی جھگڑا
 بھی ہوا تھا؟“
 ”کبھی کھمار اور میرا خیال ہے شاید یہ کوئی ایسے
 میاں بیوی ہوں گے جن کے درمیان کبھی کوئی اختلاف
 رہا نہ ہو۔“
 ”جھگڑا عام طور پر کس بات پر ہوتا تھا؟“
 ”کوئی خاص بات یا بحث اختلاف نہیں کی، میں کسی
 روز مگر کی چوٹی سوئی باتوں پر تکرار ہو جاتی تھی۔“
 ”کیا تم چارٹی کو لگتا تھا کہ تم کی کس کس باتوں پر
 ”نہیں“ ڈکھنے لگی تھی سر ہلایا۔ میں اس نام
 کے کسی آدمی سے واقف نہیں ہوں۔“
 ”تم نے وہ ریسلٹ دیکھا جو میں لاش کے پاس سے
 ملا۔“
 ”ہاں۔“
 ”اس بارے میں کچھ جانتے ہو؟“
 ”جی نہیں، میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا
 تھا۔“
 ”میں نے کچھ دیکھ کر پہلے مسز پر رے میں دوسرے بھائی
 کی مکان لاکھ سے کئی سوال کیے تھے، اس نے
 ڈکھ کر کہ نہیں دیکھا تھا۔ مگر اس کا خیال تھا کہ اس نے
 سارا کچھ میں نے غصہ ہوئے ضرور دیا تھا، پھر میں نے
 وہ صفحات دیکھے جن میں والبرٹ سے سوالات کیے گئے
 تھے۔ والبرٹ فریج میں کبھی وہ چکا تھا۔ وہاں اس نے کئی
 بار ہاتھ لگایا انجام دے تھے، اسے بھاری دے سٹے میں
 لے کر تھیں۔“
 ”کیا تہماری بھائی آکر تہماری دے پاس آتا رہا ہے؟“
 ”مگر کو کتنی کبھی آئی تھی، اس روز اسے میں نے
 اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی تھی اور وہ شام کو پھر سب کے
 قریب آکر ہوا، تاہم نے ایک ساتھ کھانا کھایا اور پھر شراب
 پیتے رہے۔“
 ”کتنی بازیں کھاتی تھی؟“
 ”جی کتنی تعداد تو میں بتا سکتا شاید پانچ یا چھ بازیں۔“
 ”اور وہ دوسروں کے چہنچہات سے کتنی تھی؟“
 ”جی نہیں، ہر مرتبہ ڈکھنے ہی جیتتا رہا، وہ شراب کا
 اچھا کھلاڑی ہے۔“

”کیا اس وقت تم نے ریڈ بھی ان کر کھا تھا؟“
 ”جی نہیں۔“
 ”مجھے معلوم ہے اس شام کھانے میں بکرے کی
 پانچیں تھیں۔“
 ”جی نہیں، گائے کا جتنا گوشت تھا، آلو تھے، مٹزار
 تھے، مٹزے۔“
 ”آلو کس کا بھر دیا تھا؟“
 ”جی نہیں، تھے ہوئے آلو تھے۔“
 ”ڈکھنے کھانے کے بعد شراب بھی پی گئی تھی؟“
 ”وہ شراب نہیں پیتا، ہم نے کریم کا پی گئی تھی۔“
 ”تم نے اپنے بھائی کی بیوی کو دعوت نہیں دی تھی؟“
 ”میں نے اسے بھی بلایا تھا لیکن جب مجھے کس ہوا
 کر دے میرے مگر آکر رہو بیوی ہے تو میں نے اسے دھوکا
 کم کر دیا اور جب میں اس نے دعوت دینا تھا تب ہی وہ
 اکڑ کر وہ دکھانا کر گئی تھی۔“
 ”میں نے تھیں کی آہٹ سی، لگا، اٹھا کر دیکھا تو
 کپٹین کی مگر تھا۔“ غصہ، تو تم کی تک نہیں ہو معلوم ہوتا
 ہے کہ کام ہو چکا، مگر حال تہماری بہن نے فون لایا تھا کہ
 تم وہاں کھانا کھانا کھانا کیوں نہیں آتے۔“
 ”میں نے مگر یہ نظر ڈالی، رات کے آٹھ بجے کے
 تھے اور مجھے احساس تک نہ ہوا تھا، میں کرسی سے کھڑا ہو گیا،
 کا دعوت صحت کر قال میں رکھے، ٹائی وائیں لاری میں
 رکھی، کمرے سے نکل کر اسے منتقل کیا، کپٹین بھی تھیں
 چلا گیا۔ میں نے رات کو کام کرنے والے سٹے سے فکری
 ڈائریکٹری مائی، اس میں دیکھا ڈکھ تو نہیں تاہم والبرٹ
 رہیں کا پتہ نہ تھا، کچھ پر تہمت کا پناہ توں بڑا کر وہ
 ایک ایک ایسا جگہ رہا تھا، کچھ سال قبل جہاں تھا۔“
 ”میں نے اپنی بہن کو فون کر کے بتا دی تھی کہ تم نے آگاہ
 کیا اور پھر کار میں جت کر والبرٹ سے ملے جہاں وہ معلوم ہے
 مکان کی کچھ کر میں نے اوپر والے فلیٹ کی ڈکھیں بھائی،
 چھ گھنٹوں بعد دوسری منزل کا ہال روشن ہو گیا اور آواز آئی
 ”دروازہ کھلا ہے۔“ میں بیڑھیاں ملے کر کمرے کو پہنچا،
 آخری بیڑھی کے پاس مجھ پر تھکا دھوکا دھوکا مٹزار تھا،
 کچھ سال سے اوپر مگر کئی سال تک میرے بھائی کے آثار
 باقی تھے۔“
 ”کیا تاہم والبرٹ ہے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”اس نے اجات میں سر ہلایا، میں مٹزار، سالا پانچ یا چھ
 اپنے پر سے اپنا چٹا نہیں کاڑ لال راہ دکھایا۔“ میرا

”کیا اس وقت تم نے ریڈ بھی ان کر کھا تھا؟“
 ”جی نہیں۔“
 ”مجھے معلوم ہے اس شام کھانے میں بکرے کی
 پانچیں تھیں۔“
 ”جی نہیں، گائے کا جتنا گوشت تھا، آلو تھے، مٹزار
 تھے، مٹزے۔“
 ”آلو کس کا بھر دیا تھا؟“
 ”جی نہیں، تھے ہوئے آلو تھے۔“
 ”ڈکھنے کھانے کے بعد شراب بھی پی گئی تھی؟“
 ”وہ شراب نہیں پیتا، ہم نے کریم کا پی گئی تھی۔“
 ”تم نے اپنے بھائی کی بیوی کو دعوت نہیں دی تھی؟“
 ”میں نے اسے بھی بلایا تھا لیکن جب مجھے کس ہوا
 کر دے میرے مگر آکر رہو بیوی ہے تو میں نے اسے دھوکا
 کم کر دیا اور جب میں اس نے دعوت دینا تھا تب ہی وہ
 اکڑ کر وہ دکھانا کر گئی تھی۔“
 ”میں نے تھیں کی آہٹ سی، لگا، اٹھا کر دیکھا تو
 کپٹین کی مگر تھا۔“ غصہ، تو تم کی تک نہیں ہو معلوم ہوتا
 ہے کہ کام ہو چکا، مگر حال تہماری بہن نے فون لایا تھا کہ
 تم وہاں کھانا کھانا کھانا کیوں نہیں آتے۔“
 ”میں نے مگر یہ نظر ڈالی، رات کے آٹھ بجے کے
 تھے اور مجھے احساس تک نہ ہوا تھا، میں کرسی سے کھڑا ہو گیا،
 کا دعوت صحت کر قال میں رکھے، ٹائی وائیں لاری میں
 رکھی، کمرے سے نکل کر اسے منتقل کیا، کپٹین بھی تھیں
 چلا گیا۔ میں نے رات کو کام کرنے والے سٹے سے فکری
 ڈائریکٹری مائی، اس میں دیکھا ڈکھ تو نہیں تاہم والبرٹ
 رہیں کا پتہ نہ تھا، کچھ پر تہمت کا پناہ توں بڑا کر وہ
 ایک ایک ایسا جگہ رہا تھا، کچھ سال قبل جہاں تھا۔“
 ”میں نے اپنی بہن کو فون کر کے بتا دی تھی کہ تم نے آگاہ
 کیا اور پھر کار میں جت کر والبرٹ سے ملے جہاں وہ معلوم ہے
 مکان کی کچھ کر میں نے اوپر والے فلیٹ کی ڈکھیں بھائی،
 چھ گھنٹوں بعد دوسری منزل کا ہال روشن ہو گیا اور آواز آئی
 ”دروازہ کھلا ہے۔“ میں بیڑھیاں ملے کر کمرے کو پہنچا،
 آخری بیڑھی کے پاس مجھ پر تھکا دھوکا دھوکا مٹزار تھا،
 کچھ سال سے اوپر مگر کئی سال تک میرے بھائی کے آثار
 باقی تھے۔“
 ”کیا تاہم والبرٹ ہے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”اس نے اجات میں سر ہلایا، میں مٹزار، سالا پانچ یا چھ
 اپنے پر سے اپنا چٹا نہیں کاڑ لال راہ دکھایا۔“ میرا

اس کے پاس کہاں سے آلودہ یہ سوال و جواب ایسے دیتے
ہے جیسے جب اس کی بیوی روکا شراب کے نشے میں تھی،
پھر صرف اس نے تعلقات کا اصرار کیا کہ انکو خود کو
جسمانہ طور پر اس کی کمر بستی ہو، یہ وہ اصل واصلی و بیکار
ڈنش نہیں آگیا۔ اس نے جتن سے آلودہ آلودہ ہو کر
کر دیا، مجبورہ و چرواسی کے عالم میں تھارے پاس بھاگا چلا
آیا راستے میں چاروسا کے کمر میں پھنس گیا وہاں جا کر
اس کے بعد تم دووں بھائیوں نے کمر ڈنش کی سوچنے
وادرارے سے ہم سوچ کر دیکھ وہاں مگر کی جود میں
پھنس کر سنا۔

”کیا مطلب، میں سمجھا نہیں۔“ البرٹ نے تعجب سے کہا۔
”جب قتل کے کسی کیس میں جڑواں بھائی مارٹ ہوئے ہیں تو اس گھبراہٹ کی کیا نیت سے تاکہ اور اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک بھائی کی جگہ دوسرا بھائی کام کر جاتا ہے۔“
”مگر ہم اپنی غنیمت بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔“
البرٹ نے ہلکی سی جھپٹائی۔

حیثیت سے پولیس اسٹیشن میں البرٹ کی انہیں کے
تقاضات لے کے آئے اور وہ دونوں کو اپنے بیروہ اور اب اکرم
دونوں نے اپنی اپنی شخصیت اختیار کر لی تو کبھی کبھی وقت دونوں
کے لیے مصیبت گھڑی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک ہی تہذیبی بود و مستعمل
کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ واردات کے تین سال بعد بقول
تھامس کے ڈسٹریکٹ آفیسر کے الفاظ میں البرٹ کا انتقال ہو
سکیا۔

انصاف کا جزا نکالتا تو کوئی چند چمکوں کے لیے بھی
البرٹ بہت رو دیا مگر خاص حال کر کہنے لگا: "کہانی
تو تم نے خوب سوچی ہے مگر اسے ثابت کرنے کے لیے
خود خیال تلخ ہے۔ اسے بڑی آکھی سے
ثابت کیا جاسکتا ہے، ارجح کے ریکارڈ میں یقیناً البرٹ کی
اگلیں کے نشانات موجود ہوں گے، اب اگر وہ نشانات گواہ
کر لیں گے تو ریکارڈ میں موجود اگلیوں کے نشانات سے
مٹانے کا جیس جیس اس کے دل میں افسانہ حقیقت سے دیے
تو خوجہ اور صحت ماننے آ جائے گا۔"

سلی البرٹ (ڈیس) کے چہرے کا رنگ ق ہو گیا، وہ بڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ "سہیں کس بات سے شبہ ہوا کہ میں البرٹ نہیں، ڈیس ہوں۔" آخر کار شکست تسلیم کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

”ہاں.....!“ ابراہٹ نے حیرت سے کہا۔ ”آپ کے خیال کیسے تھا کہ وہ کمری کی ہوا دستانا ہے؟“

”ایک خاص جگہ پر اس کی جھپکاں کھڑی تھیں اور اس نے اپنے جیسے سے جوش کو شت کمانے کا شعور بھی کر رکھا تھا۔ اگرچہ یہ شعور کہ چرچ کے تھا جس میں غریزی اور ایک پیدا کردہ کی غیبت، خفا، برکری جیسے گوشت ایک اراجاعہ اختیار ہو جس کے کمانے کے ایلات جیسے ہوئی اور اس خفا کے سے جان و دل ہوا وہ جھپکاں کا، اب اس پیدا کردہ کے سے جان و دل کا کرتے اس نے اس وقت سے پر گیا یا قوت کمانے میں پیدا ہوا گوشت نہیں کھا سکتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قطعی غیر شعور طور پر رہا ہے۔ مگر اس کا دماغ اور اس کا جسم شعور کے لیے کڑی اس کے لیے ہوا کی کوئی اور خفا تھا کہ وہ شعور کرنے لگا تھا کہ اس کا ایک اور کھیل اختیار کیا جائے۔ تم نے اس کی دلی اور اس کا خوف اور کھانا دیا بھی شعور سے تم دونوں نے غفلت کر کے دو دوں میں یہ بیان کیا وہ اس کے کڑش سے بچے جھپکاں کے مکان پر پہنچ گیا تھا جبکہ حقیقت میں سات بجے اس کے بعد آقا تھا۔“ ہمیں نے غصہ خانا کہاں سے اسے دیکھا اور کہا۔ ”میری بھجھ میں نہیں آیا کہ وہ کونوں سے پوشی کیوں نہیں کھاتا اور یہ کہ تم نے گوشت کے بجائے مچھلی کئی تھی۔“

”سبز روزے اسے اس دن بھوکا ہوا گوشت پہنا یا پھا۔“
البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اور وہ دھن کی آہ سے
بہت پیچھے لگا ہوا اور پہنچا ہی نہیں کی آہ واقعی غیر
متوقع تھی، ورنہ جیسا کہ تم نے بھی اچھی طرح
لیتا، وہ میری جگہ پر کھڑا ہو کر صرف ہم کے پاس
آکھانہ کرتی، بلکہ سبز روزے سے بھی کہنے کے بارے میں
سوال کرتی، اب اگر ہم پیس کو سمجھنے کو گوشت کے
ملاوہ کچھ سمجھتے تو ہمارا جھوٹ لازماً بکڑا لگا جاتا اور پیس



انگاریے

سارہ جباریہ منسل

اگست 2019ء

بہکی کر دریا میں ڈال... بات محاورے کی حد تک ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن خود فرغی اور سفاکی کے اس دور میں ٹھیک کرنے والے کو یہی کمر میں پتھر باندھ کر دریا میں ڈال دیا جاتا ہے۔ انسان یہ لوٹ ہو اور سینیٹ میں درمند دل رکھتا ہو تو اس کے لیے قدم قدم پر پولٹاک آسپیٹ منہ پھانے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ سسٹمز کے سرخیل اور جاگیر داری کے زیرِ رحم سرغلہ لہو کے پیاسے ہو جاتے ہیں... انہوں کی نگاہوں سے نہ... کہ انگارے برسند لگتے ہیں... امتحان در امتحان کے ایسے کڑے مراحل پیش آتے ہیں کہ عزم کمزور ہو تو مقابلہ کرتے والا خود ہی اندر سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتا چلا جاتا ہے لیکن حوصلہ جوان ہو تو پھر پیر سازش کی کڑک سے دلیوری اور لہاوت کی نلی کہانی ابھرتی ہے۔ وطن کی مٹی سے ہمارے گردنے والے ایک بے خوف نوجوان کی داستان جسے ہر طرف سے وحشت و بربریت کے خون آشام مسابروں نے گھیر لیا تھا مگر وہ ان پیاسی دلدلوں میں رکے بغیر دوڑتا ہی چلا گیا... اور سوخ اور درد زندگی کی زنجیروں بھی اس کے بڑھتے ہوئے قدم نہیں روک سکیں۔ وقت کی میزان کو اس کے خوشنواں حریفوں نے اپنے قدموں میں جھکا لیا تھا مگر وہ بارِ مان کو پسپا ہونے والوں میں سے نہیں تھا...

سطر سطر رتبہ پڑتی... ایک لہر تگ اور
دل گمراہ داستان...

MEDICAM

Black Cream

Whiteness in 14 days

*No Side Effects



اگر ہے۔ مجھے لگے کہ میری بات اس کے دل کو لگ رہی ہے۔
 میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”چوہری بی بی! میں نے باگن کی حالت دیکھی ہے۔ وہ واقعی یہ عمدہ برداشت نہیں کر سکتی گی۔ لیکن زیادہ دیر ان سے بات چپاٹی بھی نہیں جاسکتی۔ میری تو ادنیٰ سی رائے ہے کہ ہم انہیں لاہور لے جائیں اور وہی کام کریں جو تسلیم فتح صاحب نے کیا تھا۔“
 ”اگر ہوں۔“ وہ چمک رہا تھا۔
 ”ہو پھر وہاں میں بولا۔
 میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”اگر آپ چاہیں تو میں اس مسئلے میں کچھ کر سکتا ہوں۔ میں نے دو سال پہلے ایک بڑے ڈاکٹر صاحب کی ڈرائیوری میں کی ہے۔ بہت ہی اچھے بندے ہیں۔ دل کا ایک بڑا پرائیویٹ ہسپتال چلا رہے ہیں۔ وہ ایک درجن کے لیے باگن کو دل کر گئے۔“
 ”میری بھئی! انہوں میں سورج کی پرچھاٹیاں ابرہہ کی تھیں۔“
 ☆☆☆
 اور یہ منظر قحطی بھر کے ایک بہترین کارڈ ایک ہسپتال کا۔ شفقت بی بی کو یہاں ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔ چوہری بشر اور اس کی ایک بہن بھی یہاں موجود تھیں۔ منشی منجھو کاؤں میں ہی قحطی میں اہم ایس ایم ڈاکٹر عرفان ملک کے آگے میں بیٹھا تھا اور شفقت بی بی کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ میں نے ڈاکٹر کو ساری صورت حال بتا دی تھی اور غصے کا حساب بھی لگوا لیا تھا۔ ابتدائی طور پر تین دن کا ایڈمیشن تھا۔ اگر مزید ضرورت پڑتی تو دور دراز بڑھا جاسکتا تھا۔ تین دن کو تین تین گھنٹے لاکھ روپے کا تھا۔ میرے لیے ہرگز بڑی رقم نہیں تھی۔ میں نے اپنے دماغ سے منٹ منٹ کر دی۔
 ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ ”یہ انتظام آپ کر رہے ہیں؟“
 ”میری اتنی حیثیت نہیں جناب! یہ ملائے کے ہی ایک خدائیں صاحب ہیں۔ سب کے کاموں میں خاموشی سے حصہ لیتے ہیں۔ اگر وہ خود آگے آتے تو شاید چوہری بشر کو یہ پتہ نہ ہوتا۔ انہوں نے رقم میرے حوالے کر دی۔ میں نے ایک کتابی کی ہے۔ بشر صاحب سے بھی کہا ہے کہ آپ سے میری ٹھیک سلیک ہے اور میں چند سال پہلے آپ کی ڈرائیوری بھی کرتا ہوں۔ آپ بڑی گرم کوڑی

فرماتے ہیں مجھ پر۔“
 بات ڈاکٹر صاحب کی کچھ میں آ رہی تھی۔ انہوں نے زیادہ سوال جواب نہیں کیے۔ (مجھے یہ بھی قحطی ہوئی کہ ڈاکٹر ہونے کے باوجود ڈاکٹر صاحب کی نظر سے میری کاسٹیک جرحی کوٹھیں نہیں کیا اور میرے چہرے کے معنوی حصوں کو نہیں ٹھٹھا)
 اور پھر اسی سہ پہاں ساری پانچ کا مشکل ترین مرحلہ آیا۔ اس کام کے لیے میرے ہی مشورے سے چوہری بشر نے ایک مولانا صاحب کو یہاں بلایا تھا۔ ان کا نام قدرت اللہ تھا۔ نہایت ان کی اہلی صورت دیکھ کر مجھے چاہائی کے سابق ڈاکٹر صاحب کی یاد آئی۔ وہی جن کا ایک خط ابھی تک ”پڑن پڑن پڑن“ میرے پاس پڑا تھا۔
 ”میرید مولانا قدرت اللہ شفقت بی بی کے پاس پہنچے۔ چند منٹ ان سے اللہ اور اس کے کونین کی باتیں کیں۔ شفقت اپنی بڑی کے حوالے سے بتایا۔ تم کی بی بی سے باہر تھے اور شفقت میں یہ مشورہ کچھ رہے تھے۔ فوراً ہی امداد کے لیے سارے چھ دیے انتظامات شفقت بی بی کے اندر گد موجد تھے اور ڈاکٹر ذکی ارٹ تھے۔ خود پروفیسر ڈاکٹر عرفان ملک بھی ہسپتال میں تھے۔ آخر مولانا اصل موضوع پر آئے اور انہوں نے شفقت بی بی کو کتنا دھمکوں میں دو خیر سادہ جراحی دیکھی اس کے سینے کو کٹ کر کٹ کر کٹ کر۔ ایک اسی ماں جس کا سب کچھ اس کا لٹا ہوا بی بی تھا۔
 شفقت بی بی کی کارنگ بھئی ہو کر اور منکھارہ گیا پھر وہ دور سے چلا گئے۔ انہوں نے کچھ کہا اور وہاں دارمتر سے اپنے کی کوٹھیں کی۔
 یہی وقت تھا جب ہم اعداد داخل ہو گئے۔ چوہری بشر کچھ بڑا حادہ اس نے شفقت بی بی کو اپنی ہاتھوں کے کادے میں لے لیا۔ وہ دلہو ذرا عزم میں پائیں۔ ”دیکھو سنی کے ابا! یہ کیا کدہ ہے۔“ ایسے کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ بیٹھتے ہیں۔ یہ بیٹھتے ہیں۔“
 ”نہیں شفقت! چوہری بشر نے روئے ہوئے کہا۔“ یہ ٹھیک کدہ ہے۔“ اللہ کو بھی منکھارہ تھا۔ ہمارا پتر اب نہیں ہے۔ وہ اللہ کی امانت تھا۔ اللہ نے اسے واپس لے لیا۔ اللہ کی بھی منکھارہ تھی۔
 وہ خبر کے سینے پر دو ہاتھ مارنے لگیں۔ ”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ مجھے جڑواں نہیں جاسکتا۔ یہ بیٹھتے ہیں۔“ انہوں نے خود کو کٹر ہر کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی۔ وہ رو رہی تھیں۔ پکار رہی تھیں۔ اپنے سنی کو

وگھائی۔

”در..... اصل..... آپ ذرا ناک میں بوتے ہیں
 ناں، اس لیے..... سمجھ نہیں آئی۔“ دو گڑ بڑا کر ہوئی۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ ”شروع
میں آپ نے کیوں کہا ہے کہ بہت سی باتیں کیئر نہیں ہیں؟
اس کا مطلب ہے آپ کو کچھ معلوم ہے۔“ اس کی آواز کی
سکپکاہٹ نمایاں تھی۔

جائے گا ناں۔
”لہٰذا..... لیکن کیا معلوم ہے آپ کو؟“ وہ رو
دینے کے قریب تھی۔

میں نے کہا: "تاجور بی بی..... اس طرح کی بات
میں ایسے فون پر شیئر نہیں کر سکتا۔ اگر بھی میں دوپارہ سے ملنے کا
موقع ملا تو بات کر لیں گے۔"

کے لیے اسے نہیں روک دیں اور اگر واقعی کوئی بات ہے تو پھر مجھے بتائیں۔“

”بات تو ہے..... لیکن کوئی بہت بڑی بھی نہیں۔“

اگلے پانچ منٹ تک اسی موضوع پر گفتگو ہوئی۔ وہ چاہتی تھی کہ نیچے جو بیاناے نوں پر بیٹا دوں مگر میں کہہ رہا تھا کہ یہ بات میں کرنا مشکل ہوں۔ یہ مسئلہ بے نتیجہ قسم ہوئی

تھا کہ اس نے رات کا زیادہ حصہ جاگ کر ہی گزارا ہے۔ وہ مجھے ہارے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔ اس نے مجھے وہ طریقہ بتایا جس کے مطابق میری اور اس کی ایک اور

اس نے بتایا کہ جس بزرگ کی فوسیدگی کے سلسلے میں
محمدا لے گوجر اٹوالہ گئے تھے اب ان کے چالیسویں کی
رسم ہے۔ محمدا لوں کو پرسوں میں بچا کر شام تک جانا ہے۔

اس دوران میں مری طائرہ فردوس مریں ہوئی یا جہر دین محمد صاحب کا ایک چچا زاد بھائی ہو گا۔ تفصیل بتاتے ہوئے تاجدار نے کہا کہ وہ فردوس کے ساتھ محبت پر ہی سو رہی ہے۔ مگر رات کو غصہ کا بہانہ کر کے کمرے میں چل جائے گی۔

میں نے جہاں تاجر سے وعدہ کیا کہ اسے چھوٹا کر

”ہیلو..... میں تاجر بول رہی ہوں۔“ آواز سے اس کی
بیانی کیفیت کا سراغ ملتا تھا۔

”آپ ایسا اچھن کیوں ڈال رہے ہو۔ کیا آپ کو کوئی شک ہے شاد زب کے بارے میں۔ اگر شک ہے تو پھر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی؟“

”اور، جہاں کا بیشتر بھاری ہوتا جو راہ میں نے تو ایک
 دسی سی بات کی تھی جو اور بھی کئی لوگوں کے ذہنوں میں موجود
 ہوگی۔ وہ میرا جگر پیار تھا۔ میرے کانوں میں ابھی تک اس
 کی آواز سن کر فوجی ہیں۔ ہر دسک پر اور فوجی کی ہر کھٹی پر

ایسے لگتے ہیں کہ وہ آگیا ہے۔“

”نہیں وقاص صاحب..... آپ..... کسی اور انداز میں بات کر رہے ہیں..... آ..... آپ..... ان کے ”جوازے“ میں اٹھ گئے تھے۔ آپ نے ان کا جو دوا ان کی

تیت دیکھی تھی؟“

میں نے ٹھنڈی سانس بھری۔ ”ایسے واقعات میں
’چہرہ‘ کہاں ہوتا ہے تاجور لی بی۔ اتنے بندے مرے شاید
ایک آدمی کا شکل و عیاں کیوں ہو۔“

تاجور کی بھرائی آواز ابھری۔ آپ کہہ رہے ہو کہ ان کے دشمن ابھی بھی لاہور اور کراچی وغیرہ میں انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اسی دوران میں کھٹ پٹ کی آوازیں آئیں۔ تاجور نے کہا: "شاید کوئی آ رہا ہے۔"

دوبارہ بات کریں گے۔ میں نے سلسلہ منقطع کر دیا۔
تا جو رکا ہے پناہ اضطراب پتار ہاتھ کر ابھی تھوڑی
دیر میں اس کی کال دوبارہ آجائے گی۔ میں نے فون اپنے

ابھی کبھی ٹوٹتی نور تک ہی پہنچی تھی کہ کال کے سگنل

”ہاں بول رہا ہوں۔“
”بیلو دقاس صاحب بول رہے ہیں؟“ اس نے
دوبارہ پوچھا۔

جاسوسی ڈائجسٹ

”خبروں سے ہٹا چلتا ہے کہ شاہ فریب کی جان کے دشمن ابھی تک اس کی ٹوہ لگانے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے ذہنوں میں ابھی تک خلک موجود

”لیکن..... اب تو سب کچھ ثابت ہو چکا ہے۔
ڈاکٹروں نے بھی کہہ دیا ہے..... اب ایسی باتیں کرنے سے
کیا فائدہ؟“ تاجور کی آواز کانپ رہی تھی۔

ہے ناں۔ شاید ایسا ہو گیا ہو..... شاید ایسا ہو گیا ہو۔“
 دہل نکار لہجے میں بولی۔ ”آپ ایسی باتیں کیوں
 کر رہے ہیں..... کیا آپ کو بھی کسی طرح کا شک ہے؟“

یوں لگتا تھا کہ وہ ردِ پڑے کی بات چمکڑا دینے لگی ہے۔
 خبیثہ ہوئی جا رہی تھی۔ میں نے اسے "لائٹ" کرنے کے
 لیے کچھ پھلکے اعداد میں کہا۔ "بھئی! غلوں، ذرا سوں میں
 بھی تو اس طرح کی چوہنٹن آتی ہیں۔ چاہتا ہے کہ میرا دم کھائے

ہیروئن بعد میں ہیرو کے فریڈی دوست سے شادی کر
 لیتی ہے لیکن پھر ایک دن ہیرو داپس آ جاتا ہے اور گڑبڑ مچ
 پاتا ہے۔
 ”آپ اس طرح کی بات کیوں کر رہے ہو؟ یہ کوئی

جسے کاتبِ رعی کہتے۔
چند لمحے توقف کے بعد میں بولا۔ ”ویسے اگر خود کیا
جائے ۳۲ جرنلی بی تو یہ کوئی ایسی انہونی بھی نہیں ہے۔ اس

شرح کے دانے ہوتے رہتے ہیں۔ ہم دور کیوں جائیں۔
 ماما ماما میں بھی تو اس سے ملتا جلتا سلسلہ ہو گیا تھا۔ زیب کو
 مردہ بچھو لیا گیا تھا مگر ایک دن پتا چلا کہ وہ زندہ ہے۔ وہ نہ
 صرف زندہ نکلی بلکہ اس کی شادی اس کی مرضی کے عین

حفاظتِ نرہائی نس ابراجم سے بھی ہو گئی۔ شاید ٹھیک ہی کہا جاتا ہے کہ محبت میں طاقت ہو اور جنون ہو تو انہوئیں ہوتی اور دلدار پر بھی رستہ ہوتی ہے.....“

نے کہا: ”اچھا میں فون بند کر رہا ہوں۔ دوبارہ بات کریں گے۔“

بہشتی چہرہ میں منت گزروں ہوں گے کس کے
دوسری کال پر میں نے فون اٹھایا۔

ہوں اور یہ آگ ان داراہوں کو جلا کر راکھ کر دینا چاہتی ہے۔ شاعری کی آوازیں میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ وہ سب کچھ مجھے بتا گیا ہے۔ وہ نور کا پتھر، کھیل دار اب ہی تھا جس نے زراں سکھ کا گلاں میں تیرا کچھ جکڑا لیا تھا۔

جہاں سے وہ چلا گیا۔ اب اس کی جگہ پر ایک نیا مکان بنایا گیا ہے۔ یہ مکان بھی ایک عجیب و غریب طرز پر بنایا گیا ہے۔ اس کے اندر ایک بڑی سی کمرہ ہے جس میں ایک بڑی سی میز ہے۔ اس میز پر ایک بڑی سی کتاب ہے۔ اس کتاب میں ایک بڑی سی تصویر ہے۔ اس تصویر میں ایک بڑی سی شخصیت ہے۔ اس شخصیت کا نام "ابو جعفر" ہے۔

”مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں صرف اتنا کہتی ہوں کہ مجھ پر اور میرے گھر والوں پر رحم کریں۔ یہ بہت سخت لوگ ہیں۔ کسی وجہ سے پھر کے تو آپ کی جان تو جائے گی ہی ام

”میری محبت بے لوث ہے۔ اس محبت نے نہ
مٹاؤ نہ بک کر زندگی میں تم سے کچھ مانگا نہ اب مانگے گی۔“

کسی کو نے میں جھٹ جاتا..... لیکن..... ان دار ایوں کے
میں چپ نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے جھیں لوٹ کا
ال سمجھا ہے اور میں جھیں تے نہیں دول گا۔“

”آپ کو اس طرح کی بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔
 یہ فیصلہ میرے ماں باپ کو کرنا ہے۔“
 ”اور وہ ان خیردوں کے سامنے بھیجے جا رہے ہیں۔
 ان کی زبردستی پر اپنی رضامندی کا پردہ ڈال رہے ہیں۔ کیا

یہیں پتا نہیں کہ ان وادائیہوں میں بے شمار دوسری راتوں کے علاوہ ایک برائی یہ بھی ہے کہ یہ ایک دو بیویوں پر بس نہیں کرتے۔ یہ عیاشی کے لیے بھی شادیاں کرتے ہیں۔ چھ سلسلوں تک ان کے بچے کو دیکھ لو۔ ورنہوں میں

سود چاہیے ہوں گے جو اپنی شریک حیات بر سوکھ نہ
 آئے ہوں گے۔ بہت ممکن ہے کہ تم دونوں سے "سوکن" بننے
 تک اس سفر میں پانچ سو مہینے میں ہی طے کر لو۔"
 "خدا تمکے لیے..... ایسا باقی نہیں کرے۔ ان سے

”کچھ حاصل نہیں۔“
 ”حاصل ہو بھی تو سکتا ہے تاجروں کی بی..... ابھی بہت
 باتیں ایسی ہیں جو کثیر نہیں۔“
 ”کسما مطلب..... کون سی باتیں؟“ وہ اچھے لہجے میں

”آ..... آپ کیا کہتا چاہ رہے ہو؟“ وہ ہکلائی۔

دور کیا رہا میں اس کے قریب بھی نہیں جھنوں گا۔ (اس کے ذہن میں پہلے وہ تجربہ موجود تھا۔ برساتی میں اس پر پوری طرح مادی ہو جانے کے باوجود میں نے اسے کوئی گزند نہیں پہنچایا تھا)۔
مجھے سے ایک دو تھیں لینے کے بعد اسے تھیں ہو گیا کہ میں اس کے لیے کسی بھی طرح کے خطرے کا باعث نہیں بنوں گا۔ یہ پسینا لگا دونوں کی نظر سے چٹا بھی ضروری تھا، وہ یوں کی۔ اس خوفناک دورِ باران سے کا خطرہ مول نہ لیتا۔ پچھلی گلی میں مگر کا ایک چھوٹا دروازہ ہو گیا ہے۔ جب فردوس سو جائے گی تو وہ اس اندر سے کھول دوں گی۔
وہ ہر طرح کا رسک لے رہی تھی اور اس کے لیے مجبور تھی۔

گھر والے لگے دروازہ کھول دی گئے تھے۔ اس مرتبہ دونوں میں بھی کچھ تھے مگر ہر دھرم کے مطابق اگلے دروازے ہماری طاقت نہ تھی۔ وہ بھی جہاں سے مجھے تاجر کے گھر میں آیا تھا، شامیانے لگ گئے۔ وہاں دو ڈاکڑ کی کوئی معلق تھی۔ اس کے اوڑالے ایک مولانا رات کے کئی لاؤڈ اسپیکر پر مقرر کر رہے۔ ایسی باتیں کر رہے تھے جن کا اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں تھا۔ وہ ماسٹر اور کینا کوئی کورسز سے بغیر قرار دے رہے تھے۔ ان کی باتیں سن کر مجھے نہ کیوں میرا دھن ایک بار مگر لگتا تھا۔
ہنگ کے خوفناک ہر کاروں کی طرف چلا گیا۔ میڈیکل سائنس میں کچھ خدا کا کھٹا ہوا قسم ہے۔ یہ بات ہے کہ انسان اس کا استعمال کیسے کرتا ہے۔ لگتا ہی ہنگ نے اس کا استعمال ہر طریقے سے کیا۔ وہ ایک جیسے انسان ہیں جیسے جنس، ایک جیسی ذہنی ذہانت۔ میں وہ کچھ بچہ یا ڈاکڑ کے کانپ سکا۔

اگلے روز صبح سے حال ساڑھ گھنٹی۔ رات وہاں پہلے تاجر سے بڑا ٹیکسٹ ایک ابلہ ہوا۔ اس نے بتایا کہ اس نے فردوس کو ڈھل ڈھل دے دی ہے۔ وہ سہی پڑی ہے۔ چاچا کی بیچ کر سے میں ہیں۔ اس نے مٹی کی دروازے کی ٹکڑی کھول دی ہے۔

میری دھڑک بڑھ گئی۔ میری اور تاجر کی یہ طاقت بڑی انکشاف انگیز ثابت ہونے والی تھی۔ میں اب تاجر سے اپنی شناخت بتا کر نہیں چھٹا سکتا تھا۔ وہ اپنی اپنی جہتی سے تاجر کے گرد پائیرا لگ کر رہے تھے۔ چاچا کی۔ راج دراب ایک عقاب کی طرح تھوڑا دور سمجھرا گاؤں کی اس زمین چڑا کو روکنے کے لیے مسلسل لڑا تھا۔

بھرا رہا تھا۔
تنگی تھوڑی سی بڑھ چکی تھی۔ میں نے اپنی ڈال دار ساندہ سر پر لپیٹا۔ ظہور نہیں کے اوپر چاروی بھل ماری۔ ہنگ کے پیڑے سے میں نے اپنا ہوا اور نکال کر میں نے بیچے لگا لیا اور اپنی زندگی کی ایک اہم ترین رات کی تیار میں نکل کھڑا ہوا۔

دین نچھ صاحب کے گھر میں داخل ہونے وقت مجھے کوئی ڈھواڑ نہیں ہوئی۔ یہ پسین کے دورا لگا رہی خاندان کے ساتھی رو کر جھولنا گئے تھے صرف ایک یہاں موجود تھا اور وہ سامنے کی طرف چار پائی پر پائیں پیارے پر چکر مارے کپ کپ کر رہا تھا۔ دوسری منزل کے کمرے میں مطلوبہ دروازہ ہونے بند لگا لیکن میری پہلی سی دسک کے بعد کپ کپ کر دروازہ کھولنے والی تاجر کی۔ وہ مگر کپ کپ رہی تھی۔ لٹائیں کی نو ہونے کے برابر تھی۔ مجھے اس کے تاثرات تو ٹھیک سے نظر نہیں آئے مگر اس کی کلمات شکلات سے مائل تھا کہ وہ بری طرح کی ہوئی ہے۔ جب میں نے اندر سے لکڑی پڑھائی تو وہ مڑ مڑ کر کہی۔ اس نے دروازے بڑی معیوبی سے اپنے سر اور چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ شاید میرے لئے سے پہلے کچھ بڑھ چکی تھی۔

اس کا خوف دیکھ کر میں نے کبھی سے بیچے کا ہوا ڈالا اور میرا نوٹ لگا کر نہ روکتی اس کے ہاتھ میں چلا گیا۔
"بھرا ہوا ہے۔" میں نے کہا۔ "مگر میری طرف سے ذرا بھی خطر ہوا تو ہے دھڑک میری چھاتی پر کاٹ مار دیتا۔"

اس نے ٹنگی میں سر ہلایا اور میرا جلد پر تپائی پر دکھ دیا۔ میں نے اسے اٹھا کر دوبارہ اس کی گود میں رکھ دیا۔
"مجھے سے ڈر دو تو بھر گیا کرو۔" میں نے کوئی بات ہی نہیں کر سکی۔ "میں بدستور بدلی آواز میں بات کر رہا تھا۔"

اس نے آٹھیں پوری کھول کر میری جانب دیکھا اور بولے پڑی۔ "شاہ زب، آپ کے کان میں ہے؟"

"ہاں سن رہی ہوں اور گہرا دوست بھی تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"آپ کی عقل۔" کچھ بھونکی۔
"غیر سے میں کا پتا چلا۔" لٹائیں کو کچھ اونچی کر لیں۔ "نہیں۔"

"نہیں۔" روٹی ٹھیک نہیں۔ چانے پیچے جاتے گا۔ چاچا کی ہانگ کتے ہیں۔"

بیچے سے کسی بڑے بندے سے کہا لے گی آواز آئی اور ایک بار مگر خاموشی چھا گئی۔ یہ دہائی کا خاموشی کی شکل تھی۔ کسی گاڑی کی آواز نہیں کی۔ کچھ شین کا شور نہیں تھا۔ میں کوئی کی وی نہیں چل رہا تھا۔ جس کی بھار کی میں کوئی آواز نہ تھی، مگر وہ کچھ احساس دلا کر چپ ہو جاتا تھا۔

"آپ شاہ زب کے حوالے سے کیا بات کرنا چاہ رہے تھے؟" تاجر نے سنا تھا آواز میں تھا۔
"میں بات کرنا چاہتا تھا امید پوری طرح قسم نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس رحما کے میں مرنا ہو سکتا ہو یا بھر پوری حالت میں نہیں موجود ہو۔ ایک دن چانگ سامنے آ جائے۔"

"کیا۔" آپ کے اس ٹھک کی کوئی وجہ ہے؟
"آپ ایک کاروانہاٹ براساں لیج میں یوں رہتی تھی۔ مجھے میں لگتا تھا کہ اس کے ہر اس کی ایک وجہ بھی خود نہیں ہوں۔ وہ میرے ساتھ میں شہر آ گیا۔ میں نے پھر اس کی ڈاکڑ اور اس کے بچی کا تھا جب لوگ کالسیا کا پلاسٹک سر جری کے بعد اپنی شناخت بدلتے ہیں تو انہیں جانتے والے انہیں دیکھ کر عجیب اضطراب کا ظہور ہوتا ہے۔"

میں نے کرسی پر بیٹھ کر ٹیک لیا کی۔ تاجر چھٹ دور چار پائی کے بائیں ایک کمرے پر اکڑوں بیٹھی تھی، پیچھے اٹھ کر باہر نکل جائے گی۔

میں نے کبھی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تاجر بی بی کی تم سے میرا ایک اور میری موت ایک کمرے میں لگا لیا۔ میں نے راتیں کو تم سے دور کچھ چاہا ہوں تو اس کی وجہ صرف یہی ہے جو میں نے ابھی نہیں بتائی ہے کیا پتا، انہی ہمارا شاہ زب، ہمارے زب کو لے گیا تھا۔"

"تم۔" میں نے بڑی فکڑ سے خوش ہو کر کسی دھک سنایا۔ وہ دھک صابن۔ آپ مجھے پھر کانٹوں میں کھینٹ رہے ہیں۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں۔ اگر واقعی۔ کوئی بات۔ آپ کے علم میں ہے۔ تو بتائیں۔ روز پھر اس بارے میں پوچھیں۔
میں نے اس کی کئی اس کی کرتے ہوئے ٹھہرے ہوئے ایک میں کہا۔ "تاجر تم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ ہر دور میں تمہاری ایک بچہ اور ایک نہیں تھی۔ بچے کے جانے کے بعد پھر ایک کھانا اس کے پیڑے سے چنے کے گھر سے ڈھم اٹھے۔ بعد میں اس کے بھائی اسے لاہور لے گئے تھے اور وہاں اس کی ہر جری ہوئی تھی۔"

"ہاں۔ لیکن۔۔۔ یہ بات اس دت آپ کیوں کر رہے ہیں؟" (دو پچھتاہات بات پر بھی تیراں تھی کہ اس کی کچھ پوری باتیں بھی معلوم تھیں)
"میں نے اپنی دلوانا چاہتا ہوں کہ یہ اس چندہ سال پہلے کی بات ہے، اب تو یہ ڈاکڑی اور اس کی مدد ہوئی ہے۔ بڑے ہوئے چروں کو دلا جا سکتا ہے۔ ہر جری جانتے والے میں بچکانے سے ناکام رہے ہیں۔"

"دو بات جاری رکھتے ہوئے۔" کیا پتا تھا تاجر شاہ زب کیا ہو اور اس نے اپنے جانی دشمنوں سے بیچے کے لیے اپنے چہرے میں تہ لیاں کر دی ہیں۔ وہ اس کی پاس ہی نہیں موجود ہو۔ اپنے پیادوں کے سامنے آئے کہ اس کی صاحب مورت کی کٹائی میں ہو۔ ایسا مورت جب لگاری ٹیک کے زہر پہ لپکتا ہے اس کی طرف سے سامنے ہو کر دھان اپنے ہوں میں کس جاگ۔

"میرے۔" دل کو کچھ ہو جائے گا۔ "دو ٹوٹی ہوئی آواز میں پڑی۔" مجھے ڈر رہا ہے آپ سے۔ آپ کوں ہیں؟" دو ٹوٹا ٹوٹا ہوئی اس کی اور اس نے لٹائیں کی لو اور پکی کر دی۔ اس کی آٹھیں خوف سے کھلی ہوئی تھیں۔
"دوسرے تاجر میں۔" دوسرے تاجر میں۔ اس کی ان کوں میں اس کی گردن میں کچھ تھی۔ تاجر حرکت کرنا چاہتی تھی حرکت کر سکتی تھی۔ پانا یا اپنی کمر بولی نہیں تھی۔ جس میں میرا چہرہ تھا اور اس کی ہاتھ نہیں۔
میں نے اسے کدھوں سے تھا۔ "فکڑیں بدل جاتی ہیں تاجر۔ میں انسان تو ہی رہتا ہے۔" فکڑیں بدل جاتی رہتی ہے۔" اس مرتبہ میں اپنی آواز میں بولا تھا۔

تاجر نے بیانی اعزاز میں میرے ہاتھ اپنے کدھوں پر ہٹائے اور یوں لگا کہ تاجر دروازے کی طرف بھاگنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں شاید وہ چلا گیا، میں نے وہی کچھ کیا جو چندہ پہلے برساتی کی تاریکی میں کیا تھا۔ میں نے اسے اپنی گزند میں بھڑک لیا۔ دھم بھم سے اس کے ہونٹ لپٹا جانے کے بعد وہ بند ہو گئے۔ وہ دھم بھم میں چلائی اور دروازہ کھلی گئی۔ مگر یہ جان ہی ہو گئی۔ میں نے اس کے کان میں ہر گئی کی۔ "تاجر۔ یہ میں ہیں۔ میرے کچھ ہمت بدلے ہوئے ہیں مگر میری

آواز تو تم بچکان ہی رہی ہو۔ بچکان رہی ہو؟

”وہ بدستور سیکڑ دھری۔ پھر سے تم میں ایک لہریاں لڑائی تھی۔ پیچھے اس کے بخار چڑھ گیا ہو۔“

”زندگی میں انہو جیاں ہوئی تھی تاہم۔“ اور یہ بھی ایک انہو جی ہی ہے کہ میں اس جادو سے ہم چٹا ہوں۔ چند معمولی رقم آئے تھے۔ تم جانتی ہو کساری ٹیکٹ کے ساتھ کس طرح تک ہیں۔ خود گوار اپنے ارادہ کے نکلوانے کا ذریعہ یہ ناکوں سے بچانے کے لیے ہی میں چھپا رہا۔ کھنکھرتے ہوئے رہنے کے لیے جاگتی کے ڈاکٹر کے اجازت سے میری مدد کی۔۔۔ جدید زمانے میں جدید طرح کی دوا۔“

”میں محسوس کر رہا تھا کہ تاجور کی پتیائی کیفیت باندھ رہی ہے۔ وہ بالکل اجازت نہیں کر رہی تھی۔ میں تیرت اور سسٹناٹ کی ایک لمبی جھڑپ جو اس کے سر سے لے کر پاؤں تک دھڑکی۔“

”میں نے اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹایا مگر جرم گرفت برقرار رہی۔ ہونٹوں پر سے ہاتھ ہٹایا تو اس نے سر کو دھشت زدہ طور پر لے کر میرا چہرہ دیکھا۔ لاشعین کی روشنی کے سر سے میں تھر تھرا رہی تھی اور شاید ایسی طرح تاجور کا دل بھی۔ وہ لگنے لگی ہوئی تھی۔“

”میں نے اسے سامنے اس کے سر کے بالوں کو بوسہ دیا اور کہا۔“ تاجور! تم جانتی ہی ہو، ڈاکٹر اجازت ایک بہت بڑے ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے میرے چہرے میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔ میری جلد وادھی اور سر کے بالوں کا رنگ بھی بدل گیا ہوگا۔“

”میں نے ہاتھ بڑھا کر لاشعین کی ٹوکھ اور اورنگی دی۔ اس کی نگاہ میرے چہرے پر پڑی اور چہرے پر چھین ہوئی۔ پتیائی کی عجیب سی کیفیت تھی۔ وہ بھی اس کو سننے لگے تھے۔ کچھ اپنا کھنا ہونٹ ہونے سے باہر نکالتے دانی۔ اس کی حسین آنکھوں میں آسمان اور شمع ہونے لگے تھے۔ کرتے بھگورے ایسی دنیا میں تو ہونے ہیں اور پھر آسمان بڑی تیزی سے اٹھے۔ اچانک اس نے گود کر اپنا چہرہ میرے سینے میں چھپایا اور ہانڈ میرے گروہاں کر دیے۔ وہ پہلے کسی پھر پھگیاں سے روئے تھے۔ اس کے آسمان ایک انتہائی طرح تھے جو میرے سینے کے بالوں کو گھونٹنے لگے۔ چہرے پر تھے۔ اس کی سب سے باہوں میں میرا۔ اپنے چہرے سے اس کا نہیں پھل رہا تھا۔ اس کی آواز بلند ہوئی جاری تھی۔“

”آہستہ آہستہ۔۔۔ آہستہ۔“ میں نے اسے ہاتھوں میں سیٹھا۔

”کتنی ہی دیر بعد وہ دنگی ہوئی آواز میں ہوئی۔“ مجھے لگے جیسے کہ رہا ہے۔ سب جھوٹ ہے۔ یا پھر میں جانتی ہوں کہ لاشعین کی خواب دیکھ رہی ہوں۔ میں سمجھتی تھی ایسا نہیں ہو سکتا صرف۔ کیا نیوں کی پانی ہیں۔ لیکن آپ زندہ ہیں۔ آپ زندہ ہیں اور میں جتن نہیں کر پا رہی۔“

”میں بڑھاتی اتار چڑھاؤ کے لئے تھے۔ بعد بچکان قائم سنی کی اجازت آخیر دالہا نہ پنا تھا۔ جب دھڑکا یہ شدید ترین دردناں کر گیا۔ اور ہم نے دو تین بار ایک دوسرے سے پیچھے ہو کر ایک دوسرے کو گھبراہٹوں نظر سے دیکھا۔ تو تاجور کی پتیائی کیفیت میں کی دماغ ہونے لگی۔ اس کے چہرے پر حیا اور گریز کی سرخی چھلنے لگی۔ چہرہ آنکھوں سے تھڑکا اور دھڑکا۔ مجھ سے چھوٹے چھوٹے سوال بڑی تیزی سے پوچھتی چلی جا رہی تھی۔“

”میں نے کہا۔“ تاجور! آج کچھ بھگوتی تو میں کیا تائوں گا اور جہاد میں کچھ میں کیا آئے گا۔ ترسب سے چھوڑ میں ترسب سے چھپتا جا تا ہوں۔“

”لیکن نہیں۔“ وہ ایک دم اٹھ کھڑی۔“ پہلے میں سب کا گھر آکر دیکھوں۔“

”میرے دیکھنے دیکھنے اس نے اپنی اوروں کو اور مشورہ میں۔ اپنے تیر اور چہرے کے گرد کھانا، اپنی بھری ہوئی ٹوکھ کو بھی اوروں کے اندر کھانا دیا اور بے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔ یہ سارا کچھ اس کے لئے تھے۔ وہ سہمہ کی حالت میں کی تو رینگ اٹھ جاتی رہی۔“

”تیرہ آہستہ سے دروازہ کھول کر بیڑیوں کی طرف بڑھی۔ اوپر اوپر جا کر چوتھ پر طائرہ فردوس کی گولہ بھر دی چندہ دینے لگی۔ اگر کچھ اپنے کسی چاچا کی گولہ کی پھر قدرے مطمئن انداز میں داکھ کرے مئی آئی۔ اس مرتبہ اس نے خودی اندر سے نکلی چڑھا دی تھی۔“

”میں نے ٹوکھ کا پوہ خود آسا سر کا پار ہٹا تھا۔ درمیانی راتوں کا کچھ مقررہ ہونے آسمان پر بدل گئی اور میں بچھرتا تھا۔ میں نے پردہ بھر رہا کر دیا۔ میں تاجور کو کھل کر بتا رہا تھا کہ میں اب ایک ناکھ ہوں۔ میں ایک تیز زندگی میں بچکان کے ساتھ اس کے سامنے آیا ہوں۔ اور اس انتخاب آخر میں تبدیلی سے میرے لیے زیت کی کچھ تیر راہیں کھول دی ہیں۔ اب میں خود کو

دیکھوں کے چنگ بھندوں سے آزاد محسوس کرتا ہوں۔ مجھے میں لگتا ہے کہ میں اس کی تہی جی کر سکتا ہوں۔ اگر وہ اس تہا کو تائی قبول کرے تو میں مستقل میں مشورہ کر دے گا کہ میں پنا دیکھ سکے ہیں۔ میں سب کچھ اپنی جلدی کر دیتا آسمان نہیں تھا۔ میں اس سے بائیں کر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس موضوع پر لیے راہ ہمارا کرتا رہا۔ میرے پاس وہ چند نوکرانہ بھی تھے۔ جو ڈاکٹر اجازت سے میری کاسٹیک سرجری کے دوران میں اتارے تھے۔ ان تصویریں سے پتا چلتا تھا کہ آہستہ آہستہ میری عقل میں چندوں کے اندر تبدیلی رونما ہوئی۔ میں نے اسے وہ تصویریں دکھائی اور میں کی تیرت میں اضافہ ہوا۔ وہ مجھے اپنا عاجسی تبدیلیوں کے بغیر دیکھنا چاہتی تھی کہ میں جانتی ہوں کہ قوری طور پر بچکان نہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے جواب میں نے اسے لکھاری ٹیکٹ سے اپنی ہولناک کر کے بارے میں بتایا، اتنی اور سوال کے بارے میں بتایا۔ وہ یہ جان کر ششدر ہو گئی کہ سوال اپنے ذریعے کو پھوڑ چھا کر ایک گاؤں میں چلا گیا ہے اور جاگتی کی تیز خورندہ اس کے ساتھ ہے۔ دونوں شادی کر چکے ہیں۔“

”مجھے نہیں لگتا تھا۔ اس جلدی سے سب کچھ؟“

”یقین تو مجھے بھی نہیں آتا تھا۔ کچھ ٹوکھ کر خوش کی طرح چلے گی اور کچھ میری طرح بھگوتی کی رات کے۔“

”بولی۔“ اور سوال کے راجوں سمجھی؟ اور اس کی مان اور میں کو فیرہ؟ وہ تو ایک پورے گردہ سے کھڑا تھا۔ اس کے نکلاؤ۔“

”دوب۔“ وہ کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے۔“ میں نے تاجور کی بات کا لی۔“ اور اس کے ارادوں سے لگتا ہے کہ وہ پرانی زندگی کی طرف واپس نہیں چلے گا مگر آدم اور تو اس کا نہیں ہے۔ اُس کے ساتھ۔“

”وہ خاموش رہی۔ وہ میری بات میں تو رسی تھر کر کے اندر ایک بے چینی کی۔ وہ اس ملاطمت گولہ کی تم اس کا پتائی کی۔ اسے ڈاکٹر فردوس یا چچا میں سے کوئی جاگ نہ پاتا ہے۔“

”میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کیا۔“ ہمیں کبھی میرا برادر بھی چاہتا ہے کہ سوال کی طرح میں دور کی کرتے میں کھل جائوں۔ اس بدلے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک ہی شناخت کے ساتھ۔“

”اس نے چنگ کر میری جانب دیکھا لیکن بولی کچھ

”نہیں۔ ہمیں بات وہ خود بھی مجھ سے کہنا پڑی تھی۔ تو چاہیں کہ تاجور کی بات کا رد عمل اس پر کیا ہوتا تھا؟“

”اچانک وہ دھکی۔“ مجھے لگتا تھا اس کی زاری سے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ہارن بچکان کی۔“

”میں گری۔“ وہ چہرے سے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے۔“ کیا ہوا؟“

”اچانک داکھ اٹھ گئے ہیں۔ یہ ہماری ہی گاڑی ہے۔“ اسی دوران میں چلی منزل پر کھٹ پٹی کی آواز میں آگئی۔ تاجور کے چاچا چاچا گئے تھے اور شاید میں دروازہ کھول رہے تھے۔“

”کیا ہوا؟“ تاجور دھشت زدہ ہو کر بولی۔“ ان کو توکل آتا تھا۔ ہائے رہا اب کیا ہوگا۔“ پھر اس نے لاشعین بچکان کی طرف سے جواب میں۔“ شاہد وہ اب آپ صحت پر چلے جائیں۔ وہاں سے کھل جائیں۔“

”ٹھیک ہے۔ ہم گھر آؤں، کچھ نہیں ہوگا۔“

”میں نے سر سے گردن کے گرد اس کے طرف قدم بڑھا دیا۔“

”یہ ہاتھ صحت سے گردن کی آواز آئی۔ وہ نکلا۔“ تاجور لی لی لی اٹھاں ہو۔“ تاجور۔۔۔“

”ہائے رہا فردوس میں جاگ گئی۔“ تاجور دوہونے والے انداز میں بولی۔ وہ چھڑھ کر کھینچنے لگی۔“

چندویں کچھ کھڑے فردوس کی کر کے گردوازے پر تھی۔ اس نے دنگ دی۔“ تاجور۔۔۔ تم اندر ہو دروازہ کھولو۔ گھر میں آئی آگئے ہیں۔“

”میں نے تاجور کو خاموش کر دینے کا۔ لیکن کچھ تاکہ فردوس دروازے سے کھینچنے لگی۔“

”یہ کچھ چلی جاتی اور مجھے صحت کی طرف جانے اور گئی میں کو جانے کا موقع مل جاتا۔“

”فردوس ہار بار دنگ دینے لگی۔ تاجور نے دم کی ہوئی اور چار پاؤں پر پھینکی۔ اس نے اپنے دونوں بازو اپنے سینے سے لگا رکھے تھے۔“ یا اللہ شہر۔ یا اللہ رحم کر۔“ وہ ہار ہار کہتی جا رہی تھی۔“

”چلے برآمدے سے دین مجھ صاحب کی آواز آئی۔“

”فردوس اٹھاں ہو؟“

”آئی سیان جی۔“ فردوس نے جواب دیا۔“

”اعجاز دھوکا دہ کر رہا تھا۔ اگر کچھ جا رہی ہے۔“

”امید کی کرن بھی نہیں دیکھی۔ وہ میں جا رہی سیان ہی اتاری ہوئی کہ کچھ سے۔“

”میں نے آواز دی۔“ یا اللہ رحم کر۔“ وہ ہار ہار کہتی جا رہی تھی۔“

”دو کر کے میں ہے۔ دروازہ کھڑا؟“ فردوس

دوسرے روز شام کے وقت وہ ہانپتی ہوئی سی وہاں

اس نو سین سے فائدہ اٹھانے کا موقع مجھے دوسرے

انہی دنوں ایک بڑا اچھا اتفاق ہوا اور مجھے دین محمد صاحب کے گھر کے اندر دلی حالات جاننے کا زبردست موقع مل گیا۔ پھر اترتے ایک چھوٹا سا قادیانہ گھر اس کا نتیجہ میرے لیے غیر معمولی تھا۔ میں ابھی اکیس لکڑی پر بڑی منڈی کا پھیرا کر رہا تھا۔ صبح کے ساڑھے نو بجے

اور وہاں پر اس حالت پر ہی عمر اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ جو میری چاہی اور کار کا کھنڈ پڑا کھنڈے اس کی اور تل لگئی۔ دین محمد صاحب کے ہاتھ میں لائیں گے۔ دگر ہے۔ کوئی ہوش ہے تم کو۔ دروازہ کیوں نہیں کھول رہا جس پر۔

”بب..... بس..... الہی..... چتا چلتا۔“

پکارتی۔

پتھن کی۔ وہ شادی شروع ہو، دو بچے تھے۔ اس نے اسے ہاتھ جوڑنے کے لیے اس کی اور شادی کی بات کی۔ یہ سب کچھ اس کی رگوں۔ اس کے لیے اس کی شادی کی اور شادی کی۔ اس کے دو بچے تھے کہ کے حالات مجھے بتائے تھے۔ میں نے اسے بتایا کہ رادیا کر میں، میں تمہاری بیٹی کا جرم پر حاضر ہو گیا ہوں۔

سجاد نے فون پر مجھے بتایا۔ ”پولیس نے نوہ لگا لی ہے۔ قرض خود واقعی اس چورہری بشر نے لیا تھا مگر یہ چھ لاکھ دو بیٹھا۔ ٹھیکیدار نے سو دھوسو لاکھ کر کے رقم سولہ لاکھ تک پہنچا دی ہے۔“

انکار سے محفوظ رکھے۔“ اس کے ساتھ ہی میں نے فون بند کر دیا۔ فردوس سے بات ہوئے آج تیسرا چاند تھا۔ میں نے اسے کال کرنے کا ارادہ کیا۔ رات کے بارہ بجنے والے تھے۔ امید تو ہمیشہ ہی تھی کہ وہ فون سنے گی۔ مگر حیرت ہوئی، میری دوسری ہی تیل پر اس کی ڈری ہوئی آواز سنائی دے گئی۔ ”کبکب..... کون؟“

حرام زادہ وادرج خود ہی کہیں دلچ ہو جائے تو پھر؟
 ”کیا کھانا چاہتے ہیں آپ؟“

”یہ خود ہی تمہاری جان چھوڑ دے۔“ جیسے سوئے
 کے بغیر سے بیدار نہ کیا اور ترک کر دے؟“
 وہ چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد بولی۔ ”مجھے چاہے
 آپ اپنی جان بچا کر لے لے مجھے چاہتے ہیں۔ خود کو کھڑے میں
 ڈال کر آپ ایسا کچھ کر سکتے ہیں لیکن اس میں بھی بدنامی
 ہماری ہی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ۔۔۔ اس کا انکار میں
 گھوم بھر کر بھی آئی جاؤں۔“

”وہ کس طرح؟“
 ”آپ کو ہمارے گھر کے حالات کا کچھ علم
 نہیں۔ پرانی باتیں ہماری سب سے سخت ضرورت نہیں لگی
 رہیں۔ وہ اتنی کے سلسلے میں کسی سخت پریشان بھی
 بتاتے ہوئے کسی شرم آتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد
 اب آپ کا دور امت ان کی عزت مٹا رہا ہے، اگر
 آپ نے وادرج کے ساتھ کچھ کیا تو۔۔۔“

”تو کیا؟“
 ”اول تو یہ بہت ہی خطرناک کام ہوگا۔ اگر آپ کسی
 طرح کا سیلاب ہو سکتا ہے تو کیا چاہا اس کا انکار ابھی، اتنی کو
 ہی دے ڈالیں اور اس طرح ساری بات بھر مجھ پر ہی
 آجائے۔ بلیئر فریبہ نہیں اب اور بے عزتی نہیں سہ
 سکتی۔۔۔ یہی ابھی کوئی تکلیف میں دیکھ چکے ہیں۔“
 میں نے چہرے سے خوف کے بعد کہا۔ ”ایک کام اور ہو
 سکتا ہے۔ جو جبراً کیوں نہ آجائے کہ سمجھانے کی کوئی چیز
 جائے۔۔۔ انہیں حوصلہ دیا جائے کہ وہ وادرجوں کو کاٹ کر
 دیں۔“

”یہ کھانا تو جب کر میں جب وہ انہیں پڑا سمجھیں۔
 وہ تو میں ان کے حالات کو برا سمجھ رہے ہیں جو جس نے ان کے
 لیے پیدا کیے ہیں۔“
 ”جس طرح انہیں وادرجوں کا سیلاب مچو تو بتایا جا سکتا
 ہے، ہاں، انہیں سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی اگلی کوئی چیز
 جاہلوں کے گھر کر رہے ہیں۔“

”کیون سمجھائے گا انہیں اور کیسے؟“
 ”آپ سمجھاؤں گا۔“
 ”آپ۔۔۔ آپ کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔۔۔ لوگوں
 کی نظر میں تو آپ۔۔۔“
 ”میرا چاہو لیکن ضروری تو نہیں کہ خود ہی ان
 کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاؤں۔ کسی ایسے شخص کو میں ان کی

طرف بھیجا جا سکتا ہے جو تمہاری ادنیٰ اور تمہارے دیگر
 نصیاتیوں کی طرح اس وقت کے خلاف ہو۔ مثلاً تمہارے
 بڑے ماسن جو عام دین ہیں اور لاہور کی ایک بڑی مسجد
 میں امامت بھی کرتے ہیں۔“
 ”آپ کون کے بارے میں کہتے ہیں؟“
 ”میں نے اپنے طور پر کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔
 مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ مجھ کو پہلے یہاں سمجھیں
 آئے۔ اور انہوں نے تمہارے ابھی سے اس بارے
 میں بات کی تھی وادرجوں کے دین میں کے بارے میں
 بہت کچھ سمجھا بیٹھا تھا۔“

”لیکن اس کا تاہم کیا ہوا۔ اور بھوک لگے۔ ای
 سے بھی بھر پور ہے۔“ بھوکہ دھاراک بولی۔ ”مگر آپ
 یہ ساری باتیں کس سلسلے میں کہتے ہیں؟“
 ”مجھے یہاں تاجور جہاں چاہہاں ہوتی ہے وہاں راہ ہوتی
 ہے۔ بس یہی نہیں سمجھتا ہے۔ بارے میں جبریل ہی جانتی
 ہے۔“

”اسے میں تاجور اچانک کچھ گھبرا گئی۔ روشنی میں
 بولی۔ ”ایک منٹ۔“
 چھٹا منٹ وہ آہستہ دیکھ رہے تھے کہ لیے کرے کے
 روز اور اس کی طرف چلی گئی۔ چند سیکنڈ بعد اس کی آواز
 دوبارہ ابھری۔ ”لگتا ہے کہ ابھی جاگ گئے ہیں۔ نیچے
 برآمدے میں کچھ سو رہے ہیں۔ اور پرکھی آگئے ہیں۔ اب میں
 بند کر رہی ہوں۔“
 ”بلیئر بلیئر۔۔۔ میری بات ختم نہیں ہوئی۔ کم از کم
 ایک دفعہ تم نے پھر بات کرنی ہے مجھ سے۔ میں نہیں سمجھ
 دلا ہوں اگر تم میرے ساتھ ہو تو میں کوئی ڈکیتی راستہ نکال
 لوں گا اور یہی سازش ہوگا جس میں تمہاری موت پر درازا
 حرف بھیجنا ہے۔“

”خدا حافظ۔“ اس نے کہا اور دون بند کر دی۔
 میں نے کچھ دیر بعد سچا کو ”مسٹر کال“ دی۔
 رات کے چھ بج رہے تھے۔ وہ چائیا شادی شدہ ہوا تھا اس
 لیے براہ راست ان کو کہہ کر حساب نہیں کیا مگر وہ فرحت
 سے قہار دیکھ کر مسکا تھا۔ وہ فرحت سے قہا۔ ایک منٹ
 بعد اس کی کال آئی۔ ”اس شادی رات میں گئے پیٹ میں
 کیوں مر رہا ہے۔“
 ”ضروری مر رہا ہے۔“ جیسے تھوڑی سی تکلیف دینی
 ہے۔۔۔
 ”شادی شدہ بندہ تو دیے ہی تکلیف میں ہوتا ہے تم

نے اور کیا تکلیف دینی ہے؟“
 ”میں سمجھتا ہوں یا تم اپنی سے راہ پر گھڑا اور اسے
 ایک کام پر لگاؤ۔“
 ”مگر کب بات کرو۔“
 ”الٹیں بھی ان وادرجوں کے بہت خلاف ہے۔
 میری ”سوت“ کے بعد اور زیادہ ہو گیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں
 چاہتا کہ جبران چنگیز خاں کے شکستے میں آئے۔“
 ”اس بات تو ہے۔ لیکن پر اس نے یہ بات مکمل کر
 لی تھی۔“ اسے چوتھا دھکم پور کیا۔ ”مگر۔۔۔“ اٹھائی
 اس بات کا بھی ہے کہ تمہارے بعد وادرجوں نے تاجور کو
 ترغیب دیا تھا۔“

”اور یہ حقیقت بھی ہے لیکن ہم اسے ترغیب نہیں دیتے
 دیں کے بلکہ ان لوگوں کو اس کے قریب بھی نہیں دیتے۔
 گئے۔ تم اپنی طرف سے اتنی کی ایک ایسی نگاہ۔ وہ
 وادرجوں میں درد بنانے والا کر رہے۔ مجھے نہیں ہے کہ وہ
 دو چاروں میں اس غیبت وادرج دانا کی ایک دو دھمکی
 رکھیں دھمکی لگا۔ لیکن اس کے خلاف ایک بھی گھبراہٹ
 یا احتجاج کیا تو ضرورت حال بدل سکتی ہے۔“

”تاہم میری بات کچھ بات تھا۔ ہمارے درمیان اس
 موضوع پر دس پندرہ منٹ بات ہوئی۔ میں نے سچا دل سے
 یہ بھی کہا کہ جب اتنی سے بات ہوئی اس کی طرف سے
 خاص طور سے ہدایت کرنی ہے کہ وہ دوبارہ سمجھ آئے
 سے اور کسی بھی طرح کی کم جوشی کرنے سے باز رہے۔
 ”تاہم کچھ ضروری مشورے دے کر اور پھر خود سنی کے
 فیصلے میں خود ہی فیصلہ کرنے کے لیے متفق ہو جائیں۔“
 ”لیکن اتنی کی تیز طبعی اور سادہ سادگی پر پورا بھر دما
 تھا۔ مجھے نہیں میں اس کی طبعی اس کے سامنے آتا نہیں چاہتا
 تھا۔ سچا دل سے اپنے طور پر اس سے رابطہ کیا اور وہ اپنے
 سب کو سمجھا گیا۔“

”ایک روز چھ بج رہے تھے کہ آرڈر پر میں شفت لی بی،
 ان کی بڑی بیٹی شادی سے پہلے وادرج سے چھوٹی اور کوئے فرم
 گاؤں گھر پر آئی۔ کئی گاؤں شفت لی بی کا بیٹا تھا۔ ان
 کے براہ راست میں ان کی سبھیوں اور دیگر لوگوں سے ملنے کا چارہ
 تھا۔ سیف کی موت کا تم شفت لی بی کی آنکھوں میں ایک
 بھاری چٹان کی طرح ٹپکا ہوا تھا۔ کوئے ان کی شفت
 بھرتی نظر آتی تھی۔ شادی سے بتایا کہ وہ کیا بھی کر رہی
 رہے۔ میں نے بڑی اذیت کے ساتھ مجھے ”پتھر“ کہہ کر
 ہاتھیں کرتی رہیں۔“ کسی چٹائی میں ان اور کوئے۔۔۔ ہمارے

انگاہے

”یہ آپ تمہاری نہیں تھیں۔ مگر کہی ہی ہیں۔ ہا
 نہیں کیوں نہیں دیکھی ہوں تو سیف کی یاد آتی ہے۔“
 میرے دل پر تیر سا گاہ۔ میں نے دل میں سوچا۔
 سیف کے قاتل کو کچھ سیف کی یاد آئے گی تو کیا نہیں
 شفت لی بی نے کہا تھا۔ ”پتھر اس کا دن ہے اپنا بچوں
 کولا یہاں۔ میں بھی نہیں۔“

میں نے جواب دیا۔ ”اس جی آپ کو بتایا ہے اس
 کہ بھائیوں میں جھگڑا ہے۔ میں گھر گئی تو بھوک کی ڈکوتی
 منہ کو کھڑا ہو جائے گا۔ مگر دوپہر تینے دور دور کر تار
 چاہتا ہوں۔“
 وہ سب معافی اور پراحت پر زور دے گئیں۔ پھر
 سیف کو یاد کرے گئیں اور اس کی باتیں سنا لیں۔ ان کی
 آواز بھولنے کی شادی سے بڑی معافی سے موضوع
 بدل دیا۔

گاؤں کی ہم پندرہ سوتوں پر صول ڈکوتی چلی رہی۔
 جلد ہی ہمیں ہمیں ہمارے گاؤں کے آگھر نظر آنے لگے۔ یہی
 شادی کے سبب کہہ گاؤں کی شادی کے آگھر نظر آئے۔ یہی
 سڑک کے کنارے وہ چھوٹا سا پختہ کارخانہ نظر آ رہا تھا
 ابھرے کو لڑو لڑو بنانے کا کام شروع کیا تھا۔

”میں نے مقبلاً آئیے ہیں دیکھا۔ شادی سے اپنے
 آؤے ہیں اور کوئی بھی اس کی نظر نہیں نظر لے رہی اس
 کارخانے کو بھی دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر اس امید
 کی دھمکی۔ یہ وہ گاؤں کی اس سلسلے میں جس نے اپنی
 ہوئی تھی۔ شفت لی بی کی گاؤں کی کوئی سے چارہ
 ہوتے ہیں۔“ شادی کے لیے چھوٹی سی بناؤں۔
 ”اس جی، میں دیکھ رہا ہوں کہ کارخانے سے۔
 لگتا ہے کہ کس پڑے لگے ہوئے کے کشت کاری کرنے
 کے بجائے کئی نئے شروع کی ہے۔“ میں نے کہا۔

”یہ کارخانہ کس کا سیلاب کرے۔ سب کو یہاں کا
 کچھ لھٹا کر کے۔ کوئی لاوا دکھا اور بیٹائی نہ دکھائے۔“
 ان کی آواز پھر پھر انا شروع ہوئی۔
 ”شادی سے کہا۔“ اس جی انہیں اس جی بی نہیں۔“
 ”وہ انہیں جی نہیں لگے گی۔ ان کی حالت بہت اچھی
 نہیں تو یہی بھی نہیں لگتی۔“ میں ہاتھیں کرتے اور چلے پھرے
 دیکھ کر مجھے بھی ہوا۔

گاؤں سے ہم سب سب کے دت دابہ سمجھ اور
 گئے۔ راستے میں شادی میں کئی کئی گاؤں۔ وہ گھر
 سے بول رہی تھی۔ دونوں بیٹوں کے درمیان ہونے والی

Medora
Perfumed Talc

عشوق ہر کسی کو دنیا کے 8 شگفتہ احسان

MEDORA OF LONDON

Flowers, Cherish, Passion, Tuscany, Elegance, Subtle

تھکے سے چلا کر چھوٹی بہن شازیہ کو کسی خوشخبری کا بتا رہی ہے اور یہ خوشخبری یہی ہے جس کا انتظام میں نے سہاوا کے دل کو چند دن پہلے کیا تھا۔ خستہ حال چہرہ پر ہنسنے کے ساتھ شازیہ نے اس خوشخبری سے ادا ہو گیا تھا۔ سہاوا کے سامنے بوسے سے اسے اسباب بچہ پر اقرار دیا۔ دیر نہ گھبرا کر چہرہ پر ہنسنے کو اس کا بچا تھا۔ اب یہ اقرار دہی تھا جس نے اس کو شادی کی خبر دے دی تھی۔

شازیہ نے فون پر راز دہی ہوئی آواز میں پوچھا۔
"دیگن..... کی عجیب بات ہے۔ اپنی کوئی بات نہیں کر سکتی اور کم از کم دیکھ دینے والا کون ہے؟"

جواب میں چھوٹی بہن شازیہ نے ایک آواز فون کے آئینے سے نکل کر سنائی دی۔
"کنگ ہے کہ ابھی کا کوئی پرانا جہانے والا ہے۔ شاید ابھی نے کسی کوئی احسان کیا ہے اس پر جس کا اس نے بدلہ لیا ہے۔ اصل بات تو ابھی کوئی بات شفیقت بی بی نے کہی ہوئی آواز میں پوچھا۔
"شازیہ! ابھی کی خبر ہو۔ میری کچھ باتیں سن رہی ہیں؟"
وہ اس سے مخاطب ہو کر بولی۔ "ای کی انگریز جا کر بتائی ہوں۔ ابھی کی خبر ہے۔"

میں بالکل بیٹھا، ڈرائیو کرتا رہا۔ ہم گاؤں میں داخل ہوئے والے تھے۔ شازیہ بدستور چاندنی کچھ میں چھوٹی بہن سے بات کر رہی تھی۔

اس گھر سے کوئی دیکھ کر میرے دل کا بوجھ ہٹا ہو جاتا تھا اور یہی میرا مقصد تھا۔ رات کی سب کچھ شک تھا مگر شفیقت بی بی کے ہارے میں چلا کر وہ چل بسی تھی۔

باشکی بہن انوری نے مجھے سمجھو کر یہ خبر سنائی۔ میں کتنی ہی دیر نہ گزرتی رہا۔ دوسرا میں چرے والے انسان کو ایک دن تو جانا ہی ہوا ہے کہ کچھ موٹوں دل و دماغ کو ساڑ کر لیں۔ "کیا ہوا؟" میں نے انوری سے پوچھا۔
وہ انگ ہار لیجے میں بولی۔ "شازیہ نے سچ اظہار ساتھ والے بستر پر دیکھا تو وہ نہیں سمجھا۔ وہ اللہ بخشے سینہ والے کرے میں نہیں۔ سینہ کی چیزیں مندوق سے نکال نکال کر اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ اس کی ایک چادر پر بھی جس اور گڑبگڑ میں۔"

"اگلا؟"
"میں بڑا کر بیٹھ گیا۔"

گھر میں رہنا صوبہ چاہو تھا۔ لوگ اگلے آرہے تھے۔ کام کیلئے نہ وقت نہ آواز میں کیا۔ "بڑی ٹیک بی بی

جیس۔ بس پڑا کر دکھا کیا کیا ان کو۔ اللہ ماں پڑو دوں گی بھٹی کرے۔"

ہاتھ سے کچھ مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "بچوں نے انہیں سینہ والے کرے میں جہانے سے سچا کیا تھا۔ پر رات کو وہ پتا نہیں کیسے لالہ کھول کر چلی گئیں۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ ان کے کپڑے، ان کا بڑا بڑا، مگر ان کے کپڑے اس کے۔ اور پتا نہیں کیا کچھ۔ سینہ کی کالی چادر کے اوپر ہی سٹی ہوئی تھی، قبیلہ کی طرف منکر کے جیسے پڑے تھے جاری ہوں۔"

میرے سینے سے ہلک اچی اور سینہ کا سکرنا چہرہ ایک بار میرا گھبراہٹ میں گھوم گیا۔ وہ روک کر لیا چلائی گھر جس کے ایک ایک میں زندگی نکلا کرے مارنی تھی۔ وہ جوش اور ہڈیا جیت کا کار ہو کر ایک انہونی کے قہاق میں چل نکلا اور فریادیں اٹھانے لگیں جیسا کہ میں نے دیکھا تھا اس کے لیے کوئی نہ تھا۔ وہ دن قیامت منبری کی مثال ہی تھا جب سمندر کے کنارے غم سے ہوش سینہ سے میری طرف دیکھا تھا اور کہا تھا۔ "آپ مجھ سے جڑاں تو نہیں؟"

اس وقت میرا دل میرے سینے میں جھٹ کر سوکھوے ہو گیا تھا۔ میں نے اُسے جیسے جیتا کر میں دماغ میں ہوں۔ لیکن ہم دونوں موت کے راعی بن چکے ہیں اور میں اسے بے پناہ اذیت سے چھلکارا دلانے کے لیے زہر دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اب وہ کسی اپنے گھر کی طرف اور اپنی خستہ حالی کی طرف نہیں لوٹ سکے گا۔

میں نے ہوش میں چلا کر فرزند کی گڑبگڑ کی تھی۔ اس میں درجنوں ٹیکن ترین سرے آتے تھے۔ کئی لوگوں نے مجھے دیکھ کر میں کوئی کر اٹھا نہیں دیکھی تھی۔ نتیجہ میں لوگوں کو میں نے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ان سب کے چہرے اور نام بھی مجھے یاد نہیں تھے کہ سینہ کی موت نے مجھے فیادوں سے ملایا تھا اور سینے پر اس کی جہان کی گھاٹ بٹ کر آتا تھا۔

میں نے شامانے ڈاڑھے گئے تھے۔ جو میں ٹوئیں کی کل میں آئی تھی اور چہرہ پر ہنسنے کے گھر میں اس کو جانی تھی۔ مردوں میں سے زیادہ تو باہر چھوڑ دیوں پچھ جاتے تھے۔ کچھ چہرہ پر ہنسنے کے گھٹے لگ کر دیتے تھے۔ انہوں کا اظہار کرتے تھے۔ میں نے چند عورتوں میں لپٹی لپٹی تا جڑو کھی دیکھا۔ سیاہ اور مٹی کے قہاق میں سے نکلا

کسی کی تلاش سے شروع ہونے والے ڈرامے کا سنسنی خیز کلائمکس.....

انجمن تبار و قساحلی

آدم اور حوا کی دوستی بچے کی سی تھی۔ اسی کی وجہ سے
 چڑے نے بھی مارنے کی طاقت چڑا چھا۔ سناٹے سے ہو کر
 چڑے جو بھرتے بھرتے آئے چڑے کے چاروں کے چڑے
 شانے دو دیکر سے کرانے لیکن غلابہ توخ و دو لوگ اس
 کچھ بھرتے چڑے چڑے خانوں اور دو رات کے
 باٹھ سے آکر بڑے کی طرف آکر دو کتا تھانہ
 کے ساتھ سے کھدوہ دیکھا۔ کتا آکر کھڑی پر چلا گیا
 جنہں علی آکھوں اور جبر سے بھرے ہوٹوں والی ایک
 لڑکی کچھ کھانے کے فرماں اچھا دے رہی تھی اس سے
 پہلے کے چاروں اس سے پوچھا : دو دیکھا کی انداز میں بول
 رہی تھی۔

والے معاملے کی پچھ سمجھ بھی بتائی۔ یہ باتیں تو اب ہر سر
ناکس کو معلوم تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ”مجھے انہی ابھی
چتا چتا چلا ہے کہ دین محمد اپنے گھر والوں کو لے کر لاہور آیا ہوا
ہے۔ شاید کسی جاننے والے کے پاس شادی ہے۔“

میرے اور مولوی جی کے درمیان کافی دیر منگوا ہوئی۔ انہوں نے ان اعتراضوں کا اظہار بھی کیا جو مخالفین کی جانب سے پیدا ہو رہے تھے۔ ان کی مسکراتی شخصیت نے مجھے متاثر کیا۔

”وہیں محمد صاحب اور بچے کہاں ہیں؟“
وہ کتنی سی دیر خاموش رہی پھر دلی آواز میں کہنے لگی۔
”بڑی خاص خبر ہے لیکن اس میں میرا نام آیا تو میں مفت
س ماری جاؤں گی۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔“

**خونریزی اور بربریت کے خلاف
صف اراٹو جوان کی کھلی جنگ
باقی واقعات آئندہ ماہ پڑھیں**

مولوی جی نے میرا شانہ تھپکا اور دعا دے کر بہنوئی
 مسجد کے صحن میں آگئے۔ اسی دوران میں پولیس کی ایک
 موٹار بھی وہاں پہنچی۔ میرے اعزاز کے سبب یہ
 وہی گاڑی تھی جس وقت سے چورسٹ میں ملوث ایک
 شخص یہاں کھڑی رہی تھی۔ بہت بڑے منہ والا ایک
 مسٹر کونرا نے اسے اتار دیا اور اسے کے بارے میں پوچھ
 کچھ کرنے لگا۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”ہوئی گاڑی اس کے لئے ہے؟“

جیسا کہ میں نے بتایا ہے، کراچی میں کاسٹیک سرگزی کے دوران میں، میں نے مجرم فریج کی ایک اور قاتل کے کام سے اپنے کی شافی کائنات جڑا لے گئے۔ جن میں میں نے کارڈ، راولپنڈی، اسلام آباد اور ویسٹ انڈیا کے قریب شامل تھے۔ میں نے رولہ اور رولہ لائنس روڈوں کے گرد اپنے پیسوں والوں کے خصوصی آغاز میں اسٹرٹس میں ڈیرہ لگا چاہا کہ میری تمام دہاں موجود ہو۔ میری سرحد کو ایک کسبے میں رہا، اپنی ایک میں میں نے ایک دوکان میں شری مرنی مرنی کے ساتھ ایک ملکا کاٹنے سے کچھ گروپس کے پیچھے کا مطلب تھا کہ پوری "کریک" ہوئی۔ ایک لحاظ سے میرے اور میری صاحب کے لیے یہی ہوا۔

چوتھی گھنٹے کے اندر ہی میرے اور مولوی صاحب اللہ صاحب کے درمیان اپنائیت اور احترام کا ایک خوشگوار سا تعلق پیدا ہو گیا۔ مولوی جی کا ایک مرید جو مسجد کے قریب ہی رہتا تھا مجھے خستہ حال ہو کر سے فادر کر کے اپنے گھر سے لے گیا اور خاطر داری کی رات کو مولوی جی نے مجھ سے اپنے غم سے میں ملاقات کی۔ وہ مجھے ایک معمولی ڈرائیور سے کہیں زیادہ اہمیت دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔

www/

ایک جاگ جارج کو ایک خوشبو کا احساس ہوا جس کی پاش پاش سے آواز کی تہ سے اور ہر اسے سین کی بات یاد آ کر تھی وہ اسے ایک گھمسان دینے کے بارے میں جو معلومات بھی فراہم کر کے ایک خوشبو کے دکان کی گیس کو اس کی پیش گوئی میں سماں کو چرس بھرے گریٹ میں گیس کی جگہ پر لے گیا۔ اسے سنے ہوئی اور میرا ان کی آواز اور اس کی ٹوکری طرف مائل رہے۔ جارج ان کی آواز سے اٹھ کر اس کو سامنے کے قریب ایک جیس پر وہ دونوں بیٹھے ہادی ہادی گریٹ کے کٹن کپڑے رہتے تھے۔ گریٹ کا ٹائٹل ہادی سے چڑھا ہوا دسے رہا تھا۔ جارج نے اسے اٹھا کر رکھا اور بجار کے جیب میں ٹوکری کو لگا کر وہ بار دکان کی آواز سے پرچہ لے گیا۔

چھوٹوں کو ایک ہی دکان کو تھکا دینے سے آواز دکان سے چلا ہوا آواز کی تہ سے ایک پہلو میں ٹوکری اور دوسری تہ میں ٹوکری افکار کے دیکھا اور سے ساتھ بولا۔ "واہ... مسٹر روٹاج کل یہاں کا کر رہے ہیں؟"

"ہاں... (روٹاج نے ہونٹ سیکنے کوئے جواب دیا۔) "جیسی کوئی اور اس سے؟"

”اوہ۔۔۔ آپ کا نام؟“

”جارج کینیڈی۔۔۔ میں ایک تحقیقاتی ادارے کا انسپکٹر ہوں۔“

لوئی نے انکرام پر غیجر کو جارج کی آمد سے مطلع کیا اور پھر اسے استاد پر جارج سے مخاطب ہوئی۔ ”آپ کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں؟“

غیجر معمولی اور غیر متوجہ ہاتھ پر جارج کی بھوسہ تان جا کر کہا: ”میرے پاس تو کئی ایسی باتیں ہیں جو بے غیجر نہ رہیں۔۔۔“

نے لڑکی سے کہا۔ ”بے غیجر کہہ کر یہ باتیں ہاتھ نہ کرنے کی ہوتی تو میں سن کر ہی کہہ لیتا۔“

لوئی نے انکرام پر جارج کی بات و دہرائی پر غیجر کی بات سے غافل ہو کر کہا: ”اوس وقت میں میرے مصروف ہیں آپ کو اس سے نامزدی ہے تو ڈاکٹر پر چلے جائیں۔ دوپہا چار بج رہا ہے غیجر آپ کو ملو اس کے۔“

جارج کی پیشانی پر غلج پڑے اسے درد ملا۔ اس کا آفس کیل سے تھکا ہوا سر تھک رہا تھا۔

لوئی نے کھلی ہاتھ جارج کی غور سے دیکھا اور سگراتے ہوئے کہنے لگی: ”آپ شاید کبھی مرتد بنائے ہیں اس لیے میں جانتے کہ جارج کی بات سے ڈالوں کو اپنے بغیر جانے کو نہیں چاہتا کرنا۔“

”مگر کون؟“ جارج نے قہقہے سے ہنسا۔

”صاف نہیں جانتا، یہ اور دھڑک رہا ہے۔ وہ دوتا ہو کرے اسے والے اسے کوئی تصادم نہ پہنچاں گے۔“

جارج نے ہنس لڑکی کے چہرے پر کھوسنے لگا۔ اس نے ہنس لڑکی پر گھر لپی: ”دور سامنے سے منہ جائیے، لوگ دکھ اور اصرار سے ہوسے گا۔“

لوئی نے دیکھا: ”وہ کچھ لوگ کھڑکی کی طرف آ رہے تھے۔ وہ ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہم میں غریب استہمالی اونچے سروں میں بیٹھ رہا تھا اور رخص کرنے والے جوڑے بڑی تیزی سے ڈاکٹر کے تھے۔ ہوشیار کچھ غور میں تھک رہی تھیں اس کے ساتھ ہوشیار کی شلٹ بھی تھی۔ دیکھ کر ایک کھڑکی پر جارج نے اپنی گرفت ایک دم کھینچ کر ڈاکٹر کے ہال کو کچھ غاسوٹی نے اپنی گرفت میں لے لیا۔“

”مگر کرنے والے کچھ بڑے لکھنے والے ہو گئے، کچھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے رنگ کی طرف بڑھے، کچھ ہاتھ کی طرف چلے گئے اور چھ ایک موڈافائنین کے سامنے نشتر تو برجم گئے۔“

ایسے دو گروہ ہو چلی جس کا علم ہر ہر ٹونٹ روم میں ہوا کرتے ہیں اور ان میں ٹونٹ پیپر اور دفائی کے لیے آج کے دانی اشیا رکھی جاتی ہیں۔ چارج نے اس کا پتہ کھولا۔ لیکن وہ کسی شہرہ دار ٹونٹ رک رک کر فز پر آ رہے۔ لیکن وہ کسی کی اس کے آواز تھا۔ اس کے لیے یہ نامہ دیا کہ ایک چھوٹا سا ٹکٹ لال لال جواں ہے جس میں لپٹا ہوا ہے۔ چارج نے کاغذ ہٹا کر ایک ٹکٹ لے لیا۔ دو ٹکٹا اور چھوٹے ٹکٹ لے لیا۔ "یہ کیا ہے، مجھے دکھاؤ۔" "یہ سب کام جو لوان، کوئی چیز تم سے اچھی نہیں ہے۔" "یہاں چارج نے کاغذ اور دو ٹکٹ لے لیا۔ ایک ٹکٹ روم میں طرف چل دیے۔

اس دوران جان کے ادنیٰ فی کو اس کے گھر سے
 لے آئے تھے۔ دو ہی دن بعد وہیں ایک گھر پر پہنچی
 تھی۔ ہم اور دو لڑکے جھٹکواں لگاؤ کی گھسیں۔ دو گھر وہیں
 جو تھے اور تینوں کے علاوہ وہیں ایک۔ حضور پائیس
 لے آئیں گھر سے لے کر گھر سے تھے۔ جب جان اور
 مراد وہاں سے تو جان نے فی کو دیکھتے ہی کہا: "تو یہ
 جہنم کی جنم کا حضور ہے مجھڑا ہوا تھا اور حضور کو لاش
 سے نہ سن سکتا۔ پہلے ابراہیم کی تھی۔"
 "مگر میں اس حرافہ کو نہیں کیا۔" فی نے چلائی۔
 "یہ کام ہے بڑا شیطانی اور مومن کو رکھتے ہیں۔"
 "جو اس بے فکر ہو۔" جان سے ارے کی کو بھی
 رہے تھے۔ "ہم بچپن سے ہوئے بولا۔ اس بے حرافہ نے
 نہ سے کہا۔"

نال بھی دراز سے باہر نکلے جو خارج ایک دم پیچھے ہٹ کر دیوار سے چبک گیا۔ اسی لمحے سستانی ہوئی گوئی دروازے کی چوکت سے گھمرا کر پھر کی طرف فرختی ہو کر نکلے گی۔

گوئی کی آواز پر عمارت کے مختلف حصوں میں پہلے ہوئے باغی وہاں آئے اور گولیوں کا تارار ہونے لگا۔

جارج نے جان سے کہا: "میں شیطان کا ایک پوتل تو میں نہیں دیکھا ہوں کہ اس کا کیا معلوم ہوتا ہے کہ اس فیضیت کے پاس دروازہ پوتل کی موجود تھا۔"

[illegible]

جس نے کہا۔ "جس سارے سے بڑا آدمی دو ایک درم میں بیٹے لے جائے۔"

"اور میں؟" جان نے پوچھا۔

"میں گھڑی دے جاؤں گا۔ وہاں رہیں گے۔" جارج نے جواب دیا۔ جب سارنٹ اسے اپنی سیڑھی میں اور دو انوکھے کمرے چلے گئے تو جان نے کہا کہ اس نے دو آٹھ میں بیٹے کو تو بے دروازہ دو ایک درم میں بیٹا تھا۔ اسی نے بیٹے کو تو بے نوٹ دو ایک درم کا ٹکڑا تو بھروسہ نہ کیا۔ جان نے کہا کہ اس نے بیٹے کو تو بے درم کے ہونے کی خبر سے اس کے پاس لے گیا۔

جان جب اس کی حرکات کا مشاہدہ کرتا رہا۔ جارج نے کہہ دیا کہ اس کا حال اور وہ کچھ نہیں سمجھتا۔ جان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کا سر اٹھا کر اس کے کمرے میں لے گیا۔ وہاں اس نے کہا کہ اس کے کمرے میں دو ایک درم اور اس پر آٹھ سو ایک سو ایک درم کے نوٹ ہیں۔ جارج نے کہا کہ اس کے کمرے میں نوٹ ہیں۔ جان نے کہا کہ اس کے کمرے میں نوٹ ہیں۔ جان نے کہا کہ اس کے کمرے میں نوٹ ہیں۔

ہمسایوں کے ہونٹوں پر ہرچہرہ پر مسکراہٹ ابھرا آئی۔ اسے جیسے میں جان کا تائب ہالہ دم سے ادھر آتا ہوں جہاں کونکرانے کو دیکھ کر بولا۔ ”کیا کیا لیلیٰ ہو گیا ہے؟“

”اگر میں تمہیں بتا دوں کہ کب اور دروازہ ابھی تک عمارت میں موجود ہیں تو تم کیا کہو گے، سارا جنٹ؟“ ہارج نے پوچھا۔

”آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے جناب۔“ سارا جنت بولا۔ ”میں نے اور میرے آدمیوں نے عمارت کا چٹا چٹا جھان لیا ہے مگر وہ دونوں کھس گئے۔“

”اب کیا بحث ہو رہی ہے۔“ جان نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

ساراجت نے جارج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ کیسے ہمارے دور در دو انوسا علمارت میں چھپے ہوئے ہیں؟ جارج نے ہر جگہ پر ایک لیٹن کران کیا۔“

”اگر جارج نے ہر جگہ پر ایک لیٹن کران کیا ہوگا۔ یہ فیئر جارج کے کوئی بات نہیں کرنا۔“

”یہ کہہ کر وہ جارج نے غائب ہوا۔“

”کیا تم نے نہیں سمجھا ہے؟ دیکھنا ہے؟“

”جی ہاں! وہاں کھینچے جانے کی ہوں کہ وہ دو انوسا کمال چھپے ہوئے ہوں گے۔“ جارج نے جواب دیا۔

”میں خود ہر ایک لیٹن کران میں ایک جگہ لکھی ہوئی ہے۔“

”جہاں وہ حضرات اور انوسا والے لیٹن کران کیا کرتے اور وہ کہہ ہوتی ہے لیٹن کران۔“

[illegible]

جارج، چنان اور سارا جنٹ لیز نے ٹوئٹ کی طرف
 دھے۔ جارج نے دروازہ کھولا مگر اندر جانے کے بجائے
 بیٹھ گیا۔ کہہ رہا تھا بلڈ بولا۔ "ہم اور دو اور اعلیٰ قسم ہو گیا۔"
 بے شرافت سے اپنا جاؤ۔ "چندے کے کوئی جواب نہ
 دیا۔ پھر آخری ٹوئٹ کے کہیں کا دروازہ دے دیا سب کا اور اس
 کی روز سے ایک آنکھ جھانکی دکھائی دی۔ ساتھ ہی ہتھول کی

ہوئی، دوسرے ہی دن دروازہ کھلا اور قاتل جیم ڈیمن نے
باہر نکل گیا۔ اسے شناخت کرنے کی حسرت جارج کے دل
میں برپا رہی۔ جارج نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کر دی۔
اس کا ہجر کمرہ کھلا۔ اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا۔
میرے سامنے غائب ثابت ہوا۔ وہ اپنی کھال کے ساتھ
آگے دیکھا کہ جو کرسی اس نے کھانسی کی اس کے کتے میں
ایک جاقو بیٹھ ہے۔ اس کی کتے میں جاقو بے پروا ہو گیا۔
اودھو بیٹھ جاقو اسے ہلکے سے پیچھے سے پکڑ کر کہا
”میرے پیچھے سے پکڑ کر چل جاؤ گے۔“
جھوٹی ہنسی بغیر ہنسی کے۔ جاقو احتیاط سے جب میں
ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
دروازہ کھولنے ہی اس کی کہہ مفید کہ واسے کہ
تھیں اودیوں پر پڑی جو کھڑکی لائٹ سے چاہے ہے۔
جارج نے جلدی سے بڑھ کر کہا۔ ”کے کھا جاتا
ڈرا۔“ کھر جان سے قصاب ہوا جو ان کے پیچھے پیچھے آ رہا
قصاب۔ ”کھا کے کھڑکی اٹھیں گے لائٹ سے۔“
جارج کے ہاتھ سے ٹیکل کی گرجا دیو بل اٹھا۔ ”آپ
کا کھانا ہے میرے پیچھے سے کھا لیں۔“

”تم برا مان گئے شاید۔“ جبار نے کہا۔ ”میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ غالباً مجھے نگرہ پرنٹ کارڈ کی ضرورت پڑے گی۔“

”یہ تو بعد کی بات ہے، پہلے یہ بتاؤ تمہیں جم کے دفتر سے کچھ ملتا؟“ جان نے پوچھا۔

[illegible]

جاسوسی ڈائجسٹ ﴿148﴾ جنوری 2018ء

لمحوں کا کھیل

سے کہا کہ میرا کچھ ہوتا ہے تو تم نے سوچا کہ اس کی لاش دوان پہ لٹے ہو تو انٹ میں آیا تو اس نے گلا کی لاش دوان پہ پڑ کر دیکھی۔ اس نے سوچا لاش کی وجہ سے وہاں جھنگاٹ ہے گا اور اس کے لیے چھینے کی جگہ بھی نہیں رہے گی۔ اس لیے اس نے لاش اٹھائی، درہا جی دوروازہ کھولا اور اسے تن میں لے کر لاش کو مڑا کر دیا۔ پھر انٹ دم کے آخری کین میں چھپ گیا۔ میرا خیال ہے کہ آدھے وقت میں چھپنے کے لیے یہ ہنگامہ دروازہ کھولنے سے بتائی ہوگی۔

ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم نے بے ساختہ اس کی تائید کی۔

جارج نے اس کی طرف رخ دینے کے بجائے بات جاری رکھی۔ "تو جاب اب رو جاتا ہے یہ سوال کرو لیتا کون ہے؟"

"ہاں میں یہی جانتا ہوں اور پورے نوٹ کے ساتھ کل دوائی اس نے کیا ہے۔" جان نے ہنس دیا۔

بات ایک لی۔

"ڈراما سے کام لو جان۔ تم پچیس سالوں اور ہم سراسر سالوں کی حقیقت میں بڑا فرق ہے۔ ہم نے مقررہ اصول کی بنیاد پر حقائق سے دور ہونا سیکھ لیا۔ دیکھو، میں اس وقت سے ہم کے ساتھ ہیں۔

میرا خیال ہے کہ تم نے ہم سے کچھ سیکھنا چاہتا ہو۔

"ہاں۔" جان نے تائید کی۔

"اس وقت میرا خیال تھا کہ گلا اسی دروازے سے کین کو روکا جائے گا۔ بے گلا دینا ہے اچھا نام گلا رکھا گیا ہے۔ لیکن جب میں نے میرا دیکھا تو اس میں دیکھا کا نام موجود تھا۔"

"ڈراما ایک منہ۔" جان بولا اور میرا دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس میں تو گلا کا نام ہی موجود ہے۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اور دیکھا بھی جانتی ہے اور یہی وہ بنیادی انکشاف ہے جس نے مجھے بتایا کہ دیکھا کون ہے۔"

"اب بتائی دو کہ دیکھا کون ہے؟" جان نے بے تابی سے پوچھا۔

"بہن،" جارج نے ڈرامائی لہجے میں کہا تو بہن ایک دم اچھکری ہوئی اور چلائی۔ "تم جھوٹے ہو۔"

"میرے پاس ایک کھڑکی کی تخت موجود ہے، بہن، وہ چاقو جس سے تم نے گلا کو ہلاک کیا، ایگزاسٹریس پلاسٹک کی چٹیل میں ڈال کر ایک طرف رکھا تھا، جب میں نے جان

باجر کرتان میں جیسے خاموش تھی۔ اس صحنہ اپنے بچہ دم کی کمر کی میں بیٹھی سہان ادا کیے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وہاں دور دور تک کی نظر نہیں رہا تھا۔ وہ سارا جوں کی توٹی میں اسے سڑاؤ دے گا اس ہانے کے کو بچے آتے تھے۔ وہ بھی کالی رو پہلے جا چکے تھے۔ اس عمارت کے رے دالوں کو ان سیاہی کی آمد کا گواہ رہتی اور وہ کہتے "وہ میں ایسے دیکھتے

بہرو بیا بمال رستی

منروہوں نہایت سفاک ہوئی ہیں۔... جو ایسا ہے بس کر دیتی ہیں کہ انسان وہ کچھ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے... جس کے بارے میں عام حالات میں سوچ بھی نہیں سکتا... رشتوں کے ٹوٹنے سے جتن لہنے والے حوادث کا عہدہ افرامہ جاز...

ہمیں اڑکا دکھانا چاہئے والے مغرب پرستوں کا ایک اور روپ.....



تین سرخوش کی لپٹن اس نے خون نہیں اٹھایا۔
 "نہیں، میں نے کہہ دیا کہ وہ سرخوش اپنے کسی عزیز سے ملنے
 یا کچھ خریداری کرنے بیٹھے ہیں۔"
 ان میں سے سرخوش ہاتھ بولے۔ "اس کو کافی عزیز
 رشتے دار نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی گھر سے اہر چلا ہے۔ اس
 کے علاوہ ایک بات اور ہے۔" اس نے اپنی آواز بھٹی کر لی
 جیسے ڈر رہی ہو کہ کہیں کوئی نہ دے۔ "مگر شب کوئی اس
 کے گھر میں داخل ہوا تھا۔"
 "تو یہ کونسا معلوم ہوا؟"

"میں نے کوئی کے پاس پہنچی ہوئی تھی جب میں نے
 دیکھا۔"

"نرس نے پوچھی ہے کہ چھا۔" پھر کیا ہوا؟
 "عجب بات ہے کہ میرے کوئی کے گھر میں اہر اچھا ہوا
 اچھی کے علاوہ جانے کے بعد کسی کوئی نہیں ہوئی۔"
 "یہی تو وہ کہانی کہ ایک مہمان تھا جو اہر سے نہیں آیا۔
 جہیں پہنچے کہ وہ کوئی مریا تھا۔"

"نہیں، میں نے نہیں کہہ سکتی لیکن جو کوئی بھی تھا
 تھی، اسے وہاں آئے نہیں دیکھا۔"
 "کیا قاتل ہر مکان کی گھرائی کر رہی تھی؟"

"نہیں، میں کبھی پر چھپے ہوئی سوئی کی پھریری
 آٹھو تھیں اس کی اور میں سرخوش چلا گیا۔"
 "نہیں، ایسی بات کہنا چاہیے تھا۔"

"پھر میں نے آج صبح سے تین سرخوش کی لپٹن اس
 نے کوئی جواب نہیں دیا۔" اس کی آنکھوں میں خوف جھلک رہا
 تھا۔ "مجھے ڈر ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ ہو گیا ہو۔"
 "کیا ہو سکتا ہے یہاں رہنے والی عورتیں بالکل محفوظ
 ہیں۔"

"کیا تم اس کے گھر جا کر نہیں دیکھ سکتی؟"
 "خود کو یہی نہیں چلی جاسکتی؟" جیت اس معاملے
 میں نہیں چلی جاسکتی کیونکہ رتی اس کی سرخوش کی لپٹن اس
 اس دن میں کسی رخصتوں کو دیکھتا تھا اس کے پاس کسی اور
 دیکھنے کے لیے وقت نہیں تھا۔

"کیا تم اپنی بہن سے نہیں تم چلی جاؤ بیٹو؟"
 "مجھ سے نہیں تم چلو ہو تو میں چلی ہوں۔ شاید اس
 طرح جیسے اطمینان نہ جائے۔"

"جیت نے رتی کے دروازے کی کھینچ بھائی لیکن کوئی
 جواب نہیں آیا۔" دوسری اور تیسری بار بھی وہاں دو دایں
 جانے کے لیے دھڑکیاں مریاں سے اپنا ارادہ بدل دیا اور

آدم و حوا پر نظر کر رہی تھی۔

لمحہ کے لیے اس کی دل میں حسد کے جذبات پیدا
 ہوئے۔ "میں تو رتی سے عرصہ ہوا اس سے ملنا چھوڑ دیا تھا
 لیکن بدلتے ہوئے گھر میں اس کا استعمال کر رہی تھی۔ اس
 جانتی کہ کسی انفرادی شخصیت کو رتی سے ملنا چھوڑ دیا تھا
 جس کی سرخوش کی لپٹن اس نے اپنے لیے اپنا نہیں کیا تھا
 سکتا اس کی شادی نہیں ہوئی اور ایک بھائی کے سوا اس کا
 کوئی نہیں تھا۔ اب وہ بھی نہیں تھا۔" اس کی کھینچ نہیں آ رہا
 تھا کہ اسے والا کوئی نہ ہو سکتا ہے۔

رتی کے مکان میں بدستور اہر تھا۔ اس نے فیصلہ
 کیا کہ وہ اپنی مہمان کے جانے تک کوئی نہیں بیٹھی رہے
 اس سے اسے خوشی ملی کہ وہ رتی کی لپٹن میں اس کی سلاطین
 اہر ہے۔ اس نے خوشی کے ساتھ رتی کے گھر کو آ کر اس کے
 دروازے پر کھڑا ہوا۔ رات کے گھر میں اس کے
 اپنی نظر میں رتی کے دروازے پر جہاز کی لپٹن اس سے وہاں
 بگھڑائی ہو رہی تھی۔

جیت شہزادہ نے اپنی بائیک کال لگا کر ایک اور بائیک
 کیلٹ کی طرف بھیجی۔ وہ دھڑلے سے پہنچا کہ ایک کلاں
 گھر کو آ کر اس کے چھین میں دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔
 ہفتے کے دوسرے دن میں وہ دوسرے علاقوں میں اپنے
 فرائض انجام دیتی آج اسے آئے ہیں کہ وہ کوئی بھی اس
 نے اس کے دروازے پر کھینچ بھائی۔ اسے سلاطین سے اس
 جہاز میں دور دراز سے پہنچے میں مشکل ہو رہی تھی۔ اسے
 دروازہ کھولنے میں چھوڑ دیا۔

"جیت نے اپنی کلاں کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "سوا
 آٹھ بجے ہیں۔ مجھے یاد رہے کہ میں نہیں ہوتی۔"
 "نہیں۔" اس کی مریا کی شکل سے لوگ دم
 بک چکے تھے۔ اسے پہلے سے پہلے سے زیادہ مشکل پیش آ رہی
 تھی۔

"کیا ہوا؟ کیا تم کوئی چیز؟"
 "نہیں، میں ٹھیک ہوں لیکن رتی۔ تم رتی کو جانتی
 ہوتی۔ وہ سامنے والے گھر میں رہتی ہے۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔"

"نہیں، میں ٹھیک ہوں لیکن رتی۔ تم رتی کو جانتی
 ہوتی۔ وہ سامنے والے گھر میں رہتی ہے۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔"

"جیت اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔
 "تم اپنی ساسی دوست کو پھر مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا؟"
 "جیت نے اسے کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔ آج صبح
 میں نے رتی کو کوئی لپٹن اس کے جواب نہیں دیا۔ میں نے

شریات میں دھتے کے دوران وہ ایک کانٹہ پر قابض کی
 شناخت کے بارے میں اپنے انداز سے گھبراہٹ کر لی۔ لیکن اس
 رات وہ اندازہ لگا چکے تھے۔ وہ اس طرح ایک بائیک پر
 دوڑے گا کہ کچھ کر سکتی ہے۔ ڈیڑھ سال پہلے وہ اور رتی اچھے
 چنگر پر تھے۔ رتی کے گھر میں اس کے لیے ایک محل بن
 گیا تھا کہ اس میں سے کوئی بچہ کی نشاں کرتا ہے۔ اس
 باغیچہ میں جاتی اور رتی خوش دلی سے اپنی گھٹت پر
 بڑبڑاتے تھے۔

وہ بہت اچھے تھے جب وہ اور رتی اپنا بیٹھو وقت
 ایک ساتھ کر رہی تھیں۔ وہ شام کو ایک دوسرے کے گھر پہنچ
 جاتیں۔ ایک ساتھ جاتے تھے اور وہ ایک ایک گھر کی
 رتیں۔ اس کی نجان تھی کہ اس کی بھیلی بھائی کی موت کے
 بعد وہاں ایک نیا گھر بن گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے
 بھائی کی عمر میں زیادہ فرق نہیں تھا لیکن اس میں کچھ نہیں
 تھا۔ بھائی کی موت کے بعد اس کے گھر میں وہ ایک بھائی کی
 جوتی اور اس کے رتیں سر کی ٹم چلا گیا تو کسی سالوں تک اس
 کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس کے درمیان رابطہ قائم رہا۔

وہ اب اپنی موت سے کچھ عرصہ قبل وہ پانچواں دایں آ گیا۔
 لیکن اس کی موت کی خبر سے اس کے بعد ہی نے دینا سے منہ موڑ
 لیا اور کوئی نہیں ہوئی۔

اس نے فطرتی سانس پھری اور شہر سے ہونے گرم
 دروازہ کا آخری گھونٹ لیا جو وہ ہمیشہ کوسوں سے پہنچتی
 تھی کیونکہ اسے دروازہ اس کے گھر سے نہیں ملتا تھا۔
 بیٹھو رتی کی طرف سے شہزادہ کا بھی یہی کہا تھا جو اسے ہفتے
 میں دو بار بیٹھے آئے تھے کہ ایک گلاس دوڑ دینا کہ رتی سے
 بہتر ہے۔

اس کی کوئی فکر اسے باہر کی اور نہ کہ رتی ان دو گھی
 کوئی بھی رتی کے مکان میں داخل ہوا تو اس کے لیے تمام
 رتیں بند ہیں۔ ضرورت ہے اس کی مرکزی کرسی پر کچھ کام
 کی۔ وہ اپنی اپنی جگہ سے جرات کے وقت بھی عمارت میں
 داخل ہو سکتا ہے لیکن وہ یہ شناخت نہ کر کے نہ والا کوئی مراد
 ہے یا عورت۔ حالانکہ رتی کے دروازے کے باہر کچھ پر
 لپک بگھڑائی لیکن اس کا لپک کی لپٹن سے قربت کا احساس
 تک نہیں ملتا تھا۔ اس کی لپٹن اس کے لیے کھلی تھا کہ وہ اس کے
 تمام گھر کو دیکھ سکتی تھی۔ اس کی لپٹن اس کے لیے کھلی تھا کہ وہ اس کے
 اس وقت رتی کی کسی اور دوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی لپٹن اس کے لیے کھلی تھا کہ وہ اس کے
 ایک طرح سے معلوم کیونکہ وہ رتی اپنی بھیلی سے کوئی لپٹن

ہیں جیسے ہم چڑا گھر کے جانور ہوں۔ لیکن ان سلاطین کو
 رتی ان کی لپٹن میں۔ لیکن ہونے والی بیٹھو عمارت سلاطین
 کی تو جہاز کوئی اور اس سے ایک بات ثابت تھی۔
 جو وہی سرخوش کی لپٹن ہونے والی بیٹھو عمارت
 راہبر گھر کی شناخت تھی اور اس میں رہنے والی بیٹھو
 کھاتی تھیں۔ اسے اب وہ اور تیسری بار شہزادہ کوئی عورتوں
 کی ملاقات میں نہیں کر دیا گیا تھا جس کا انتظام ایک پورڈ
 آف رتیں کر رہا تھا۔ اس کے بعد سے بہت سے دایں یہاں
 رہنا چاہتے تھے لیکن مکانات کی تعداد دوسری بار کا انتخاب
 طریقہ کار کی انتہائی پیچیدہ تھا۔ اس لیے تین گھنٹوں کو یہاں
 رہنا نہیں جاتی اپنی خوش قسمت سمجھا جاتا تھا۔

دوسری عورتوں کے برعکس اپنی سلاطین کی آمد کو پسند
 کرتی تھی۔ اس کے خیال میں یہ جگہ اپنی ایک چڑا گھر کے
 ان کی لپٹن ان عورتوں میں نہیں جس طرح وہاں کے رہا تھے۔
 لیکن اسے اب رتی سے چڑا گھر میں جو کچھ کھانا کھا
 چوتھی گھنٹہ پہنچا۔ اس کے منتظر کر رہا تھا۔ لیکن وہ دوسری منزل
 کی کوئی بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک اور واقعہ رہا
 ہو جائے جو اس کے لیے دھچکا کا باعث ہو۔ وہ اپنے
 دروازوں کو آتے جاتے دھکیلا ہوں سے دیکھا کہ کوئی لپٹن
 کس کے پاس جا رہا ہے۔ وہاں تھی وہ پھر۔ انہوں نے کیا

لپٹن لیکن کھانا دیکھ دیکھ رہا۔
 "تم واقعی بہت مصروف رہتی ہو۔" رتی کا لگنے
 ایک سرخوش یا پھر کوئی لپٹن۔ یہاں وہ لوگوں کی بات سے جب اس
 کے درمیان بات چیت نہیں ہوتی تھی۔ رتی اس کی
 بہتر دوست ہو کر لیکن لیکن اہل کار ہونے پہنچتی
 کی وقت کے بعد اس نے دینا سے تاثر لایا تھا۔ وہ گھر میں
 گھر ہو کر تھی۔ ہفتے میں ایک بار ضرورت کا سامنا سلاطین
 اور ان کو اپنے گھر سے اس کا سایہ نظر آتا ہے وہ سامان
 وصول کرنے کے لیے، ان کو بھائی کی موت کے اس کی رت
 تک کو کھل دیا تھا اور اس نے تمام پڑی عورتوں سے اپنے
 تعلقات ختم کر لیے تھے۔ اس کو اپنی اس دوست سے خرم
 ہونے کا بہت کچھ تھا لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

اس شام اس نے لپٹن اپنا پڑا پڑا پیچیدہ پروگرام
 دیکھا۔ یہ ایک بڑا کھانا سراسر سیریز تھی۔ اس میں
 کھانا جانے والا علاقہ خوب صورت، پرانے اور دوستانہ
 تھا۔ اس نے دل سے سوچا کہ وہاں رہنے کی اتنا ضرورت ہے
 گا۔ اس کے کوراج میں لے کے واقعات بھی ہوتے لیکن وہ
 ذہین سراسر سالوں کی بدلتی بچہ پڑے جاتے۔

اس نے آواز پئی کرتے ہوئے کہا۔ ”رہی کار کار مر ت نہیں مروقتا۔“

رومیک پر اس اطلاع کا غیر معمولی اثر ہوا۔ اس کا سر ہلچل پڑا۔ اس نے اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن وہ ابھی کسی میں گر گیا۔

☆☆☆☆

”اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ لاش رہی کی نہیں تو وہ خود کھال ہے۔ زندہ ہے یا مرنے کی عمر کی ہے تو اسے کہیں نہ لگے، دن کیا گیا ہو گا۔ میں اسے سڑاؤ لگے کہ قبرستانوں میں لاش کر کے ملو کر ہاؤس۔“ اسٹیفورڈ نے بیکر سے کہا۔

”بٹر ٹیکاسے چلا آیا نہ کیا ہو۔“

”عجب ہے۔ تم خوشحال گناہ کی دیکھ کر کہیں گے۔“

”جیت ٹیلڈرز کے بارے میں کیا خیال ہے؟“ بیکر نے کہا۔

”ہم اسے ایسا کہیں سے الگ نہیں کر سکتے لیکن مجھے یقین نہیں کہ وہ ایسا کر سکتی ہے۔“

”اوررومیک؟ گوکر میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا۔“

”تم روزانی میں اس کے گھر والوں پر چبک کر دو۔“

”میں نے اس کے عجیب سے چہرے پر گھڑی کی شام دیکھی تھیں لیکن اس کی طبیعت عجب ٹھیک کی۔ دو رات کا کھانا کھا کر جسے یوں نے چائیا اور کچھ دھاڑا پھر دیر سے آیا۔ اس وقت بھی اس کا چہرہ درد تھا۔“

”گھر اس نے فریون سے سڑا کر ہے تو OV چپ کارڈ سے اس کی نقل و حرکت پتہ چل جائے گا۔“

OV چپ کارڈ کا نظام 2011ء میں رائج ہوا اور 2014ء میں نکل رہی روڈ نیٹ ورک نے اسے اپنا لیا۔ اس نظام میں سائبر ایک دفعہ ڈی ڈال کر بسوں، فراموں اور فریون کے ذریعے سفر کرتے تھے اور ان کا پتہ خود کار طریقے سے منہا ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ کارڈ رکھنے والے کو ملوٹرم ہا جا تا کہ اس کے کارڈ میں کوئی کمی ہے۔

فرانس ٹیک سسٹم کا دفتر اسٹروڈم کے جنوب مشرق میں تھیں لیکن اس کے قائلے پر تھا۔ آجس وہاں ایک چھتے میں ایک کھانا لگانے جیسے ایسڈوں نے متعلقہ فرما کے شاخ کارڈ دکھائے تو اس نے پندرہ منٹ میں ملوٹرم ہا ڈی ایم کر دی۔

گھریٹ رومیک مولڈن کے ملاتے میں ایک چہرہ دار مائز کیس پر دیکھا تھا۔ جسے اس نے کبھی کی آواز سن کر روزانہ ملوٹرم ہا اپنے سامنے ان دونوں سراغ رسالوں کو دیکھ کر جمان دیا۔

”میں اس وقت مصروف ہوں۔“ اس نے عرض کیے

”میں کہا۔“ اور میرے پاس تھما لیے اسے وقت نہیں ہے کیا تم کل دفتر میں آئے گے؟“

”میں ہوتا بھگت دلا جاتا ہے۔“ کسی کے پاس وقت رومیک نے اسے ادا ادا عازم نہیں کہا۔ ”میں عام طور پر مگر میرے کام میں کتنا مگر آتا۔“

”ابھی صبح کے کچھ بہت زیادہ کام کرنا پڑا ہے۔“ بیکر نے اس کی بات کاتے ہوئے کہا۔ ”رہی کار مکان خالی کر دیا کہ اسے اس کے سین کے لیے تیار کر دے۔“

”اس قسم کی جگہ کہا ہے ہو۔“

”اور اس کے گھر کے سامنے والی اسٹریٹ لائٹس کب ٹھیک ہوگی۔ اس کا بلب تبدیل کرنے میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لگتا ہے۔“

”ہاں، میں جانتا ہوں۔“

”مگر تم جیسے پختے اس پر توجہ کیوں نہیں دیتی جب اس نے اس کی شکایت کی تھی؟“

”میں سب سے پہلی کوئی شکایت نہ کرتی رہی ہے۔“

”تم نے آج آج پتا کیا کہ یہ کی شب روزانی میں تھے؟“

”اس پر سوچ لے۔ تم میرے بھائی سے پوچھتے ہو۔“

”ہم پوچھ چکے ہیں۔“ اسٹیفورڈ نے دھڑکتے ہوئے کہا۔ ”کرپل کے ذریعے گئے اور تم نے اپنا چپ کارڈ استعمال کیا۔“

”کیوں؟“

”کیوں اسے دیکھ سکتا ہوں؟“

”روسل مجھے دوتا ہے لے جا ہے۔“

”مجھے جا رہا ہے۔“ رومیک نے اعتراض کیا۔ ”میں اسے روزانہ استعمال کرتا ہوں۔“

”میں اسے ایک عارضی کارڈ خرید لیا۔ تم جہاں کارڈ چپک کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ کس لیے لے لے والی ملوٹرم درست ہیں۔“

رومیک جہاں ہوتا ہے وہ بولا۔ ”کبھی ملوٹرم؟“

”بہت سے سائبر اس بارے میں نہیں جانتے۔“

اسٹیفورڈ نے کہا۔ ”لیکن چپ کارڈ صرف میرے کارڈ پر آتی ہیں رکتا رکھتا ہوں۔“ اسے جانے کا وقت اور گھر کی طرف کھڑا ہوا اور یہی روز کارڈ کے مطابق تھما کہ کارڈ مکمل کی شب نو بج کر تھا وہ منٹ پر روزانی سے اسٹروڈم آئے کے لیے وہ اس

کے بعد رومیک کر بائیں منٹ پر روزانی داکٹس جانے کے لیے استعمال ہوا۔“

”تم جیسے معلوم کر سکتے ہو؟“ رومیک نے بھکاتے ہوئے کہا۔

”میں معلوم بات کر چکے ہیں۔“ بیکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”صرف یہی نہیں بلکہ تم نے اس کارڈ کے ذریعے دیکھ کر فرام میں ٹیرول اسٹیشن سے اسپید تک کا سڑا اور اس کے واپس پانچ گھنٹہ کے ذریعے نصف شب کے قریب اسٹیشن داکٹس آئے۔ اگر فرام کے اسٹاپ سے کہا تو جب تک اسے جانے کا وقت پتہ نہ چل جائے تو نہیں اپنا دھڑا کر دے میں میں منٹ کے۔“

”لیکن میں نے کچھ نہیں کیا۔ وہ میں۔“ بھلے پورا ہونے سے پہلے اسے چکا کا اور وہ بھول کر دھڑا کر گریں

”میں ٹیلڈرز نے کافی باتلی اور ایم این کے لیے سیکشن کی پینٹ لے کر آئی۔“

”تم دونوں نے ہی فون کر کے ہمیں بلایا تھا۔“

اسٹیفورڈ نے اس کا شروع کیا۔ ”کہنا ہمارا خیال ہے کہ سب سے پہلے ہمیں یہ کھانی سالی جائے۔ رہی ہے بیکر درم میں لے لے والی لاش اس کے بھائی پتھر کا کرک کی۔“

”لیکن وہ تو ڈیڑھ سال پہلے مر چکا تھا۔“ جیت نے کہا۔

”نہیں، وہ رہی تھی۔“ اسٹیفورڈ نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ ”جیت پتھر ڈیڑھ سال پہلے اس کے دروازے پر آیا تو میں سال پہلے ہی بھائی کو دیکھ کر اسے شاخ کا لاور دول کا دور پڑے میں مری۔“

”تم جیسے کہہ سکتے ہو کہ اسے دل کا دورہ پڑا تھا؟“

”نہیں نے پوچھا۔“

”میں اس کی لاش لی تھی جسے پلاسٹک میں لپیٹ کر تھانہ کے میں نے ڈن کر دیا تھا۔“ بیکر نے افسر کی خیال سے کہ اسے دل کا دورہ پڑا تھا۔ اس کے جسم پر کسی نشو و نما کے چھاب نہیں پائے گئے۔“

اسٹیفورڈ نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”بیکر ایک سستے سے ہوئی شہر ہوا تھا اور اس کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہیں تھی۔ وہ یہاں میرے کہ رہن کے پاس آیا تھا کہ وہ اسے سستے سے قدم جمانے میں مدد سے کر دے۔ وہ جس میں اس کا خوب صورت مکان دیکھ کر بیکر کے دل میں لایا آ گیا۔“

”لیکن ان مکانوں میں صرف عمر مردہ رہتی ہیں۔“

”بالکل، بیکر نے مکان کی تلافی کی اور اسے کچھ نقد رقم کے علاوہ چاہا۔ اس کی نہیں۔ بیکر وہ بازار جا کر پلاسٹک ایک رول اور ایلے لایا۔ ہو گا حساب کیا اور اسی رات میں کے مکان میں منتقل ہو گیا۔“

”اور اس نے رومینی کار کا بلب دھار لیا۔“ ایم بولی۔

”اسے بھی کرنا تھا۔“ بیکر نے کہا۔ ”بیکر رہی کی چشم اور سوئی کھینچ کر پکڑا تے رہیں۔“

”پھر اسے کسی نے کل کیا کہیں؟“

”ہمیں اسے کھانی ایک کینا سٹروڈم سے اسٹیفورڈ نے کہا۔ ”جیب رہی ہے کہ اس کا بھائی پتھر کر گیا اور گوشہ میں ہوئی تو گھڑی کو کچھ ہوا۔ اس نے اسے طور پر جاسوسی کی اور اس کا کچھ جیڑا بھی رہی کا ہمیں بدل کر بھل کر رہا ہے۔ اس نے اسے بے نقاب کرنے کے مکان سے بے دخل کر کے اور فلا کر کے کے علاوہ دھاڑا کر کے لاش دکھانے لگے کہ ہزارم میں گرفتار کالے کی دھڑکی رہی۔“

”پتھر نے اس کا منہ بند کرنے کے لیے ہم کو اس کے کچھ پتھر کی اور کیمٹ جو مالی مشکلات کا شکار تھا۔ اس پر رضامند ہو گیا۔“

”کی۔“ بیکر وہ اسے ایک سیر کر رہا تھا۔ ”این نے سرگوشی کی۔“

”نہیں نے تانیو میں میں بلایا اور بولا۔“ بیکر نے ہر سنیے رہی کی سوشل بیکر رہی اور نہیں سے حاصل ہونے والی دکانی کے ساتھ دینا شروع کر دی پھر ایک ہفتہ پہلے گھریٹ کے دل میں لاش آیا اور اس نے مزید کم کا ملوٹرم کیا جسے پھر کرنا اس کے میں نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ وہ گھریٹ کی کیمٹ ہو کر آواز لے رہا تھا اس کا کہ اس کی خدمت میں ہو جانے کی۔ اس کے بعد اس کے ساتھ جو ہو گا وہ اسے منتقل کے لیے چارہ ہے۔“

”لیکن اسے بیکر نے بتایا۔“

”بیکر اس کی بھرپور ضرورت کے چاہتا تھا اس نے چٹائی سے بچنے کے لیے اس کے کل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے جاسے ڈوے سے فریون جو کچھ ظاہر کرنے کے لیے روزانی کا سڑا کیا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ چپ کارڈ استعمال کرنے سے اس کی نقل و حرکت رکھنا ہو رہی ہے۔“

”مجھے خود ہی سے کہہ لے اسے پڑا لیا۔“ ایم نے کہا۔

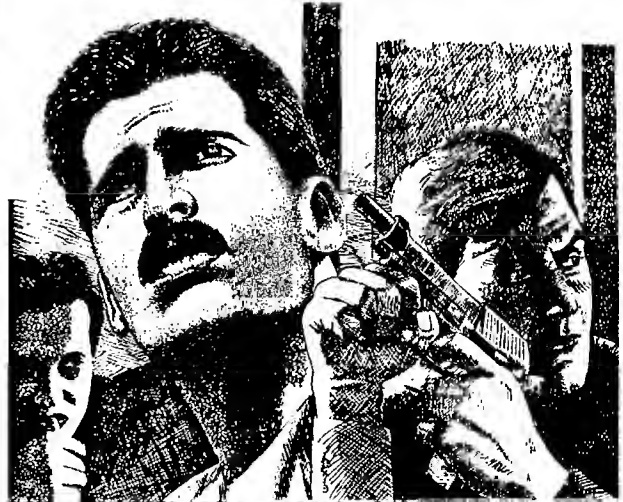
”بیکر خواہ مخواہ ہی دیکھنا نہ ہو۔ کوئی نہ کوئی کی ضرورت کرتا ہے۔“

آوارہ گرد

ڈکسٹر در بھل قسط نمبر: 45

مندیں کلہساں سہنی گاگ، دھرم شالے اور امانتہ آشرم... سب ہی اپنے اپنے عہدے کے مطابق بہت ٹھیک بیٹھے سے بٹاتے جاتے ہیں لیکن جب ہاتھوں کے بند نکلیں بگڑے ذہن والوں کے ہاتھ آتی ہے تو سب کچھ بدل جاتا ہے... محترم پوپ پال نے کلہسا کے نام نہاد راہبوں کو چمپے گھنٹانوں کے الزامات میں نکالا ہے، ان کا ذکر بھی شرمناک ہے مگر یہ پورا ہے... استحصال کی صورت کوئی بھی ہو، قابلِ فطرت ہے... اسے بھی وقت اور حالات کے دھاریے نے ایک ملاحی ادارے کی پناہ میں پہنچا دیا تھا... سنسکرت کا مگر کچھ دن، پھر وہ ہونے لگا جو نہیں ہونا چاہیے تھا... وہ بھی مٹی کا پتلا نہیں تھا جو ان کا شکار ہو جاتا... وہ اپنی چالیں چلتے رہے، یہ اپنی گہات لگا کر ان کو نیچا دکھاتا رہا... یہ کبھی اسی وقت تک رہا جب اس کے بازو نواتا نہ ہو گئے اور پھر اس نے سب کچھ ہی الٹ کر رکھ دیا... اپنی راہ میں آنے والوں کو خاک چٹا کر اس نے دکھا دیا کہ طاقت کے گھمنڈ میں راج کا خواب دیکھنے والوں سے ہرگز... بہت بڑی قوت وہ ہے جو یہ آسرا کھنڈ آئے والوں کو نمرود کے دماغ کا مجھڑ بنا دیتی ہے... ہل ہل رنگ بدلتی، نئے رنگ کی سنسنی خیز اور رنگارنگ داستان جس میں سطر سطر دلچسپی ہے...

تھنیر... ہستی اور ایش میں اہمیت اور بڑھاپہ اور بڑھاپے سلسلہ...



آوارہ گرد

[illegible][illegible]

”اوغ“ کی آواز خارج کر کے جھکا۔

یہ حملہ کرتے ہی میری تمام کارٹی ٹھنڈوں نے سب سے پہلے اس ہارے کے لیے ایک تاجی نے خاص متعدد کے لیے اپنے بچوں پر سائلر چھڑا کر رکھا تھا۔ وہ سب آئے ہارے کو شے کے بچوں کی طرف دھکیلتے کے اعزاز میں نشانہ بنایا تھا کہ میرے بچے نے دوسرے ہارے کے نشانے بنائے۔ یہ بھانپتے ہی اس نے سب کو بولی پلانے کے لیے ایک ایسی کڑی دہن بننے کی کوشش چاہی کہ کبھی سب مغلوب کو اپنے کندھے کی زوردار شکر سپر کے اس پر اچھال چکا تھا۔

[illegible]

خواب شدہ کے باعث میرا سر جھکا ہوا تھا اور میں
سارے کمر کا کیا۔ آٹا کا گھیرے ہاتھ دھریں بہتہ کر دیے گئے۔
میں نے اٹھا کر کھڑا کر دیا کیا اور لائوں اور کوسوں سے ان تینوں
میں تینوں نے اپنے دل کی غریب گھریں نکالی۔ یہاں تک کہ
میں بڑھاپا ہو گیا۔ اس کے بعد مجھ کے سارے بچے کھڑا کیا تو
میں سے قدم اٹھا کر دئے تھے۔ ایسے ہی وقت میں جبکہ میں
اس کے کمرے کے دروازے کے قریب کھڑا تھا، مجھے
میں نے فرس پر پڑا بد نصیب منور کمار کی لاش دکھائی
دی۔

یہ لوگ مجھے باہر لے آئے۔ سامنے سیاہ دین کھڑی تھی۔ اس میں سوار ہونے کے بعد یہ لوگ روانہ ہو گئے۔ مہرات میں ڈھل رہی تھی۔ میری آنکھوں پہ انہوں نے پابند مٹنے کی زحمت کو ادا نہیں کیا تھا۔ شاید اگلے کسے میں ہی یہ تھا یہاں..... کہاں کہاں اور کون کون سی جگہیں پر گزرتے۔ یہاں کا تو ایک ایک چٹا میرے لیے اجنبی تھا۔ یہ طور پر گزرتے اور دیکھے جالے غناؤں اور مقامات کی

”ہم اسے ہلاک کر رکھیں چاہتے تھے، نہ ہی سہیں کسی قسم کا باقی نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ... رکھے ہیں۔“

”کیونکر؟“

”میں نے ان کے پاس سے ہر حملہ کرنے کے لیے توجہ نہ دینے کی ہدایت کی تھی۔ ہر سہری ہمتا کے سامنے اس کے لیے ہر درد کو گولی کی بجائی میں عبور ہوئی۔“

”تو میں نے کہا کہ وہ میرا سہری نہیں تھا۔“

”فیک ہے، مجھ پر بھی اس کی سوت کا انوس نہیں ہوا ہے۔“

”جیسا کہ تم نے کہا تھا، اس کی ہر سحر کر رکھی ہے، یہ سحر کیم ہے، کوئی ہلاک کر رکھا ہے، اس کی کوشش چاہی تو... اسے کیسے اس رعایت کے نام پر اٹھاؤ؟“

میں نے بکھڑا ہوا ہاتھ اٹھا کر اس کے پیچھے حریف پر لپکے

”دروک دیا۔“

”اب دروازے کی طرف اپنا منہ کر کے
 دوٹوں ہاتھ پیچھے مولو۔“ اسی بار دروازے سے ہونے لگے میں
 لاٹھ اور لٹا سے میرا اپنا کیا۔ میرے اعضاء تن گئے تھے۔
 لیکن یہ ان پر حملہ کرنے کے۔۔۔ حملہ فوراً پھر فوراً نہ لگا۔ لیکن
 یہ ان سے نہ پانچوں ملٹری اور نہ ہی کسی دوسری کسی سپہ سالار
 کہ جب میں نے اس کے حکم کی تعمیل میں چلنا شروع کیا
 صرف اپنا منہ مولو تو اس دوران ان کی ٹینکوں کی ”اسٹریٹجک
 پوزیشن“ کا اندازہ دہی لگنے کی جاساں پائی۔ جو میرے
 ہاتھ پر اپنا چکر چکر کرنے کے بار بار اندازہ میں باج ہو رہی
 تھی۔

کیونکہ یہ بیٹیوں اسلمہ بدست تھیں۔ وہ خود ادا میں
منہب ہو گیا تھا۔ ہوں میں اس کے دونوں اسلمہ ہوش
حقیر کے نشانے پر تھا۔ جس وقت میرے دونوں ہاتھوں
کھانکائیوں میں آگنی زنجیروں کے کڑے ڈالے جانے لگے
تک میرے ذہن و راس میں ایمیشن دکھانے کا منصوبہ آچکا
تھا۔

[illegible]

”چپ چاپ اور بغیر کوئی چالاکی دکھانے کی قیام کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہوگا۔“ پہلا والا ہی مجھ سے غائب تھا۔

[illegible]

میں بظاہر ان کا حکم ماننے کے لیے بیٹے سے خاموشی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ میری بائیں ٹانگ کا زخم بہت بہتر تھا۔

”یہاں ایک اور آدمی بھی تھا۔“ میں نے کمرے ہوتے ہوئے مخاطب سے استفسار یہ کیا۔ میری مراد اونٹوں کمار سے تھی۔

”اے غمزدار کیا کیا...“ خطاب نے بڑی سہاقی سے کہا اور میرا دم کھٹے لگے۔ ان خوش بختوں سے اور کیا توقع کی جا سکتی تھی۔ مجھے ”گیت رومی“ کے سوجدی کی یاد تازہ تھی۔ میری عمر اب چالیس تھی۔ چالیس سال کی عمر کے خاتمہ پر ہلوس تھا۔ پتلیں سے چاروں طرف نے رنگ بانی کے لیے تیار کیا تھا۔ پتلیں سے بنائے ہوئے تھا۔ پتلیں پر ڈھبیل منوج کلا جھ سے کیا کیا تینا چاہتا تھا اور اس کے بدلے میری امر یا روانگی کا کبھی اس کے بندہ دوست سرجن کے تھا۔ اب وہ بے پروا ہو چکا تھا۔

قدیر نے ایک بار پھر میری امر یا تیار کیا رواہ کا کٹ والی

”اس بے چارے کا کیا قصور تھا۔ وہ میرا ساتھی تو نہیں تھا۔“ میں نے اسے ایک بار پھر مڑی ٹپ کیا۔

وہ جو کوئی بھی تھا، اس کا چہرہ دکھائی دینے لگا، اس کے سائلر لگے پتول کی سیاہ ٹال پہلے مجھے دکھائی دی تھی، بعد میں اس کا چہرہ..... جو بغیر خاب کے تھا۔
 ”کوئی حرکت کیے بغیر چپ چاپ اٹھ کر بیٹھا جاؤ۔“
 وہ ٹوٹی پھوٹی انکس میں بولا۔

”حرکت کے بلبر کیسے اٹھوں میں؟“ میں نے پوچھا۔
 ہوتی بن کے کہا۔ کیونکہ ابھی میں اس کے بارے میں کچھ
 طے نہیں کر پایا تھا کہ وہ کون سا ہوسکتا ہے۔
 ”چنانچہ اپنے کی ضرورت نہیں۔“ وہ غراہٹ سے
 مشابہ آواز میں بولا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نہایت مختصر انداز
 میں چند قدم پیچھے کوسرک گیا۔ ”جو کر گیا ہے وہ کرو۔۔۔۔۔
 حلوہ“

میں اٹھ کر بیڈ پر پاؤں جھلانے چھوڑا جا چکے تھے
میل سے گزرنے کے بعد میرے دل میں طر پر اٹھانے
آئے تو مجھے اپنی ہانک سے ٹھک کے دل کی گھس گھس
محسوس ہوئی۔ وہ بیڈ پر لیٹ کر آواز دے چکا تھا۔
وہاں اس کے علاوہ کسی اور آواز نہ تھی۔
شاہد یہاں سے کبھی نہیں آئے، اس کے پاس میں کبھی جا ہی رہ
گھوڑی پر تھرا رہی تھی میں نہیں جانتے چو جوتا کا قصہ وہ آخر اڈ کر
ان دونوں آدمیوں کو دیکھ کر کہتا تھا کہ کونسا ہے وہ شخص
خاتونوں کے پیچھے نہ شامسا ہے۔ "مفتی حارث" نے
میری زبان پر اس کی کڑی کش کرنے ان دونوں مذکورہ افراد کو کھٹ
اداکت اور تفتیش۔ مجھ پر پرانگ ایک دیکھا تھا اور میں
خاتون بیچنے سے تھے جبکہ اندر میرے حق سے غصہ کی سانس
میں نہ ہوتی تھی۔

آخری الذکر آدمی سے شامیانی بی بی کی اس حد تک کمی
 کرو کہ جنہم واصل روز بیجان سے کیٹیں میں کاپا کے ساتھ
 آئے ہوئے دو آدمیوں میں سے ایک کا جبکہ دوسرا شامیانی
 آدمی بھی کاپا کو کاٹتا تھا جس سے میری دلچسپی بڑھ چکے مال
 میں ہو چکی تھی۔ اس کے ہمراہ ایک آجیزہ دو الفاظ ہنوز مجھے اذیر
 تے تھے جو اس نے اس وقت مجھ سے انتہائی کمزور آواز میں
 کہے تھے۔ ”تم نے کاپا کو کے آدمی کو کاپا کو کلا کر کے
 ڈی، کلا، کلا“

یہ وہی وقت تھا جب موت کے ہر کاروں کے ایک لیڈر اور کاسپا کو کے ایک اہم آدمی کو میں ہلاک کر چکا تھا۔
 ”کاسپا کو سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہوتی تو میں اسے وزیرِ جان کے پیکس میں ہی ختم کر سکتا تھا۔“
 انہیں بچانے ہی میں نے سمجھ لے میں کہا۔ وہ

گئے۔" میں نے ڈرا لے لیے میں.... جی سوتے ہوئے کہا۔ تاکہ اس کا دل غراب ہو جائے مگر وہ قلم جہاں اور خط اسے جاب بدستور کش کر دی۔

"ابن ان مست، بنو، باجھ روم جاؤ اور بھیج کر آؤ، اس کے بعد مجھے جانا ہے۔" یہ کہہ کر سون دروازے کی طرف بڑی اور اس نے وہ بند کر دیا۔ میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی طرف نکل کر رہ گیا۔

"ما...!" وہ دوبارہ میرے قریب آکر بولی۔ مگر میں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا اور اس بار اس سے بچ لے کر بھاگ نکلا۔

"اسے... اس میں اس حراج کا آدمی نہیں ہوں۔ آپ میری رائے کے یہاں تخریف نہ لے جائیں۔"

"یہ وقت مت بھڑا، سون اس بار کچھ دے دو کہ بولی۔" یہ پاس کا حکم ہے۔ ورنہ وہ اراض ہو جائے گا۔ وہ اس میں مجھے جلا دے گا اور میری شامت آجائے گی کہ میں نہیں پسند نہیں آئی۔ وہ اس میں اپنا کھینچے گا، جیلز آ...

"تم... مجھو بات کہ... ہاں اس کی ہی عجیب فطرت کا ہے، اسے یقین ہی نہیں آئے گا کہ تم اور حراج کے ہو، سارا زور اس کا مجھ پر کرے گا۔ جیلز، میں انک سو جاؤں گی، مگر مجھے آج کی رات یہاں گزار لینے دو۔" اس کے لیے میں التجا آ کر آئی تھی، میں بھی ہونٹ کچھ سوچتا رہ گیا اور شاید اس کی "بجھو رہا تھا۔"

"فیک ہے۔" بالآخر میں بولا۔ "میں صونے پر سوؤں گا تم یہاں پر سو جانا۔"

"نہیں، میں صونے پر سوؤں گی، تم یہاں پر... جاؤ۔" اب لباس بدل کر، مجھے کچھ نیند آ رہی ہے۔ "سونو بولی۔"

باجھ روم میں داخل ہوا وہاں لگیے باجھ روم میں نہیں گیا کہ اور رخسارہ کرے میں آ گیا ہوں۔ ایک طرف بڑا کشتی لٹا اور خوش نگاہ باجھ تھا۔ کشتی اسٹائل کی پیش قیمت اور دیہہ زیب سیٹھری نصب تھی۔ میں نے گرم پانی سے غسل کیا، پکا پکا لباس پہنا اور نکل آیا، جب وہ جانے لگی تو میں نے اس سے "احتاطاً" کہہ ڈالا۔

"ہاں کچھ نہیں کی ضرورت نہیں تھیں، ڈھنگ کا لباس پہن لینا مناسب ہوگا۔ اسے میرا شرط مجھ۔"

وہ عجیب عجیب کی نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہوئی باجھ روم میں گئی تھی، میں بڑے پرکریٹ گیا۔ میں اس کے نکلنے کا منتظر تھا۔ مگر وہ دیر بعد ہی وہاں نہ ہوئی۔ اس کے بال لے

تھے، جو کچھ کرنا توں سے بھی بچے بھول رہے تھے۔ اس نے لہسا سا کوئی فراک پہن لیا تھا۔ گریبان اس کا بھی کشادہ تھا کہ یہ بہر حال ناکی سے درجہ بہتر تھا۔ میں نے اس کے سر پر باہر سرسری کی نظر ڈالی اور بڑے اطمینان سے اس کے لیے صونے کی طرف جانے کا توجہ حتمی کی آواز میں بولی۔

"تم یہاں پر ہی بیٹو، صونے پر میں سو جاؤں گی، تم پر اسے نہیں آؤ گے۔" خند میں مل پیدا ہوگا۔" کہتے ہوئے وہ عجیب کی نگاہوں سے میرے لیے چڑے سر پر لیا کہ جاکر لینے لگی۔ اس کی بات بھی تھی۔ موند لینے کے لیے میں قہار میں سلاست کر رہی سو سکتا تھا۔ جبکہ وہ پوری آسٹی تھی۔ میں دوبارہ دیکھنے کی طرف ہنٹ گیا۔

اس نے بیڑے سے ٹانف اٹھایا اور صونے کی طرف بڑھ گئی۔ مجھے اس کا موزڈ آف سا لگ رہا تھا۔ راتھانے کیوں نہ چاہتے ہوئے بھی میرا ذہن اس کے بارے میں کچھ سوچنے پر مجبور ہونے کا تھا۔ میری ہیڈ زلف حیات ہما تھی۔ میں جہاں دروست میرے کام آ رہے تھے وہاں دشمنوں کے سامنے کسی کی نہ کسی خالے سے گئے دروست رہے تھے، کیا کھ تھا اس میں کہ ایسا میری ذہنی فراست کے مل بوتے پر ہی ہوتا رہا تھا۔ چنانچہ میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ سون کو اگر میں شیٹے میں تیار کرنے کی کوشش کرتا تو وہ میرے ہی "کام" آسٹی کی جگہ نہ دیکھتا یہ تھا کہ یہ "کرا" "بگلا" تھا یا نہیں۔

میں نے بیڑے پر لینے لگی اس کی طرف پہلو کر کے دیکھا۔ وہ صونے پر کھینچے بیٹھے تھی اور اس پہلو پر بھی کردہ بھی بیٹھے پر لٹا کر کچھ رہی کی۔ ہمارے کان میں تو اس نے ہونٹوں کی ایک یا چوڑا کھڑا سا پونڈیا کر دیا کہ جیسے وہ مجھ سے ناراض ہو، اپنی کی "دھرت" کھڑائے پر شاید اس کی کسی انا کو گھسی پھینگی تھی۔ ایسی صورتوں کا بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ لہذا میں نے سر کر کہ بیڑے پر لینے لگی اس سے کہا۔

"اراض ہو!"

"نہیں۔"

"دیکھو، تم بہت اچھی لڑکی ہو اور بہت حسین بھی، لیکن... تمہیں جو کچھ تھا، وہ تم کرنے پر مجبور ہیں۔ اس میں جہاں راپا میرا کوئی دوش نہیں... میں نے اس کی انا کو جہاں کی جادو گر سے جو کچھ کیا کہ اس کے اندر کی صورت کچھ سوچنے پر مجبور ہوئی۔ عورت چاہے کسی دیکھ کی ہو، کسی دشمن کی ہو، یہ بات سے بے گدہ "عورت" ہے اور اسے صرف خدا نے ہی بنایا اور اس کی فطرت بھی لسانی اعتبار

Poor Pakistan Raha Hai Bol Hashmi Ispaghol

Hashmi
Ispaghol

- ✓ روزانہ ہاشمی اسپگھول
- ✓ قدرتی فائبر کا استعمال رکھے
- ✓ معدے کو صاف
- ✓ بلڈ شوگر کا لیول برقرار
- ✓ کو لیسٹرول کو کم اور دل کو صحت مند
- ✓ قبض سے دور اور نظام ہضم کو درست

Daily Lo Fit Raho

www.hashmisuma.com Hashmi Since 1994

کی استقامت میں نہیں ڈالوں گا، یہ خود فریبی ہو جائے گی۔“ میں نے چاہا کہ کہہ۔ ”میں تو صرف۔۔۔ اتنا چاہتا تھا کہ اس کی وہ بات جان لو تو مجھے کتنا کھوکھلا کی مناسب فیصلہ کرنے کا موقع مل جاتا۔ میں سوئے پر پہلی جاؤ آرام کر نو، میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہوں گا۔“

”یہاں امارے سارے علاوہ کون ہے جو ہماری باتیں سن رہا ہو۔“ سوئے پر جانے کا کہنا نہ اس نے ابھی سے کہا۔ ”یہ کمرہ بھی بگڑ نہیں۔۔۔ گرد و گھبراہٹ۔۔۔ کچھ بائیں سے وہ بات کر کے اسے ذرا مٹی اس بات کا ٹکٹ نہ پڑنے پائے کرتے پہلے سے بگڑ جاتے تھے۔“

”کیا تم مجھے بتا رہی ہو۔۔۔؟“ میں نے دھڑکے دل سے پوچھا۔
”ہاں! اسنو۔۔۔ وہ بولی۔“ اس نے میری کام لینا چاہتا ہے جو ہماری وجہ سے خراب ہو۔ گونا گوں مال میں عام لوگوں کو یہ پریشان بنانا اور خون ریزی کی پھیلا کر وہ یہاں کی پسینہ انتھاکے بلک بلک کر رہا تھا تاکہ وہ اس کے ایک اہم آدمی الفاسکو کو ہار کرنے پر مجبور ہو جائیں مگر گھبراہٹ مداخلت اور دہری کے سبب مددگار ہاں کا منصوبہ بری طرح کام ہو گیا بلکہ اس کا ایک اہم آدمی رہی نہیں ہمارے ہاتھوں بلکہ بھی ہو گیا۔“

”تو کیا اب مجھے اسے چھڑا دو؟“ میں نے اس کی بات کاٹ کر گوارا کیا۔
”نہیں۔۔۔“ سون نے لٹی میں اس پر اصرار کیا۔
”الفاسکو اب زندہ نہیں رہا۔“ سون کے اس اکتشاف پر مجھے ایک زبردست ہچکناک۔
”کیا مطلب۔۔۔؟“
”اسے جیل میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ سون نے بتایا۔

”میں نے ہلاک کیا اسے۔۔۔؟“ ہاں کے دھنسنے نے۔
”؟“
”خود ہاں نے۔۔۔“
”کیا۔۔۔؟“

”ہاں۔۔۔!“ سون نے ایک گہری سانس خارج کی۔ ”الفاسکو کی پولیس تیر اس کے لیے دروازہ کھلے گا۔ پھر دلائل جاری کریں گے۔ اس نے گواہ کیا ہے کہ وہ یہاں سے چھڑانے کے بہت سے طریقوں پر عمل کیا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔“

”آخری طریقہ بھی اس کا ثابت ہوا تو اس نے اسے رہا کرانے کی کوشش ترک کر ڈالی، کیونکہ اب اسے ہار کرانے

کے بجائے ہلاک کر دیا زیادہ آسان تھا۔“
”او۔۔۔ کیا اس خطر اس کے باقی ساتھیوں کے دل میں اس کے خلاف بددلی پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔“ کبھی خیال کی گئی تھی کہ سون کے چہرے کے گرد گھور گھور۔۔۔

”ہاں کو اس کی پر داب ہوئی ہے۔“ اس نے جواب دیا۔ ”میں چند ہی اس کے سامنے بھی جھڑپوں کی طرح اس کے ارد گرد اور اس کے ایک اشارے پر بے جاں دینے کو تیار رہتا ہوں۔“

”لیکن پھر اس مجھ سے اب کونسا کام لینا چاہتا ہے؟“ میں اصل موضوع کی طرف آئے ہوئے منتظر ہوں۔
”وہ کام۔۔۔ سون نے بھی زیادہ اہم ہے اور تمہارے لیے فائدہ مند بھی۔“ سون کا لہجہ پُر اصرار ہونے لگا۔ مجھے فتنہ کا جان لینے کی حد تک دیکھی تھی۔ ری کا ٹکے کی بات تو کاچا کو بھیجے چک کر تیشل سے بھلا مجھے کا فائدہ ہو سکتا تھا۔

”جیسی مجھے داری کی صورت میں ایک بہتر بڑی دولت مل سکتی ہے۔“ سون نے پھر کہا شروع کیا۔ ”کاساکو کا یہ کام تم نے کر دیا تو مجھ تم اس کے گردہ کے نائب کی حیثیت حاصل کر لو گے۔ اس میں بھی تم سے بہت فائدہ ہے۔“
”اس کے دشمن دواہر جان کو ہلاک کر کے تم اس کے دل میں کیا جگہ بنائی ہے۔“

”مجھے اس کی کیا کام لینا چاہتا ہے؟“
”کوئی حد نہ ایک مجھ سے۔“ جو پر داس نے کہا۔
”اے جیوری کر ہے؟“ میں نے کہا۔
”نہیں، وہ جیوری کیا جا چکا ہے، اسے کہیں پہنچانا ہے۔“

”کہاں۔۔۔؟“
”امریکا۔۔۔“ سون نے جواب دیا اور میرا دل یکبارگی زور سے دھوکا، میں نے اپنے سینے میں لگا لیک آہستہ دانی میں پر منتقل ہوا پڑے ہوئے دیکھی سے پوچھا۔
”امریکا۔۔۔؟“
”جی۔۔۔؟“

”جی۔۔۔؟“ سون نے کہا۔ ”میں نے اس کی تفصیل بھی بتا دی ہے۔“

”میرے اندر ہاں نے اس کی کون سی خوبی دیکھ لی جو اس قدر مشکل اور خطرناک کام کرے۔“ سون نے پوچھا چاہتا ہے؟ اس کے اور سامنے بھی تو ہیں۔“ میں نے سون سے ایسا دلائل کہا تھا۔ ورنہ امریکا جانا تو میرے اہم مقاصد میں مقدمہ اول کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں اس کی دیکھی طاقت کے بغیر نہیں ضروری سوالات کر کے کوئی جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔ ورنہ مجھے معلوم تھا کہ میں کاساکو جیسے خطرناک کیسٹرو پر اپنی دھاک بٹھاؤں گا، وہ جیل میں جی اس اہم آدمی کو بھی خود ہی ہلاک کر دے گا۔

”میں اسے کاشی خوں ریزی کیلئے بھی مسلسل دھمکیوں کی صورت میں اس نے الفاسکو کو مراد ہی ڈالا تھا کیونکہ جیل سون کے۔۔۔ پلیس کی قید میں اس کا زیادہ عرصہ نہ بٹھوایں گے۔“

”چنانچہ وہ اپنی کسی کو بھی بے رحمی سے چھوڑ دے گا۔“ الفاسکو کی رہائی پر دھمکیاں کرنے کے بجائے اس کا قصہ ہی پاک کر دیا تھا، میں اس سے ”کاساکو“ کا آدمی نظر آ رہا تھا۔
”ہاں! بچوں دواہر اسال پوچھا ہے تم نے۔۔۔“ سون جھٹکا کر بولی۔ ”کیا اب بھی یہ سوال پوچھنے کی ضرورت تھی؟“

”او۔۔۔ شاید تم نے سچ کہا۔“ میں خفیف سا ہوس کر بولا۔
”اب تم سوچ لو ساری رات بڑی ہے۔“ وہ دھنسنے اعداد میں سرگرمی۔ ”لیکن۔۔۔ اب سامنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔“

”میں۔۔۔ یہی کرنے کے علاوہ اور چارہ بھی کیا رہ گیا ہے میرے پاس۔“ مجھے دکھ رہے کہ سامنے کی کوئی جلدی بھی نہیں رہا ہے چاہے۔۔۔ میں نے معلوم دیا مایوس لہجہ اختیار کیا تو وہ گویا اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے بولی۔
”سامنے کے زیادہ حسین و جمیل لڑکیاں تمہاری قربت کے ایک اشارے کی منتظر ہوں گی۔ ایک سامنے ہی تو تمہیں دے سکتی ہے دیتا ہوں۔“

”ہاں۔۔۔ بات بھی ہے۔“ میں نے اس کی بات سے اتفاق کر کر دیا۔ ”جی۔۔۔ یہ وہی سچی چیز ہے جس میں۔۔۔“

”او! وہ بات پر میں نے چونک کر سون کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں سسٹن کے ذریعے سون نے سگے تھے۔ مجھے میرے چہرے چلتے گمراہیوں پر دھوکا دینے اور اقلی سامنے میرا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ میرے انتہائی نزدیک آدمی تھے۔ میں اپنے تنگ پڑتے ہوئے پڑناں مجھ پر ہونے لگا۔

”او! دماغ پریشان اور جان کا خوف۔“ وہ کہاں کس محل میں میرا حواس ہے۔ میں یہ کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جیسا کہ میں نے سوچا تھا۔

”میں یہ کہہ کر میرے دل پر اس کی بیٹھانی پہاڑی لگنے لگا۔ اس کی ہر ہڈی ہڈی کو میں نے ابھی سے پرے ہٹا دیا تھا۔
”مردم۔۔۔“ وہ کہہ کر میرے بندے سے آگرمی۔ اور صوفے پر جا کر لیٹ گیا۔ میں بھی بظاہر سوتا ہی گیا مگر آنکھیں موندے اس کی صورت میں اس کی غور کرنے لگا، مگر مجھے میری سیر بھی آگرمی۔
”اگلی صبح میں نے ہی بٹھا دیا تھا۔ وہ بچے چنگ لڑکی تھی۔“

”جاگ جاؤ۔“ فیک ایک مجھے جیسے جیسے ہاں کے ساتھ ناشے کی میز پر موجود رہا۔
”وہ مسکرا کر بولی۔ میں دوبارہ اس کی طرف نظر ڈالے بغیر ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے محل و فیرہ کر کے اپنے لیے ایک ٹافٹ چیتا اور لی فرٹ پینڈی اور تقریباً مجھے میرے پریشان بظاہر۔ جب تک سون تباہ و تھک کے کہاں میں آکر پہنچا۔

”تمہاری جھن اور پریشانی بیٹیا ختم ہو سکتی ہوگی۔“ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔ وہ میرے قریب آگرمی۔ اس کا سوا اس خوں سے دھوکا دینے بھی کہیں نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی ٹھانگ کہاں

”میں نے شاید میرے چہرے کی فریش نہیں کر دیکھ کر میرے اندر کی طمانیت کا اعجاز دیکھا تھا۔ میں نے بات بنائی اور ایک کھنکھری کی چہرے پر سجاوے ہوئے بولا۔
”ابھی کہاں۔۔۔ پریشانی تو ختم ہوئی جب تمہارا پاس میری جان چھوڑے گا۔ چلو۔۔۔ میں نہیں چاہتا اسے ناشے کی میز پر برسرِ انظار نہ پڑے۔“

”سٹو۔۔۔“ ہاں کو میرے سطلے میں مثبت جواب دینا۔ ”وہ ایک نام فیکیدی ہوئے بولی۔
”اوکے۔۔۔ ڈرنٹ دوری۔“ میں اس کی بات کا



تاج میں شہنشاہ کی بیٹی کا رات گھر کا پاراوراٹ کا کام بھی گھوڑا

رکے ایک دیوانے کا بطن میں گیا۔ یہ سلاسل کی شراب ہمارا۔
اس کے چہرے کی شکل بعد کر سے میں ہی تھا
فرض دارورہ جو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے گیا
تھا گرد و ایک بیٹی تھا، اس کے ساتھ ایک دیوانے کی بیٹی تھی اور تازک
اندام ہی خوب صورت لڑکی تھی۔ میں اسے اور وہ مجھے
دیکھ کر چمک اٹھے۔
وہ سامنے کی...

☆ ☆ ☆

سامنے کو میں نے پہلی بار میں روپ میں دیکھا تھا، وہ
ایک عام لڑکی کا تھا جو جوتوں کے ایک سیاح پار میں
جاہ کر لی تھی۔ مگر یہاں کا باگو مجھے پکڑنے کے لیے
میں کیے کیان بھی گئی تھی، مجھے اسے دیکھ کر حیرت سے زیادہ
دکھی ہو تھا۔ وہ "گٹ آپ" میں کی، وہ یہاں موجود
سون۔ سمیت کی دوسری لڑکیوں سے باطل میں تھک
تھا۔ گھنٹوں تک سر رات کے ٹک اور چست سیلیس
میں..... ٹوف اس کا وہ دن جو عام لباس میں یا کیری کا

کے وسط میں جیسے جیت اور دیر بڑھ کاٹوں بھول رہا تھا
اور اس کے پیچھے، میں نے آرم دو مہینوں پر مقرر تھے۔
میں میں نہیں دے سوا اور لڑکی میں تھا۔ میں نے روز لطف کو
بار بار دیکھا جان کتا محسوس کیا تھا۔ کیا سا کو نے ایک سو سا
سنگال کر کھلایا اور مجھ سے صاف ہو کر کمر کرتے لے
میں بولا۔

"مستر شہزاد! میں وہ سب بھول جاؤں گا جو مجھ نے
میرے ساتھیوں کے ساتھ کو ایک ماں میں کیا تھا اور میں
میں بدلے میں بہت سی باتوں کو فراموش کر دوں گا۔ کم از کم
ساج پار دانی اس خوب صورت لڑکی سامنے کو تو
مرد۔ جس کی زندگی تو میں نے ہی نہیں دے کر وہ مجھے
ابھی گئی اور میں نے اسے مستقل طور پر اپنے پاس رکھ لیا
ہے۔ یہ سب کہتے ہوئے اس نے پڑی تیر اور ابھی بولی
نہروں سے میری طرف دیکھا تھا۔ میں نے بھی اسی
بیٹھنا سے جواب دیا۔

"میں پہلے ہی بتا چکا ہوں جواب! مال میں اس روز
جو کچھ ہوا وہ کی ڈال دینی کی بنا پر نہیں ہوا تھا۔ نہ میں
آپ کو پہلے سے جانتا تھا اور آپ مجھے۔ وہ سب ایک
فطری دفاع کے تحت ہو تھا۔ رسی اس پار دانی لڑکی سامنے
کی بات تو اس سے میرا فطری دھی تھا یہاں اس روز مال میں
دیکھا تھا۔ اچانک لڑکیوں کا یہ فانیوں کی حیثیت سے آپ
میں ہوا تھا۔ کیونکہ میں یہاں اپنے دکن وزیر جان کے
قائب میں آیا تھا۔ ہنسنے لڑکیوں میں....." میں نے اپنے اعزاز
میں یہ سب جانتے کے بعد میں چپ ہو رہا تھا۔ کام
اساں تھا کہ میں نے سامنے کے سلیس میں خدائی کا تم
لیا تھا۔ میں اور بھلا کر بھی کیا۔ سامنے جو کچھ مکت دہی کی
وہ اس کا اپنا کیا تھا۔ اس نے میرے مسرے پر مٹل
کر کے بتائے مجھے اپنے مسرے پر بڑھ کر وہ صرا اور
منہ کے چلانے کی کوشش چاہی کی اور اس حالہ خود کا دشمنی
تھی۔

کا سا کو نے میری یہ بات بڑے فور اور دھیان سے
سنی تھی۔ مگر بولا۔ "شہزاد صاف کوئی مجھے گھوڑی کی۔ میں
میں اتنی حقیقت تو میں بھی اپنے بعض درانے سے جان ہی چکا
ہوں کی تم یہاں بیٹھا کہ کسی مقصد کے تحت آئے تھے اور
سامنے شہزادی میں بلکہ جادو سے ہی آئی آدمی متو کی کرل
فریزر نہ دیکھی ہے۔ جو اب ہم سے مخرف ہو چکا ہے۔
خیر....."

یہ کہتے ہوئے اس نے جب کہ کر سامنے دھری پہلے ہی

اور پھر اٹھ کر چلی گئی اپنی طرف کر کاٹتے میں خود ہو
گیا۔ ایک گھانٹا میں ایک بڑے بڑے کتا تھا کی اس
کے بعد..... چائے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔
جاری کر کے چار افراد نے دکان کے اعزاز میں
کھڑے تھے۔ ان میں ایک سون بھی گئی۔ کیا سا کو نے ایک
زندہ آکھیں اٹھا کے منہ میں لیا اور سارا اندر لے گیا۔
چائے کے دوران میں اس کی اچھو سے کھانے کا پیٹنے کا
جواں نے ہاتھ پیرسٹو دہان (پیشی) سے لے لیا۔
پھر ایک نخلروں پر ڈالتے ہوئے منہ چانے کے دوران
میں مجھ سے صاف ہو کر میرے پیٹے میں بولا۔
"سون نے تمہاری رات مگر خوب دل بھگی کی ہو
گی؟"

"ہاں....." بہت اچھی اور خدمت گزار لڑکی بہت
ہوئی تھی....." ہاتھ اٹھا کر اسے میرے لیے سر کر کے لے لیا۔
میں نے سون کی اٹھا کے مطابق اسے جواب دیا اور کون
اچھوں سے ہاتھ لڑکی کے منہ کی طرف کی دیکھا۔ میں نے
ہوئے سے ستر کر کا سا کی طرف دیکھتے ہوئے اس پر ستر کر
خفیف کی پیش دہی کی۔

"کیون..... سون! تمہارے چہرے سے تو داستان
شب کچھ اور بھی کھائی سانی محسوس ہوئی ہے۔" کیا سا کو نے
اچانک مجھ سے کہتے میں کہا تو چائے کیون مجھے اس کے
کچھ سے اسرار ہماری کی سربراہت محسوس ہوئی۔ میں کون
کچھ ہماری اور میری طرف ایک ڈانٹا کر دیکھا مجھے
کہہ دی ہو کہ مجھ سے، نہ اس کو مطمئن کر دے میری
شامت کی آئی کہ فانی میں نے فوراً ہی ہوئے سے ٹھکرا
کر ایک نگاہ سون پر مٹائی ہوئی ڈال کے کیا سا کو سے
کہا۔

"لہذا میں نہیں..... میں واصل تھا ہوا تھا بہت.....
یہ میری دل بھگی کر لڑکی کی، پھر آرام دہاں میں سونے
ہوئے ایک صبر کر کر کاٹا اس لیے لیٹنے کی آفکھ گئی۔"
میری بات پر کیا سا کو نے ایک بڑبڑ تہہ لگا۔
اس کے بیٹھنے کے بعد میں نے گلا ہوا لڑکی نظر آنے کا مجھے
دیکھ کر میری طبیعت بعض ہی ہوئے گی۔

وہ انتہا ب اعزاز میں انسا روٹنے کا اور دیکھی کی
گولڈن بھگت کی طرف ہاتھ بڑھالیا۔
تاشم کو میں نے تینوں ایک کرے میں آگئے۔
اس کی دھاروں پر بٹا بٹا چھت چھت مجھے بڑھ کر
پینٹ کیا گیا تھا۔ سرخ رنگ کی اگلی درے کا گچھا ہوا تھا۔ بہت

مطلوبہ کچھ کے بولا۔
تھوڑی دیر بعد میں اور کا سا کو نے کچھ سے میرے تھے۔
میرے تھوڑے تھوڑے تھے۔ جس کے ایک سرے پر وہ اور دوسرے
پرے کی گئی پر میں بیٹھا تھا۔ دریاں میں ایک کچھ اور
تھی۔ وہاں مجھے ایک میرے جیسا ہی گراڈیل اور خود
فرض بیٹھا نظر آیا۔ اگرچہ میں مجھ سے آٹھ دن سال بڑا
یہ نظر آتا تھا۔ ہاں اس کے پیچھے..... چہرے میں شہزادہ
چڑے سے ہوئے اور ہاتھ مٹوڑی میں تھی۔ اس کی
آنکھوں کے کونے فیروزہ طور پر کھینچے ہوئے محسوس ہوتے
تھے۔ چپ میں "گڈ راک" کہا ہوا ایک کچھ کر ہاں براجان
ہوا تو دھی میں میری طرف ڈیڑی گردن سو کر دیکھنے لگا۔
اس کے چہرے پر اچانک سگھاپٹ سی آہمیری۔ جواب
میں مسکرا کے میں نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے
سر کو خفیف کی پیش دہی کی۔ وہ فانی ہاتھ میں سے بھی
محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کون کون یا بیت نامی ہاتھوں کے
تھوڑے سے ہاتھ لڑکی کے گھٹان پھر میں نے کیا پائی لڑکی
کر ڈالا۔ کیونکہ میں یا بیت نامی اسے کتا ڈیل اور خود
میں ہوئے۔ کچھ اس کی شہادت کی طرف میرا دھیان کیا تو

میں اسے رو کر نہ کر سکا۔
"یہ روڈ لطف ہے۔ جان روڈ لطف....." میرے
ساتھ اور میرے دوسرے سرے پر ہاں براجان کا سا کو نے
کچھ کر ڈال میں اپنے ہاں دارورہ میرے دامن بڑی
کر رہی پر بیٹھے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تھارہ
کہا۔
"اور یہ....." میں..... مسٹر شہزادہ! کیا سا کو نے
روڈ لطف سے میرا تعارف کر لیا اور میں نے دن بڑبڑ دہی کی
کوشش کر کے لڑکی کا سا کو میرا نام اس طرح معلوم ہو سکا
ہے؟

پہلا خیال سامنے کا ہی آتا تھا۔ ممکن تھا بعد میں کسی اور
ذرائع سے بھی پتا چلا ہو۔
"جدا شروع کر دو..... بعد میں آرام سے ٹھکھو ہوئی
ہے اور تعین کی تعارف کی۔" کیا سا کو نے کہا۔
ماتھے میں بھانت بھانت کے نوادات تھے۔
گھٹھے فرما تے تھے۔ ایک گول سینہ ڈش میں برف کی
کھلوں پر چار پانچ بہت آکھیں رکھے ہوئے تھے۔
ایک دے تو میں دیکھ کر میں نے بے دیکھے سے آف۔
دکھی آدمی..... زندہ آکھیں کھانے کا عادی تھا مجھے ان کی
سی آئے تھیں۔ میں نے فوراً اس کی طرف سے نکلے ہاتھیں



اسٹیل اسٹول... وہاں پر میرا سامرا ملن پر ہوا چوہا ہے!

”ہاں...“ خالصہ کے ساتھ گھر بہت سڑا آؤی ہو تم... ”کاسپا کو نے تہہ بہہ کرتے ہوئے کئی توں متحیر سے بولا۔

”یہ سڑا کی نہیں ہے چناب! اسکا پندہ پندہ ہے۔ زیادہ بہتر ہوتا کہ... اس جگہ سے صرف آپ اور آپ کے چند قریبی ساتھی واقف ہوتے کہ یہاں توں میں سب کا بیچ و بچہ ہوا ہوں لیکن گھر ہے پھر بھی کہ...“ انہی میں نے اتنی ہی جھجکاؤں کے ساتھ جواب دیا۔ اس کے سہ سے ہر چہ کی جگہ کے ساتھ ہیلا لٹا بندھی ہوئی تھی۔ وہ چٹا چٹا ہوا ہمارے قریب آیا اور ہاتھ بٹے ہوئے بولا۔

”غضب ہو گیا یاں! جسمانی جگہ پر نہیں ہے۔“ اس نے جیسے انہم سے ہے بھی بڑا دم کا ڈالا۔ کاسپا کو نے جیسے ہزاروں دھڑکا کر کہنے لگا۔ اس کا قاتل نہیں ہی اعلان پر وہ کسی سے ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے۔ اسے چھوٹے ڈنک مارا۔

”کیا کوئی کر رہا ہے یاؤ...؟“ اس کی طرح ہوسکا

چند لوگوں کے پیسے کی تحریک نظر آئے۔ کارگو کا پھللا دروازہ اوپر کھٹا ہوا تھا اور وہاں سے ایک جھٹکا کر کوئی کرین لٹا رہی تھی۔

کاربن اس کے قریب بیچ کر ایک جھٹکے سے رک گئیں۔ انہی بند ہوئے اور ہر ریختہ دھڑکا دینے والی اسرار بری خاموشی طاری ہوئی۔

ہم سب بے اختیار آئے۔ قضا طرب اور دردی ہوئی سی محسوس ہوئی تھی۔ ہم تینوں کاسپا کو کے قریب جا کھڑے ہوئے۔ انہی نے اتنی جاگتی سی اور اب اس کی اس میں آوی سوار ہو چکا تھا جو کرین کو کھڑکوں کے ایک بڑے سے کھٹکے کے درمیان سے اندر لے جا رہا تھا، ہائی افراد جنہوں نے مخصوص چست ورکرز کا لباس پہن رکھے تھے، کرین کے ساتھ ساتھ اداہر جا رہے تھے۔ ڈاکٹن کے ہمراہ تھا۔ کاسپا کو کے درمیان میں نے جلدی سے وہاں ہمارے پیچھے کے لیے پانچ دو ٹوکلیں بھیج کر کہیں۔ ہم سب ان پر براجمان ہو گئے۔ پار آؤی جن کے کچلے میں انظرار نے دوڑتی ہوئی اور یہی جین اور ہاتھوں میں کوئس، وہ دیکھیں بائیں بھر کر بہت آگے تک نکل کر تھوڑی دور جا کھڑے ہوئے۔ بے چہرے کے تھے۔

کاسپا کو نے سکار بائیں ٹال کر سٹلایا اور ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے میں بولا۔ ”اس سٹی اور اسٹاپ کیجئے کو چھپانے کے لیے اس سے بہتر جگہ اور کس کو نہیں؟“ کیونکہ ان کے کئی سوال پہلے ہی ادھر ہی سے رونق پا رہی تھی۔ کہتے ہوئے اس نے سکار کا ایک طرف کیس لٹایا۔

”آپ کی محسوس مندی کی روانہ دہی پڑتی ہے۔ سرسٹا کوا واقعی اس طرف کسی کاروبار میں نہیں جاسکتا۔“ روڈلف بولا۔ سون نے بھی کہی اپنے ہاں کی تحریف میں مددگار بنایا اور جملہ ادا کیا تھا۔ میں جبکہ خاموش رہا۔ میری خاموشی کو کاسپا کو بھانپتے ہوئے بولا۔

”تمہیں کوئی بہتر نہیں ہوئی ہماری اس چال پر؟“ اس کی خود پوش پندہ پر میں نے بے تاثری منکرانہ سے جواب دیا۔

”میں شاید ذہنی طور پر بھی حالات کا بیچ اندازہ نہیں کر پار یا سب سب کاسپا کو...“ روڈلف اس میں کیا کہنے کے کاپ بٹے ایک جھٹکے میں اداہر دو دیاب وکران میں بھی دیکھنے کی ایسی جگہ تلاش کی ہے کہ کسی کے دم کچل کر ان میں بھی نہیں آسکتی ہے جگہ۔“

سون سٹی پر اندازہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہیں کوئی بڑا ہڈوں کا کرین دور در دور سے دیکھ کر کہیں ایک ہی ٹوک پر آسکتی۔ یہ ان جگہ روڈ کی اور دو رنگ دریاں غرق تھی۔ رگ بہت آگے جا چکا تھا اور اب اس کی کل لٹائی ہی نظر آ رہی تھی۔ تاہم ہڈوں کا زنجیر کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ یہ راول کچھ ہی جگہ کی محسوس کرنے لگا۔

ہمارے دیکھ جانے پہلا سیلسلہ جہاں سورج کی باؤں پڑتی تھیں، سکار کے ڈھلانوں پر سوار ہونے لگے تھے۔ بائیں جانب نہیں کہیں جھڑن اور چھوڑی چھوڑی کاسی دلاہی ان کے لیے تھیں۔ پھر ایک جگہ کی گتے میں ایک سیلسلہ شروع ہوا جو اسی وقت تمام پناہ ہوا اور اب اس کی جگہ ٹیلوں میں لے لیا۔

ادھر سے آگے جانے والی لیورڈین نے بائیں جانب کا پائینڈر پناہ شروع کر دیا۔ ساتھ ہی اس کی رولار کی بندرچ آجے ہوئے گی۔ ہماری کار کے درمیان سے گزری کی آسٹریڈ کی کار کا ڈرک ٹیل میں آکر ہوا۔ وہ شاید بہت آگے نکل گیا تھا۔ غافلانہ ہی اس کی رفتار جیسے تیزی یا پھر اسے راستہ آگے لے جانے لگا تھا۔

کا پائینڈر راستے پر جھگڑے کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ رولار آسٹریڈ کی پر جگہ سڑکی راہ میں تھے۔ شام دھلنے لگی تھی۔ سکار کے پیچھے بندھے تھے۔

”کیا جاہلی دلاہی کی ابتدا ہو چکی ہے؟“ میں نے سون کی طرف کرین دور کر دیا۔ انہوں نے دیکھا۔

”ہاں!“ اس کی نظر جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ کوئی گہری سوچ میں مبتلا نہیں تھی اور جان روڈلف بھی اپنے ہونٹ کھینچے ہوئے تھا۔ مجھے ہڈوں کے چہرے کے تاثرات کیساں محسوس ہوتے تھے۔ وہ سڑکوں پر ایک ہی نقطے پر سوار ہونے میں تھیں۔

میں گردن تھما کر کرین کی بے اہم دریاں میں دیکھنے لگا۔

ہڈوں کا ڈیاں میں ٹیلوں میں کے درمیان سے گزرتے تھیں۔ یہاں کوئی کوئی کا قاعدہ مڑک نہ کی۔ میں میڈیاں سا تھکا رہا تھا۔ ہماری کار کا ڈیڑا ہر دم سے آگے جانے والی لیورڈین کو فالو کر رہا تھا۔ جلد ہی ٹیلے کو اس سیلسلہ کے ساتھ ہمارا درمیان سے اپنی جانب دو اور شام کے دھڑکن میں کی حالت کے کھٹکوں نظر آئے تھے۔ دی کار ڈرک بھی مجھے وہاں دکھائی دی۔ اس کے گرد

کر، میرے اپنے مسافہ میں بھی قاضی ملنے میں کسی قسم کی چال یا غافلانہ کی سازش کا اندازہ نہ ہو۔ چنانچہ مجھے ہر سے اپنی آنکھیں کھلی رکھنا ہیں اور ان کے ہر اس ساحت پر کسی رکھنا ہے جو ذرا سی بھی مشتبہ ثابت ہو کر رہے ہو جائے گا۔

گلف آف تھا۔ لیورڈین میں واقع کو بگو جڑے سے بکے اس جیسے کو پھینکانے کے لیے ہم سب دروگے کے لیے چار تھے۔ کاسپا کو کے مطابق اس چوڑی شاخہ مجھے کو ایک قدیم مندر کے کھٹکوں کے ایک خطے سے گزرتے تھے۔ وہاں کاسپا کو تھا۔ اس جگہ اس لیے انتخاب کیا گیا تھا کہ برسوں سے ان کے دریاں کھٹکوں کی طرف کسی کاروبار میں نہیں جاتا تھا۔ شوک خام چھ۔ بے لیورڈین اور کرینڈیا کا ڈیاں کاسپا کی تھوڑا سا آگے گاہ سے نکل رہی تھیں۔

☆☆☆ لیورڈین میں سے آگے تھی۔ اس میں کاسپا کو کی سی محبوبہ سا بیٹھی، پاؤں اور ڈیڑا ہر دم سے ان سے پیچھے کر بیٹھا تھا۔ میرے علاوہ سون اور گرانڈیل اس کی جان روڈلف اور کاسپا کو کے دو آدمی براجمان تھے جن میں سے ایک کار ڈیڑا کر رہا تھا۔ دوسرا اس کے برابر والی سیٹ پر براجمان تھا۔ میں کوئی کی سی ساڑھ پر بھی کھینچے سنبھلتا ہوا سے تھا۔ سون درمیان میں گئی اور جان روڈلف دوسری کوئی کر رہے تھا۔

ہماری منزل بیٹیک کی جنوبی مسافات میں واقع مندر کے کھٹکوں تھے۔ جہاں تک کا مسطر قریب ہمیں پھینکیں کو بیڑا تھا۔ انہی میں تین شاہراہ پر تھے۔

فریک سمول کے مطابق وہاں وہاں تھی۔ ایک انڈر پاس سے گزرتے ہی جیسے ہی مسافات کی طرف جانے والی تھی۔ چوڑی دروہ شاہراہ پر پہنچتے ہوئے، ایک مقب سے ایک کی کار ڈرک ہارن بجا رہا تھا۔ لیورڈین سے گزرا۔ آگے جا کر وہ انڈی کیفر دیتا۔ لیورڈین کو بھی کر اس کا ہوا ہوا لٹا کر گیا۔

”فریک ہارن پاس ہے۔“ میرے ساتھ جیسے سون نے اداہر سے کہا تو اس کی جان روڈلف نے سکار کے اضافہ کیا۔

”سز فیز اور ڈرک کو دیکھ کر کچھ ہوشیار نہ ہو۔“ انہوں نے کہتے تھے۔ ”وہ شاہراہ سے چہرے سے گھبراہٹ کی گئی تھی۔ وہ کوئی جواب نہیں دیا۔ تاہم مجھے اس کا سہرے ہارے میں بے ہوش نہ لگا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا، البتہ

بتایا کہ وہ یہ مجسمہ چوری کرنا چاہتا ہے جس کا وہ امریکا سے پہلے ہی ایک مربوط پلان بنا کر لایا ہے۔ نیز اس نے اپنے پاس سے بھی لے کر گیا تھا کہ وہ کی معمولی آدمی نہیں ہے۔ ایک بڑے تین الاقواسی لویٹ کے گرد کی طاقت اس کی پشت پر ہے، وہ آج رات (اس دن کی رات) جب کہ اس کا ہمسفر چوری کرے گیے ہوں گے کیونکہ وہ انہیں اسی دن امریکی انٹارینٹس نے غریب طور پر دے چکا تھا۔

”روزلف“ نے مجھے مجبور کیا کہ میں کی طرح کاسیا کو زہر دے کہ ہلاک کر ڈالوں تا کہ ایک تو اسی انٹراٹری میں روزلف یہاں سے نکلے کی کوشش کرے، کیونکہ وہ چوری شدہ مجسمہ اور اس کا جائے ختام دیکھ لے جائے کہ بعد روزلف پر کاسیا کو کسے کی گھرائی ضرور کرنی پڑے گی اس طرح سے یہاں نظر بند تھا جب تک کہ مجسمہ وہاں سے نکل کر امریکا نہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔ میں کاسیا کو زہر دے گا کہ انہیں کسکی گئی۔ یہ میرے لیے داکٹرن حد تک ضروری تھا۔ درحقیقت روزلف نے کہ کاسیا کی ہلاکت ضروری ہے، اس کے سوا وہ مجسمہ امریکا نہیں لے جا سکتا تھا، اسی صورت میں کاسیا کو اپنے لیے مشکلات کھڑی کر سکتا تھا۔ یہاں چور کو مرنے والے اس کو ہونے کی فکر کر ایک دوسرے خطر کی فکری کے منہ سے نوالہ بنا کے چھینا تھا۔

”ہیرومنو میرے انکار کے بعد روزلف نے یہ سچے سچ کی قسمی جو آج ہوا۔ کیونکہ کاسیا کو کہہ سادی آئی کہ میں کاسیا کو روزلف کی معلوم تھا کہ ایک قسم ہی سب پر ہماری ہر جا کا گئے۔ اس کا سارا منصوبہ میں نے ایک ہلاک و خودکشی گرفت میں آ گیا۔“ اس بات کا ذکر کی، میرا ذہن اس کی باتوں پر مسلسل فوکر کرنے میں مصروف تھا، وہ راسخاں لیے گوری اور۔۔۔

پھر آخر میں مجھے سے متعلق بتایا کہ میرے روزلف نے آخری وقت تک کچھ نہیں بتایا تھا کہ اس کے اندر میں مجسمہ چوری کر کے کس مقام پر رکھا تھا لیکن آج جب روزلف نے اپنے اسی خون پر ہنسنے کو آخری عملی ڈیٹی دی تھی، اس نے سون سے بتایا تھا کہ وہ کونسا سب کو ہلاک کرنے کے بعد۔۔۔ ملی ٹاپ کے علاوہ، فوٹو پلیس روانہ ہوا تھی کہ اور اب بھی یہ پاپائی اختیار کرنے کے بعد یہ دونوں دروزلف اور سون افراد ہو کر وہیں جا رہے تھے۔ میں سون نے مجھے اس ہلاکت کا پتا بتایا مجھے ایک زبردست جھٹکا ہے۔ یہ بالکل گاؤز پر جان کا خفا تھا۔ میں جہاں سے تم بچہ کہ دوسری بار چوری کیے تھے کو ایک خفیہ

خانے میں رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔

☆☆☆☆

میرے لیے یہ ایک چمک دینے والا اور سخی فخر انکشاف تھا۔

انجینئر کے کی دگر گفت اوقات میں ایک وقت اور ہر وقت سرگرم رہتے تھے۔ میری معلومات کے مطابق روزلف جیتنے انجینئر کے لیڈ اسکوڈ کا کوئی گروپ چنٹ ہو سکتا تھا۔ یا دے کہ یہ وہی اسکوڈ تھا جس کی لعل مار اور دروڑ کے۔ سویشیا اور پندرہ منٹ کی سڑ پر تھے۔ کام دنیا کے کسی بھی کونے سے دور یافتہ اور اعلیٰ قیمت فوادرات کو چوری کرے۔ انہیں ایک ایک کے خالے کرنا ہوتا تھا تا کہ انجینئر کی ”شریطانہ“ سا کہہ ساقی تو اس کے لیے دینا کے ہر گھ سے ”کارڈن فیکٹری“ کے راتے کھلے۔

بڑی زبردستی کے ساتھ میں نے سون کی بتائی ہوئی باتوں کا پتہ کر کے کچھ نہیں لکھا تھا کہ مغرب انجینئر کارٹک کا تعلق ہے اس کا کردہ و چرہ بہ چرہ تھے کہ کاسیا کو غارت خور اور منجیل رہا تھا لیکن دریا میں کاسیا کی لٹیر آڈے آئی تھی، اگرچہ کاسیا کو کھٹانے کا تاب میرے لیے چھداں مشکل نہ تھا لیکن مسئلہ میری امریکا روانگی کا تھا اور بد اسٹ اس کا کاسیا کو میرے لیے آسان کر سکتا تھا۔ اس لیے اس سے اس سے دوستی کی فضا کو جاری رکھنے میں میرا اپنا غدار گیا تھا۔

میں نے اب سناے حالات دوسوچ کر اس کے مطابق سون کو کچھ ضروری ہدایات دیں، اسے کچھ کہا اور پھر میری آزادی کا وعدے والا۔۔۔۔۔

کاسیا کو ایک خاص کار پرداز جو میرے سارے احکامات بڑی خیال پسندی سے عمالہ رہا۔ وہ اپنی چنگا تا کا ایک مٹنا آدمی تھا۔ میں نے اسے اس کے ہاتھ کا کھٹے سون کے سطلے میں جو فیکٹری ہوئی تھی، وہ اب رینگ ہو چکی ہے۔ وہ جہان ہوا تا اس میں دہلی کا جبرائیم تھا۔ پھر میں دے کہ کاسیا کو پاس تھا اور کاسیا نے اسے میری طرف سے ”فیکٹری“ پر لے کر آئے کہ کاسیا کو ہلاک میں کاسیا کو مرنا ہے۔ ”امدادار“ کا کردہ کی ایک اور سٹل چن کر نے کے لیے یہ جیتن تھا لہذا میں چنگ کے سطلے میں فوراس کے دروازے پر ہو گیا۔

وہ گوش۔۔۔۔۔ جہاں کاسیا کو کھانا ہوا تھا۔ اس میں لڑا ہوا ایک گاؤ کے عقب میں ادا پری منزل تھا۔

کاسیا کو بیٹہ پر دروازہ تھا۔ وہاں ایک مرنس جو بڑی تھی ڈین چنگ میرے سوا تھا۔ اسے ڈرپ کی ہوئی تھی اور جسم کے اسی حصوں پر چٹا اور چٹو چٹو بند کر ہوئی تھی۔ آئی جی کے لیے اس کی قدر سے بہتر حالت کو دیکھ کر صاف اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں ابتدائی ملٹی انڈا کے سطلے میں کاسیا کو خاگر تھا، بعد از دست کر رکھا تھا۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ کاسیا کو اس سطلے میں خوش قسمت رہا ہو کہ ایک تو وہ دشمنوں کے سطلے سے بال بال موت کے منہ میں جا رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے ذہم زیادہ کرے یا ہلاکت نہ ہوں۔ جبکہ ہر وقت اور جدید یعنی ہیلیکاپٹ کا فوری حصول کسی اس میں کارفرما ہو سکتا تھا۔

وہ اس وقت بیٹہ پر نیم دراز تھا اور اس کے سینے پر اسٹیل کے ذریعے ایک ٹرے رکھی ہوئی تھی جس پر فرخت چس اور سوپ تھا، وہ سوپ پیتے میں مصروف تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مل گیا تھا۔

”اس کی تم۔۔۔۔۔ سرخیز ادا بہار اور جان ٹار آویروں کے سطلے میں میرا انتہائی سب کی فیکٹری میں ہوا ہے، میں نہیں بھڑانے ہی والا تھا۔“ وہ بولا۔

”سب سے پہلے میری مہارک باوقول کر میں مسٹر کاسیا کو۔“ میں نے اس کی بات پر دل میں ہنسنے کو نہ کر بظاہر باادب ہو کے اسے کہا۔

”تھی زندگی مہارک ہو۔ میں ایک ایم اور فوری معاملے کے سطلے میں خود بھی آپ سے ملنے کے لیے ہے جیتن تھا۔“

”ذمن“ نے ہمارے خلاف دھوا دہی کی بڑی زبردست جال بکلی ہے۔ ”وہ غمزدی سے بولا۔“ اس میں مجھے کی چوری نے دشمنوں سے زیادہ میری گرفت کو ڈال دیا لیکن اس کا وہی کارڈ کی گرفت میں ہے اور تھیں سون۔ اسے تو میں خود اپنے ہاتھوں سے مہرت ہاک انجام سے دوچ کر کے دلا ہوں اس فیکٹری نے دشمنوں سے سنا ہذا کر کاسیا کو ہر دفعہ فیکٹری لکھا ہے۔“

”کیون۔۔۔۔۔ اس کے کہ جس سے مسٹر کاسیا کو۔۔۔۔۔“ میں نے اس کا ایک اور وہ قدرے چمک کر آج بھی وہی نظروں سے میری طرف دیکھنے کے۔

”ہاں! مسٹر کاسیا کو لیکن ابھی یہ وقت زیادہ تعلیمات میں ضائع کرنے کا نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم اپنا عہد ہے کہ وہ مجسمہ اس وقت کہاں اور کب چور کیا گیا ہے۔

میری اس بات پر سب طرح کاسیا کو ایک



یہاں سے دہتر آئے گا

زبردست چمکا کہ سب کا چنچ منہ کی طرف لے جاتے ہوئے اس کا ہاتھ دیک کر گیا۔

”کی۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ گنگ۔۔۔۔۔ کیا تو آتی ہے ہمارے چہنے ہوئے نوالے کا سراغ لگایا ہے۔“ وہ چنچتی کچھ میں بولا۔

”مسٹر کاسیا کو اس سے پہلے کے دشمنوں کی بچی جی تعداد میرے کچھ کی اختیار کر لے، مجھے اسی وقت لکھا ہوگا۔“ میں نے سمجھ کر کہ ہمارے چنچنے کی اسی وقت ذہن چنگ کو کچھ سے ہر طرح کے خفا کی سخی سے ہدایات کر ڈالی۔

”میری کاسیا کی دعا کیجیے گا مسٹر کاسیا کو۔“ ہاتھ فر میں کر کے اٹھتے ہوئے بولا تو اس نے کہا۔

”تمہارا بچہ ہر دروازہ یا احسان ہو گا میرے سینے آدلی اپنے ساتھ لے جانا ہوا ہے جیسے ہوا، ایک کار کو رک گیا ہوگا۔ اس کے اندر میں پہلے سے سوچ رہی تھی مجسمہ اسی کار کو میں لڈ کرنے کے بعد اسے ادھر لے آتا۔“

”میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہوگا۔“ میں نے اس کا ایک کہا۔ کاسیا کو سب کی چنگ کی میری طرف اٹھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ میں آگے بولا۔

”کون بڑھ کا یہ مجسمہ صرف جیت کے انتظار سے ہی نہیں بلکہ یہاں کی لیکن سر زمین کے لوگوں کے ایک حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یہ سب کا سب سے بیکار کی ہے۔ میری طرف عبادت گاہ کے مندر سے چرایا گیا ہے۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ اس کی چوری زیادہ ضرور ہو سکتی ہے۔ بے شک اس

کی جگہ ایک انتہائی بقیہ مجسمہ ہاں رکھ دیا گیا ہے۔
 ”تم چمک رہا کرتا چاہتے ہو؟“ کاپکا کو نے میری
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
 ”جیسے تو دیکھیں اس جگہ رکھنا ہوگا۔ یعنی ان کے
 ٹھکانے میں۔“

”کیا؟“ کاپکا کو نے ٹھکانہ دیا۔
 ”ہاں“ نیچے کچھ فٹوں میں ایک اتار دینیں رہا ہوگا
 کہ۔۔۔ وہ دوبارہ اسے وہاں سے حاصل کر سکیں۔ خط
 پارک سے گھر اسے بڑے دھماکے سے کچھ کی ضرورت
 ہے۔ ان کا قبضہ جان دوڑا ہوا کرتا تھا۔
 اس اتار دوڑا گیا جاسکے کہ اس طرف طور پر ہم اپنے
 رخ اوڑھیں تو گھر پر ہاں ہو کر رہیں۔
 ”لیکن۔۔۔ دھماکا کی صورت میں انتہائی طور
 پر اثرات کر سکتے ہیں۔ وہ حتیٰ الامکان ہونا چاہیے
 اور دماغ سے اس جیسے سے متعلق مطلق کر سکتے ہیں۔“
 ”چنگ کے خوش ظاہر کرے ہو گئے تو میں نے رخ
 سکر اہٹ سے کہا۔“

”میں ان کمال پر بھی تو کر چکا ہوں۔ یہ خوش حالی
 سبکی تھی لیکن اس کے ہونے میں صرف دس سے پندرہ فیصد
 جائزہ ہے۔ مجسمہ کا حصول تو اب بھی ایک اہم مقصد ہے۔
 جس کی وہ میں چھوٹی رہی ہو اور کر سکتے ہیں۔ اس میں ان
 کا پتا بھی نقصان ہوگا وہ ان سے بات کی جائے گی لیکن ہے
 وہ۔۔۔ اس خبر پڑنا سو سے باقی پر اثر آگیا یا پھر جان
 دوڑا ہوا ان کی پادری سے نقل ہی رہتا ہو یا پھر اس کی
 نیت میں تو اثر آگیا ہو۔“

”جہاں خیال سے کہیں ڈرہہ پادری سے بات
 کرنا چاہیے۔“ کاپکا کو نے خیال آزمائی کی۔
 ”ہاں یہ بات آپ کر کے تو رہے پتہ چلتا ہے سب
 بتانے کے بعد جیسے ہی کر گیا حقیقت سامنے آئے ہے؟“
 ”میں سمجھ گیا تھا یہی بات۔۔۔ فوراً روانہ ہو جاؤ،
 اس سے پہلے کہ میں کوئی اور رہا ہوا استعمال کر۔۔۔ اس
 جلدی سے بولا۔ ”انہیں ابھی تک بہت عرصہ ہو گیا ہے کہ
 معاملہ خراب ہو گیا ہے وہ جیسے بھی ہوں گے، میرا نہیں خیال
 کہ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔“

انگلے چندہ منٹوں کے بعد اندر میں ڈین چنگ اور
 کاپکا کو کے کتے باقاعدہ رخ اوڑھیں گے سو سے نسبت تلف
 گاڑوں میں سوار آدھی طوفان کی طرح۔۔۔ ٹیپ کی
 طرف دو دوں وہاں تھا۔

میں نے معلوم تھا کہ اب وہاں کی اس صورت حال ہو
 سکتی تھی تاہم میں نے ابھی کاپکا کو کی حقیقت بتانے کی
 ضرورت نہیں سمجھی کی کہ وہ ڈاکٹر کے ہاتھ جان کے گرد
 سے قیادہ ہو گیا۔ میری کہ رہا تھا کہ وہ ایک خیریت تھا جس
 رکھا گیا۔

ٹیپ ٹپ کچھتے ہی ہم نے دروازہ جان کوٹ نہیں
 والے ٹھکانے سے خاموشی کا ٹھکانہ دیکھیں۔ وہاں دو تین ہی
 افراد سے دو مارا ہوا تھا۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ ان تینوں نے
 ہتھیار ہی ڈال دیے۔ ڈین چنگ اور اس کے ساتھی انہیں
 موت کے گھاٹے اتار دینا چاہتے تھے لیکن۔۔۔ میں نے
 بلادیجی کی خون ریزی پر پہلا ضروری نہیں سمجھا۔ ہم نے
 سوا حوا خیریت سے خاتون کا رخ کیا۔ یہی وہ خاتون تھا جس
 روز پہلے میں پریشان بنا کر رکھا تھا۔

وہاں یہ قسم اٹھان کرتا ہوا کہ مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ میں
 اسے دیکھتے ہی چہرہ میں اس کے لیے سحر مارا گیا۔ مجسمہ کی
 قلمی جیسے ہونے کے ساتھ ایک ہوا پھاڑا رخ آدھی دس
 چوہہ کا گردن کوٹ کر ہمارے ساتھ تھا۔ آئی پھر اسے دیکھنے
 کرین آدھی تھی اور ہمارے اندر لے جایا گیا۔ دیکھنے
 سے ابھر کا گردن تک اس جیسے کو نہایت راز داری کا
 ساتھ لایا گیا اور گردن کرنے کے بعد میں نے ہاں کھل دیتا
 رہ گیا۔

وہاں کچھتے ہی اسے اسی کمرہ میں ڈال کر اوڑھ کر
 ڈھیر جا رہا تھا۔ دیکھ لوٹنے کے بعد ہم نے کاپکا کو کی خبر لی
 تو وہ اس کے گردہ میں چہرے پر نکتہ پڑا ہوا ڈورڈی
 نے اپنے چہرے پر کچھ سے کی کہ ہمیں پہلا گردن ہاتھ آگے
 پھیلا دیے۔ وہ دیلے پر ہوتے دم راز دار تھا وہاں اس کے کتے
 ملا۔

”مسٹر ڈاکٹر! ہم نے ایک بڑا کام کیا ہے۔ میں ملتی
 زندگی جہاں اس حوا میں نہیں بھلا سکتا۔“

بات درست تو ثابت ہوئی ہے۔ لیکن۔۔۔ مجھے اب بھی اس
 میں تاثر داری کی ہوتی ہے۔ اس نے صاف کہہ ڈالا کہ
 وہ ڈاکٹر کی نیت میں تو اثر آگیا ہوگا اس لیے وہ جہاں ہمارا جرم
 ہے اور ہم اس کے ساتھ کچھ بھی ملوک کر سکتے ہیں۔
 ”وہ ڈاکٹر کے ساتھ کیا کیا آپ نے؟“ میں
 نے فوراً اس کی خیال کی سخت پر چھا۔

”میں اس کی موت کے احکامات جاری کرنے والا
 ہوں اور میں اس کی ساتھ ہی مرے گی۔“ کاپکا کو
 نہایت سفاکانہ لہجے میں بولا۔
 ”بھئی! جب!۔۔۔ میں نے فوراً اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا تو وہ اسے خیر انداز میں سکر کر بولا۔

”مجھے علم تھا تم بھی کہو گے۔“
 ”کھر! جب!۔۔۔ میں نے بھی جوابا خفیف سی
 سکر اہٹ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”رواں مل میں کسی
 بھی حالات اور ایسے معاملات میں جلد بازی سے کام نہیں لیا
 کرتا۔ تاہم جب ہمارا جرم ہمارے ہاتھ میں ہوا ہے
 ٹھکانے لگانے سے پہلے چند دوسرے عوامل پر غور کرنا۔“

”کمزور۔۔۔ مجھے جہاں یہ عادت پڑ گئی ہے۔ شاید
 جہاں جہاں ان کا پانی کا کچن ماز ہے کہ کم جلد بازی سے
 کام نہیں لیتے۔“ وہ سنا کی لہجے میں بولا۔
 ”میں وہ ڈاکٹر سے ملنا چاہوں گا۔“ میں نے سنجیدگی
 سے کہا۔

”کیور۔۔۔ ڈین چنگ چھیلے اس غیبت سے خوا
 دے گا۔“ وہ بولا۔
 ”خوش اس کی نئی سو سے بازی کی بات ہو؟“
 میں نے اس کی خیال کی سخت پر چھا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میری
 امر کا تاثر داری کے ساتھ میں نہ لگائی میں بڑا ہے جتنے پڑ
 ہی چکا تھا تاہم مجھے ایک بات کی ملی تو کسی کی کاپکا کو اب
 میرے کسی مشورے کو نہیں کر سکتا کہ اس میں اسے ساتھ
 پلان پر عمل پیرا ہونے کے لیے مضامد کر لوں گی۔

میرے ساتھ رہا ہو گا۔
 ”سو سے بازی کے سلسلے میں وہ جی کہہ رہا تھا کہ وہ
 لوگ اب بھی اس پر قائم ہیں لیکن میں چوں اب ان سے
 گفتگو کرتے ہیں اس لیے میں نے سب سے پہلے تو ان کی
 بنیاد کو روکی ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ کی نہ پڑا ہے کہ وہ
 صاف اٹھا کر دیا اور اب ہف بنیاد دینے کا تھا نہ کر دیا۔
 جبکہ مجسمہ پہنچانے کے لیے داری پر غور ہوا ہی ہو گی۔“

آوارہ گشت

کاپکا کو اس کی آخر غراں بات پر میں نے بے اختیار
 دل ہی دل میں غمناکی کی سانس لی۔
 ”جہاں کاپکا کو خیال سے نہیں دیا وہ ڈاکٹر نے واقعی
 اپنے ان آدمیوں سے ضروری کی بھی یا پھر جو اس کی بات
 چھوٹ ہو۔۔۔؟“ کاپکا کو نے کمرے کو وقت کے بعد
 مجھ سے پر چھا۔

”مردست تو دونوں ہی باتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔ میں
 وہ ڈاکٹر اور دونوں کے ایک ملاقات کر دیا کہ اور اسے طور پر
 ان سے کچھ اگوانے کی کوشش کرنا ہوں۔“ میں نے جواب
 دیا۔

اس کے بعد ایک رات وقت کے بعد نہایت عدا لہجے
 میں دو بولا۔

”سرن کے سلسلے میں مجھے ایک شہر ہے کہ وہ کسی ملکہ
 مٹی کے قفسہ میں سے آگئی ہے لیکن بہر حال میں دیکھتا
 ہوں۔“ میں نے کہتے ہوئے میں نے ان گھیلے کے کاپکا کو
 طرف دیکھا تھا۔ میں سونے کے سلسلے میں اس کے چہرے
 کے تاثرات پر مانتا تھا کہ اس کا چہرہ سہا تھا۔

اس کے ٹھکانے میں اسی طرح دو ڈاکٹر کے سامنے
 تھا۔ وہ ایک عجیب ساخت کی آئی کرسی پر رہا ہوا حالت
 میں بیٹھا تھا۔ اس کا سر کرسی کی پشت پر تھا ہوا تھا وہ اوپر
 صحت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں چنگ کی سکر اہٹ کو ڈاکٹر
 کی اہمیت پر مانتا تھا کہ اس کے لیے اس میں اس پر لایا کچھ
 ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔

وہ کبھی میری آہٹ پارک میں اس طرف متوجہ
 نہیں ہوا تھا۔ شاید مجھے میری کی بڑی طرح ناکالی نے اسے
 بائیں کراہا تھا کہ پھر اندر سے ڈوڈا تھا۔ بہر طور۔۔۔ اسے
 اس کی طرف متوجہ کرنے کے لیے میں تو ہوا تھا کہ اس کا
 تھا۔ میری اس کے سامنے اسے سامنے دیکھنے کی دست گردانی تو میں
 نے اس کا نام نہ کر کے اسے قاطب کیا۔

”مسٹر ڈاکٹر!“
 وہ دشا ہے میری ہی آواز پر متوجہ ہوا۔ اس نے اپنا سر
 سیدھا کر دیا مجھے خود سے لگا۔ جب ہی میں نے اس کی آنکھوں
 میں غرت دیکھی کہ لڑائی میں کسی تھی۔

”میری خوش اس بات ہوئی کی۔“ میں نے اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”انہوں نے تم سے قطع مطلق
 اعلان کر ڈالا ہے۔“ میں نے کہتے ہوئے میں نے اس کے ذرا اس کے
 چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔ جہاں مجھے خفیف سے اتار
 چڑھا کہ اس حوا سے ہوا تھا۔ میں آگے بولا۔



لہاس ہے بود اور سستا ہے محرم پر بہت تیرا ہے

روزلف کی بات نے میرا دل حیرا دل کر دیا۔ وہ محل طور پر میرے گھر میں آ رہا تھا۔ میں نے اس بات کی تصدیق نہ کرنا چاہتا تھا وہ بھول گیا۔ میں اس دغا بازی کا اصل گل انجینئر کے لیے لٹلا سگڑا جو شرا کا بیگ لایا تھا۔ چہرے پر غلاب ہونے کے بعد انہوں نے دمرف اسے ساسی کی روزلف کو قربانی کا بکرا بناتے ہوئے یہ کہہ کر اسے لاشعلی کا طالعان کر دیا تھا کہ اس کا اپنا قربانی تھا۔ جگہ وہ نصف دم کر کے دینے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ یوں سا کو کو روہا ہے ایک ساری کی کر دیا کہ اسے کھانا آسانی ہے روزلف بانی تھے، لیکن میں ان کی یہ چال سمجھ چکا تھا۔ اس بات کے روزلف کی کورسز سے ملتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش چاہی جو خاموشی کا سیلاب ثابت ہو رہی تھی۔ میں نے روزلف کے کہنے ”نیکو روزلف! اٹھ کر مجھ کو لے لگا لٹا لٹا ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ تم میرا ساتھ دینے وعدہ کرو، میں انجینئر کے بیٹے کو اجڑا لے گا۔ یہ خیال ہوساں۔ تم نہیں جانتے شاید انجینئر کی ایک شاخ ساری کی کر دیا ہے ایک بڑی دکن ملک کے درمیان مقاصد کے نواز کے لیے کاروبار کی۔“ میں نے اس کا شکایا کر دیا، انجینئر کے ایک ام اسٹیشن وزیر جان جو لوڈش کا کٹری ساسی مانا جاتا ہے، اس کا چھپا کر سامنا تھا لینڈ انجینئر کی بات تھی۔ تاکہ ان سے میری وہ دواہر کیا۔ میں نے انجینئر کو بھی عاکی عظیم کے خلاف علم بند کیے ہوئے ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو میرے پاس اس

ہوں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ اس دقت عائدہ کہاں اور کس حال میں ہے؟ آیا وعدہ بھی ہے یا نہیں۔ تم اگر اس سے متعلق مجھے کوئی معلومات تکمیل پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو تو جیجی میں ہو اور اس سے میں کوئی کام بھی اٹھانے کی پوزیشن میں ہوں تو تم میرا بھی تم سے یہ وعدہ ہے کہ میں صرف تمہیں کا پاس کی سفاکتی سے بچاؤں گا۔ کہہ کر وہ کمرے کے اس میں تبت جسے کے سطلے میں بھی تم سے دن میں تو بارنر شپ کے لیے تیار ہوں، اس لیے کہ میں وہ چری شدہ جیسر سون کی مدد سے ہائیڈر گراؤنگ ہوں۔ دروازہ دواہر کا پاس کے کچنے میں آچکا ہے، جسے میں نے ہلے ٹاپ کے ٹوٹن پٹیل سے جو وزیر جان کی رہائش گاہ کی، کے کچے یہ خانے سے حاصل کیا ہے۔

میں نے بھی اپنے تئیں اس کی ساقوں میں دھماکا کر دیا۔ مگر وہ اس کے لیے زیادہ متاثر کن ثابت نہ ہوا۔ مجھے تھماری ذہک دماغی اور خاطر مزاجی کا پہلے سے اندازہ تھا کہ سون کو چلائی سے شینے میں اتار دوں گے۔

”اس اب متھو کی بات کرو، وقت کم ہے۔ ہا کریم دونوں ایک دوسرے کے مفادات کے کام لے کر نہیں۔“ میں نے اس بار کو کھڑی ہوئی تنجی کی سے کہا تو وہ بولا۔ ”حقیقت یہی ہے کہ۔۔۔ اس میں چیلنڈا مائز کو لوٹ جاوے، دل قح کا گھم بڑھ کے مجھے دو دھوکے سے غصب کیا جائے۔ جو شرا۔۔۔ انجینئر کے۔۔۔ لٹلا سگڑا۔۔۔ ایک چیلنڈا کے جن کا منہ میرا دھوکہ میرے کھانک سے ایسے لوڈار تھ چری کر کے انہیں سرورقہ قرار دے کر لوٹا۔ آجے اور اپنی عاکی یک نامی اور لڑکھ میں اٹھا کر رہا ہے۔ یوں وہ دھوکہ لوڈار کی اصل ایلٹ سے زیادہ دولت۔ عاکی لڑکھ سے کاٹتا ہے۔“ وہ اٹھا کر کرڈر خاموش ہو اور بول کر۔

”انجینئر کا یہ بھی دھوکہ رہا ہے کہ کہاں اس کے مفادات میں ردا میں ضرب پڑی ہے۔ وہ اپنے کارکنوں اور ایجنٹوں کی دھوکا میں جانے کے بجائے انہیں ساری دھوکے سے روٹی نہیں کرتا۔ قربانی کے بکرے عموماً کھانک لیکن جو اس سے واقف ہیں وہ انجینئر سے فرار چاہتے ہوئے ہیں نہیں فرار ہو پاتے، انہیں فوراً موت کے گھاٹ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس لیے میری کہ میں اس آنا کر میں جہاز ساتھ یہ خبر سوئے بازی کیسے کروں، میرے لیے کروڈوں طرف سی موت ہے۔“

”تم نے تو اسے ہلاک کر کے اپنے سینے کی آگ کھڑی کر دی اور کا تو کے دل میں بھی بکھرنے والی سے نہیں جھڑا اور کیا جھٹکے کا خواب بھی شرمندہ نہ ہو سکے۔“ مغزوب انجینئر کی ایک تنجی صیپ جنہیں اور کا پاس کو کھانکے لگانے کے لیے پہنچے والی ہے۔ اس کے کچے میں انجینئر کے جہاز سے وارڈن دلا فرود تھا۔ جس کا صاف مطلب ”میرے سطلے میں جو شرا کی آفری ہدایت کیا“ تھا کہ وہ ”جھانے“ میں نہیں آیا تھا۔

”انجینئر کے جہاز سے وارڈن کو خبر ہوتا ہے، وزیر جان بھی تنجی کی فرود تھا۔“ میں نے کہا۔ ”میں تو تھماری مدد کرنا چاہتا تھا لیکن تم۔۔۔“ کیسے ہوئے۔۔۔ دلائل اپنا کر تھمرا اور چھڑا اور وارڈن گہری ہکا رکی خاندن کر کے داخل ہونے لگا تو اس نے مجھے بھلا کر۔

”مگر شرمندہ۔۔۔ اس کی آواز میں گھم چلا۔“ ”کا پاس کے میری جان چھڑا دوں میں جس عائدہ کے ایک ام وارڈن آگاہ کروں گا جس کا چاہتا تھا میرے لیے اسٹھ ضروری ہے۔“ اس سے جیسے میری ساقوں میں دھماکا کر دیا۔

عائدہ۔۔۔ میری زندگی کی ایک ایک حقیقت، میرے ہوش دھواں کا ایک ام جزد۔۔۔ میرے وجود کا کسی کھن میرے دل اور دھواں کا ایک مغز۔۔۔ وہ کہاں کسی حال میں کسی کی زبان میں اس سے اٹھتا تھا۔ عائدہ کے سطلے میں اس کا جانا، صاف ظاہر تھا کہ وہ انجینئر کا نہیں بلکہ اس کے دھوکے کے لیے اس ام وارڈن یا عائدہ کے وارکی حیثیت رکھتا تھا جو پانچویں سے اور عائدہ کے خلاف ایک کارکن کے مصروف نہ ملے تھے۔ یہ جاک تھا کہ میں ہنوز عائدہ سے متعلق ناک و کار ملا دھیت سے واقف دھواں نہ ہی مجھے اس کی تک آف تھا۔ غلامہ کے سطلے میں بھگتا تھا کہ وہ کہاں اور کس حال میں تھی۔

روزلف۔۔۔ مجھے عائدہ سے متعلق کسی تنازعہ حالات سے ”آپ ذہن“ کرنا چاہتا تھا تو اس نے تھماری دیر کے لیے کھن کو روک دیا۔ وہ بات دواں ہوئی تھی کہ میں روزلف کو بھاننے میں کا سیاب دیا تھا جس کا جویت کا میں تھا کہ وہ مجھ سے ایک طرح اپنی جان چھانے کی بیگ ناگ رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا۔ ”دیکھو روزلف! عائدہ اور مجھ سے متعلق یہ حقیقت کو دھکی نہیں دے سکتی۔ میں اسے امرن میں لے آئی۔ اسے پانچویں اصل ہولا کے جنگل سے چھڑانے کے لیے امریکا روگ کے لیے کریم

”اور تم جو بیجانے کی تم لگاتے تھے، اور بھی تھماری پھر دی کی وجہ سے جہاز سے اتر جانے کے طور پر کھن کر لی تھی۔۔۔ جو شرا۔۔۔ تمہارے سطلے میں ستر کا پاس کو صاف لٹکوں میں بکھڑا ہے کہ یہ معاملہ ایک فرد کی بدینگی کا ہے اس لیے اس میں سوئے اور فرار رکھا جائے، حتیٰ کہ وہ اب نصف نہ کھن دے گا تیار ہو چکا ہے۔“

”میرے سطلے میں جو شرا کی آفری ہدایت کیا“ تھیں۔ ”روزلف نے کھن کا ہارب کھائی کی۔“ ”یہاں کہ۔۔۔ جرم چاہیں تمہارے ساتھ سلوک کریں۔“ میں نے فوراً کہا۔ ”میں نے چاہیں نہیں کر سکتا۔“ جانے کی سوچ کر وہ ایک دم بولا۔ میں نے اختیار ایک گہری ساسی خاندن کر کے وہ کیا۔ مجھ سے اسی جواب کی توقع تھی۔ ”اگر تم مجھے ہنوز تو مجھ میں سے یقیناً کا پاس کے ان آدہوں کو روکنے کی کوشش کی جو اس کے کم پر تھیں اور سون کو کوئی مارنے کے لیے آ رہے تھے۔“

میرا اس بات پر روزلف نے مغز سے سکر اٹھ کے ساتھ کہا۔ ”جس عائدہ میرے اس قدر بھوری کیسے ہوئی؟“ ”اس لیے کہ میں کھن بھرا ہوں میں نہیں چھڑا کیا ہے اور اب تھماری طرح استعمال کر کے بیکہ کا کیا ہے۔“ میں نے لاجواب ہونے پھر فوراً کہا۔ ”ایسا فیصل میرے دل میں جو شرا سے بات کرنے کے بعد آتا تھا۔“

اس کے جہاز سے پھر بھرا کر ڈاکٹر کی دق ابھری تھی۔ بولا۔ ”اب مجھ سے کیا چاہتے؟“ ”تھمرا تھا کہ۔۔۔ مجھے حقیقت بتا دو، کیا تم واقعی انجینئر کے لیے کام کرتے ہو اور میرے یہ کہتا ہوں نیت میں تو ردا یا تھا یا اس میں تھماری عظیم کے کم کا کیا تھا؟“ میں نے دلائل انجینئر کا ڈاکٹر کا چاک اور عمو کی اعزاز میں کھانک تو وہ تنجی خیر اعزاز میں سگڑا یا اور میری طرف دیکھ کر ملا۔

”جہاں ساری بات بھی رہے ہو تو مجھ سے کیوں پھر رہے ہو؟“ ”اس لیے کہ کا پاس کو انجینئر کی حقیقت نہیں جانتا۔ اس نے وزیر جان سے کھن لینے کی کوشش کی تھی، وزیر جان کے لیے ہا پچھے کھنسل اس کی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے تھے۔“



لمحہ آخر

شیریں

سائنس اور عقل دونوں کا سفر سناہ چلتا ہے... سائنس دان اپنی عقل کی بدولت ہی نئی نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں... ان سائنسی ایجادات کا تعلق انسان کے مفاد سے جڑا ہوتا ہے... مگر کچھ مفنی رجحان کے مالک..... نخیل پھول توں کے نزدیک ذاتی مفاد زیادہ اہم ہوتا ہے... مگر مانع لہجہت کے حامل ایک ایسے ہی شخص کی ذہنی اختراعات کا عملی مظاہرہ...

ایک فن مشن پر کسی مہم سے کام کرنے والوں کی بی جگت

وہ سراپا قیامت تھی تو وہ ایسی قیامت کا تقدیر نہں۔ اگرچہ حسن کی کوئی انتہا نہیں ہوتی لیکن لگ رہا تھا کہ آج حسن چہ اپنی بیانی کو کچا ہوگا۔ وہ اسے ٹھوکنے نظر نہں دیکھ رہا تھا اور یوں ہی اس کی جڑت پر حیران تھی۔ قیامت اس کے چاروں طرف سے کٹنے لگی اور وہ کیڑی کیڑی کیڑی میں سمجھتی تھی کہ وہ جس طرح اس کے ساتھ گفت میں داخل ہوئی تھی۔

جاسوسی ڈائجسٹ 195ء جنوری 2018ء

حکیم کے ہات میں آخری کیل ٹھونکنے کے لیے ایک ٹھوس لائحہ عمل تیار ہے۔

”یہ کیا کھیل.....؟“ وہ ایک دم بولا۔
 ”وقت آنے پر سب بتا دوں گا۔ لیکن ابھی نہیں کاہیا کہ کھیلنے سے آزاد کرنا ضروری ہے۔ مجھے پہلے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کرنا ہوگی جو میں کروں گا۔ مجھے عایدہ سے متعلق کچھ جانتے والے تھے۔“
 وہ بولا۔ ”عایدہ کو کوہران کی جیل سے غائب کر دیا گیا ہے۔ وہ اب جے پی ایس والوں کے قبضے میں ہے۔“
 ”کیا.....؟“ میں اس کے اس اختلاف سے سر ہٹا پا کر اڑا تھا۔

”ہاں! یہ کام بیکریک کے سی آئی اے چیف باسل ہولار نے کیا ہے۔“
 ”بیکریک.....؟ عایدہ کو جے پی ایس (جیش پریس کیونٹی) کے حوالے کیا گیا ہے؟“ میں نے جیسے کر دے دل سے سوال کیا۔
 ”اس کا مجھے علم نہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ اسے اپنے کسی خفیہ ادارہ کے مفید کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔“
 ”وہ تلف نے جواب دیا۔ میں نے ہچکا۔
 ”لیکن تمہیں عایدہ کے بارے میں ان باتوں کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ تمہیں اسے ایک ہی شخص ہی نہیں؟“

”یہ فک میں لپٹا اسکاڑے سے متعلق ہوں لیکن مجھے اس سلسلے میں مجھے جینا ک میں دیر جان کے قریب رہنے کا موقع ملا رہا تھا۔ اسے میں نے ماسٹر چیف (کوڈ ورڈ) سے ٹیلی فون گفتگو کرتے آکر سنا تھا۔ وہ تمہاری طرف سے ایک بہت بڑی ”فیش“ رکھے ہوئے عایدہ ماسٹر چیف سے عایدہ کے سلسلے میں یہی کہتا تھا کہ عایدہ اس کے دشمن یعنی تمہاری ایک بڑی مگروری ہے۔ وہ لا مشورہ طور پر تم سے بے خوف زدہ رہتا تھا اس سلسلے میں جب ماسٹر چیف نے وزیر جان کو بتایا کہ وہ عایدہ کو مکمل طور پر نا بیکریک (باصل ہولار) کے حوالے کر چکا ہے، لہذا عایدہ پر ان کا (آئیگنیر) کا کوئی تصرف نہیں رہا ہے تو وزیر جان نے ماسٹر چیف کی اس بات سے سخت اختلاف کیا تھا کہ عایدہ ہمارا اور اس کا بڑا دشمن ہے۔
 ”درازا کیوں اٹھانے تو ماسٹر چیف نے وزیر جان کو کئی دینے کوئے کہا تھا کہ اسے تم سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نیز ماسٹر چیف نے اب وزیر جان کو تمہارے کئی نہیں بلکہ خوا کا پلان دے کر کہا تھا۔ وہ تم

ہوش رشتوں کی خود غرضی اور پرانی بن جائیے والی اہم کیوں کی ہم عرض نظر میں ہوروش پانیے والی نوجوان کی سمنشی خیز سرگشت کے مزید واقعات ابتداء ماہ

جاسوسی ڈائجسٹ 194ء جنوری 2018ء

”جھیک کمر۔“ وہ سونے پر دوبارہ بیٹھے ہوئے
 بولی۔
 ”مغان کے بارے میں کیا پروگرامیں ہے؟“
 ”مرد میرے بارے میں کافی لارٹ ہو چکا ہے اور
 لگنے لگے کہ وہ آپ کے آرڈر اور فیکسنگز کو ہی اہمیت
 دیتا ہے۔“
 ”وہ پہلے عجب تھینکس ایک ہی بار سے اسے
 میرے خلاف ٹھکرا دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کی ٹیکسٹریز
 مجھے اس کے بارے میں سچری دیتی ہیں۔ اس لیے وہ جلد ہی
 انھیں تیار کر دیتا ہے۔ لیکن تم کو معلوم ہے کہ یہ میری
 پراپرٹی میری ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی بے پرواہیوں کی
 وجہ سے اسے خالص کر دے۔“
 ”جہاں تک میں نے اعزازہ لگایا ہے آپ کی
 پراپرٹی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ وہ جیسا خالص کرنے
 والوں میں سے نہیں ہے۔“
 ”لیکن میں چاہتا ہوں اس لیے تو اس کا مجھے مشورے
 دینے کے لیے میں اس کی ٹیکسٹریز پر سوچتا ہوں اور
 تم تو میری ایک صاحب کیسٹن ہو۔“ وہ نے غریب نظروں سے
 دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”جھیک کمر۔“ لوہڑا کی آنکھوں میں ایک مخصوص
 چمک دوڑائی۔
 ”لوہڑا میں جیسے اس خاندان کا اہم کمر بنانا چاہتا
 ہوں۔“ وہ جتنا چاہا چمک بولا اتنا ہی دوچر گیا۔
 ”جھیک کمر۔“ وہ جھپٹنے لگی۔
 ”ویری کیل، میں جتنا مغان کے قریب آؤ گی اتنا ہی
 اس خاندان کے۔“ اس کا اعزاز بھی تھا۔ ”میں چاہتا
 ہوں کہ تمہارے جیسی خوب صورت اور ذہین لڑکی
 میرے لیے خاندان کی بہو بنے۔“ وہ ہانچ بولا تو وہ ایک دم
 سے پیش ہو گئی۔

☆☆☆

”کچھ بچا چلا دیالی۔“ مغان اس کے آتے ہی بے
 تابی سے بولا۔
 ”کالی حد تک، لیکن اس مارے چکر کے پیچھے جس کا
 بھی ہاتھ ہے وہ کالی بارڈل ہے۔“ مگر نیلے کمر اور تیز داغ
 کا ناک بڑی دیالی مغان کا گھر دوست ہونے کے ساتھ پولیس
 میں ڈی ایئر کی پٹی بھی
 ”وہ اپنی اکیسوں پر زیادہ دیر تک نہیں سکتا۔
 یہ دلی جتنی جلدی ہو سکے اس کا سرخاں۔“ مغان کا

چہرہ مجھے سے سر ہونے لگا تھا۔
 ”مغان! لڑا سوچ کر بتاؤ اب تک تمہاری سخی
 ٹیکسٹریز پر دلی پٹی لگی ہے۔“
 ”مرد میرے بارے میں کیا پروگرامیں ہے؟“
 ”مرد میرے بارے میں کافی لارٹ ہو چکا ہے اور
 لگنے لگے کہ وہ آپ کے آرڈر اور فیکسنگز کو ہی اہمیت
 دیتا ہے۔“
 ”وہ پہلے عجب تھینکس ایک ہی بار سے اسے
 میرے خلاف ٹھکرا دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کی ٹیکسٹریز
 مجھے اس کے بارے میں سچری دیتی ہیں۔ اس لیے وہ جلد ہی
 انھیں تیار کر دیتا ہے۔ لیکن تم کو معلوم ہے کہ یہ میری
 پراپرٹی میری ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی بے پرواہیوں کی
 وجہ سے اسے خالص کر دے۔“
 ”جہاں تک میں نے اعزازہ لگایا ہے آپ کی
 پراپرٹی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ وہ جیسا خالص کرنے
 والوں میں سے نہیں ہے۔“
 ”لیکن میں چاہتا ہوں اس لیے تو اس کا مجھے مشورے
 دینے کے لیے میں اس کی ٹیکسٹریز پر سوچتا ہوں اور
 تم تو میری ایک صاحب کیسٹن ہو۔“ وہ نے غریب نظروں سے
 دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”جھیک کمر۔“ لوہڑا کی آنکھوں میں ایک مخصوص
 چمک دوڑائی۔
 ”لوہڑا میں جیسے اس خاندان کا اہم کمر بنانا چاہتا
 ہوں۔“ وہ جتنا چاہا چمک بولا اتنا ہی دوچر گیا۔
 ”جھیک کمر۔“ وہ جھپٹنے لگی۔
 ”ویری کیل، میں جتنا مغان کے قریب آؤ گی اتنا ہی
 اس خاندان کے۔“ اس کا اعزاز بھی تھا۔ ”میں چاہتا
 ہوں کہ تمہارے جیسی خوب صورت اور ذہین لڑکی
 میرے لیے خاندان کی بہو بنے۔“ وہ ہانچ بولا تو وہ ایک دم
 سے پیش ہو گئی۔

☆☆☆

”کچھ بچا چلا دیالی۔“ مغان اس کے آتے ہی بے
 تابی سے بولا۔
 ”کالی حد تک، لیکن اس مارے چکر کے پیچھے جس کا
 بھی ہاتھ ہے وہ کالی بارڈل ہے۔“ مگر نیلے کمر اور تیز داغ
 کا ناک بڑی دیالی مغان کا گھر دوست ہونے کے ساتھ پولیس
 میں ڈی ایئر کی پٹی بھی
 ”وہ اپنی اکیسوں پر زیادہ دیر تک نہیں سکتا۔
 یہ دلی جتنی جلدی ہو سکے اس کا سرخاں۔“ مغان کا

کمر ہو گیا۔

☆☆☆

”مغان! پریش، ناگ، اندام اور قدرے طرح
 دار لڑکی تھی۔ اس کے مختلف شوق تھے اور ہر شوق وہ کچھ
 کر سے بھر پور کرتی تھی۔ کچھ مگر پہلے وہ شوق تو ناگ پر
 کرتی رہتی تھی۔ وہیں اس کی ملاقات داخل ہٹ سے ہوئی
 تھی جب وہ پہلی ہی ملاقات میں اس کے سامنے اپنا دل پار
 بھیجی اور جب دل کی بیڑی ڈاؤن ہو جائے تو دروازہ کالج
 بھی کیڑو جاتا ہے۔ وہ بھی داخل کی بہت میں اس کی ڈاؤن
 کرا پتا ہے۔ کچھ تو کچھ بھیجی۔
 وہ دن اس کی زندگی کا یادگار دن تھا جب وہیں سیرنا
 میں داخل ہوئے اس کو ایک سر براہزہ کرنے کے سلسلے میں ڈن
 پراوانی اور اس کے سر براہزہ اس کی ہمتہ ڈن کو کچھ نہ
 کرنا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ ایک ساڑی پر سٹرونگ نے اس
 کے من کو ڈن کو یاد کر دیا تھا۔
 ڈن کے بعد داخل اس کو اپنے بلیٹ پر لے گیا جہاں
 پر اس نے افواہ و تقاسم کی ڈن کے سامنے بولی تھی۔
 ”مغان! تم میرے لیے جتنی خاص ہو تائی آج تمہارا
 آج تمہاں صرت دے رہا ہے۔“ وہ اسے ڈنک سے بھرا
 گلاس دیتے ہوئے غار آکر نوروں سے سر تا پا دیکھتے
 ہوئے بیٹھے۔ ”مغان! بے ڈی ادا سے گلاس لے کر آئیے
 یہ ساس میں چڑھاؤ۔“ ڈنک اس کے لیے کولی پٹی بات
 نہیں تھی۔ وہ جی سوسائٹی کی پردہ دہی وہاں یہ سب کچھ
 مانتا تھا۔ ایک کے بعد دوسرا گلاس اس نے تیزی سے بیا
 کیونکہ وہ خودی جھپکا جاتی تھی اور اس کے سامنے داخل
 و ظلم آدمی ہوتے تھے جس طرح ہی کیا تھا وہ بڑی سہولت سے
 اس کی ساڑی کھینچ کر اس کا رخا تھا۔ ساڑی کی بڑا پڑا غریب
 لباس ہے، یہ یاد کی پٹوں کی طرح ایک کے بعد ایک زاویہ
 محل کر سامنے آتا ہے۔ وہ اسے کھول جا رہا تھا اور وہ اس
 آؤ ٹیک لٹ کی طرح کھلی جا رہی تھی۔
 وہ اس رات جب گھر واپس آئی تو بہت خوش تھی۔
 سب کچھ بہت خوش تھا کہ اس کی طرح رہتا لیکن اس کے
 دن جب اسے داخل ہٹ کی طرف سے مجھے جسے میں رات کی
 ساڑی کا ذکر کریں گی اس کی طرف تو وہ بیٹھائی۔ اس کے ساتھ
 بہت باوجود کا ہوا تھا۔ اس کے اوپر ایک چٹائی جس پر
 کھتا تھا۔ ”مکان! کچھ بچا چلا دیالی۔“ مغان اس کے آتے ہی بے
 تابی سے بولا۔
 ”کالی حد تک، لیکن اس مارے چکر کے پیچھے جس کا
 بھی ہاتھ ہے وہ کالی بارڈل ہے۔“ مگر نیلے کمر اور تیز داغ
 کا ناک بڑی دیالی مغان کا گھر دوست ہونے کے ساتھ پولیس
 میں ڈی ایئر کی پٹی بھی
 ”وہ اپنی اکیسوں پر زیادہ دیر تک نہیں سکتا۔
 یہ دلی جتنی جلدی ہو سکے اس کا سرخاں۔“ مغان کا

وہ اس داغ و دم کی کوکھوں کر بجتی تھی اور اس دن سے
 نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس گتے کی قیمت دینے پر مجبور ہوئی
 تھی۔ یہ سلسلہ تو ختم ہونے والا لگا رہا تھا اور وہ اسے اب
 کبھی بھی قیمت پر بند کرنا چاہ رہی تھی۔ اس نے جب اس
 لہجے کی بڑبڑائی ہے۔ ”مکان! کچھ بچا چلا دیالی۔“ مغان اس کے آتے ہی بے
 تابی سے بولا۔
 ”کالی حد تک، لیکن اس مارے چکر کے پیچھے جس کا
 بھی ہاتھ ہے وہ کالی بارڈل ہے۔“ مگر نیلے کمر اور تیز داغ
 کا ناک بڑی دیالی مغان کا گھر دوست ہونے کے ساتھ پولیس
 میں ڈی ایئر کی پٹی بھی
 ”وہ اپنی اکیسوں پر زیادہ دیر تک نہیں سکتا۔
 یہ دلی جتنی جلدی ہو سکے اس کا سرخاں۔“ مغان کا

”یہ میرے آفس میں ہوتی ہیں۔“
”سیدھی طرح بتائیے نہ کہ میں آ
لی ہوں۔“ وہ جلدی سے بولی تو سب
گلے۔ عفتان کو عجیب سا لگا۔ یزدانی

”اچھو کی بچھو دو پہلے ہی انہیں اپنا سناٹا کیا ہے۔ تم
 کر رہی ہو۔“ عفتان اب وہاں مزید ٹھہرنا نہیں
 چاہتا تھا۔
 ”اچھو کے بی بی، میں ڈر آتی اکلے سے مل آؤں۔“ وہ
 کے والدین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا اور
 بہت گیا۔
 ”سر، میں نے کچھ ملوث نہیں کیا۔“ وہ اس کے پیچھے

”یہ آفس نہیں ہے۔ تم مجھے مفان کہہ سکتی ہو۔“ وہ
 ٹھہر کر پڑا لکھ بولا۔ اسی وقت ایک جرئت من
 اں اکابرہ نقشن کی کمرنگ کے لیے آیا تھا۔
 ”سرمف دو سوالوں کا جواب۔“ اس کے ساتھ
 مفان نے ان کی تصویر لے لی۔ مفان کا یک دم ہی سولہ
 ہو گیا۔
 ”کیا پوچھتا ہے؟“ وہ اب مستمرا یہ اعجاز میں

یہ ہے کہ آپ کو اس کی سب سے بڑی کمزوری کی طرف سے
 آپ کو یاد ہے کہ آپ کی سب سے بڑی کمزوری کی طرف سے
 یہ ہے کہ آپ کو اس کی سب سے بڑی کمزوری کی طرف سے
 یہ ہے کہ آپ کو اس کی سب سے بڑی کمزوری کی طرف سے

س کس کی الٹی کیش ڈی ایس پی یزدانی خود کر رہا
مدعی حقیقت سامنے آجائے گی۔“
”ڈی ایس پی صاحب تو آپ کے دوست اور اب
بہن بھئی بنے والے ہیں، وہ آپ کی بیوی۔“
”میرا خیال ہے آپ کے دو سوال پر اسے جوئے
”حلفان“ دو ٹوک آؤ اسی بلاتو رہا ایک مرتبہ جہیز کرا

وہں جہاں چلو کر آئے۔ عقیقہ کے ایک دوسری اس کا بازو
 کھینچا اور وہ اسے لیے آئے بڑھ گیا۔
 ”بھئی، یہ آپ کیا کر رہے ہیں، سب ہماری طرف
 متوجہ ہیں۔“
 ”باختر کم سیمز۔“ وہ اس کی بات اُن سنی کر کے اپنے
 ایک ہار کو کولنے لگا۔
 ”نہیں سر۔“ بات لےجے میں کہا گیا۔
 ”نہیں سر۔“

منہ بولی۔
 ”تم.....؟“ دوہ یک دم ہلکا ہوا۔
 ”جو میرا زور ہے“ وہ جلدی سے بولی تو عثمان نے
 جھل ہو کر اس کا بازو چڑھوڑ دیا۔
 ”مگر کل کا ٹیڑھ بھی ضرور پھٹ گیا ہے۔ آپ کے سنے
 انفریکٹر خراب آئے لی.....“ کہہ کر وہ دیکھ کر تھک گیا اور عثمان بے
 اختیار ہنسی سے جاتا تو کھنکھارہ اس کے ہونٹوں پر سرکھراہٹ
 پھیل گئی۔

☆ ☆ ☆
شہانہ نے جلدی سے سگریٹ کے دھنچے لیے لیے
میں نے کہا اسے چھیک دیا۔ یہ اس کی زندگی کا آخری کش
قاف۔ اس کے بعد وہ نے بڑی دل سے وعدہ کیا کہ وہ کب
آئندہ اس کو گنہگار نہیں کرے گی۔ ارباب وہ داکٹر بن چکا
تھے۔ پیپٹل نے رضامندی کی۔ آج اس کی سہاگ رات تھی اور
اسے باور تکہ ہونے کے لیے تھا۔ اس سے پہلے اسے
ایک بار بھی کیا تھا جس میں اس کی ساری کارروائی
کی تمام موجودگی اور اس کے ساتھ ہی کے غائب ہونے کا
کہ وہ راتیں کا کوئی دوست ہے جو ساری کارروائی کی تمام
چھپا کر ارباب پر اس کی ایک سیکنڈ شروع ہو چکی تھی۔ یہ

☆☆☆

”میرا فائز تمہیں سے ملنے والی لاش داخل ہوئی ہے۔“
 نہیں ہے۔ وہ دوسرے جہان تکڑی میں گرا جائیگا۔ والے ایک
 بوجھ کی وجہ سے وہاں کے ایک مقامی سوہنے نے ہی اسے
 شاخت کیا ہے اور اس کو بھڑکے بڑھ پھرت مار کر پورٹ
 کے مقامی سٹازے جسے سات بجے کے درمیان ہوئی
 وہاں ایک سواریاں سوارات سے ملنے کو لگا کر ایک کھانسی
 لاش کے قاصد کو ہوائے کا مطلب ہے۔ کورہا میں بے اپنی
 ساتھ کچھ لوگوں کی جہان میں ملوث ہیں۔ کورہا میں اپنی
 بات تمہیں کوئی دہائی کی کمری کو سوجھے سے تھا۔ وہ دوسرے
 پاس کیا جیجی فائز سات مارش میں بیٹے والی کمری کا ٹیڑھیں
 پڑا ہے۔ ایک سواریاں داخل ہوئی۔ کورہا میں کورہا کے بعد
 شاد آباد کے گھر کی گئی۔

”اسے پڑھیں اور جہاں پر داخل ہو گولی کی گئی ہے۔ اسے اسے فورے کو ہٹا دیتا ہوں۔“ اور پھر اسے لیٹر دے کر کہہ دیتے ہیں کہ دوسری گولیاں بھی ہیں۔ گولی داخل ہونے کے کارڈ پر لکھیں لیٹر دے دیں۔

”یہ زخم ہے۔“ کوئی ڈاکٹر بی بی بی۔

”اور۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ سرب کچھ باقاعدہ ہلکا ہے۔ اسے ہٹا کر شازان سے ضرور ہارنے کی کوشش کرے گی اور اس کی بھی کئی خوش خبری ہے۔“

”کیا۔۔۔ اسے اگلے چار چھ گھنٹوں کے اندر حلاجی کر دلوں تو ایسے جندہ ہار دے گی، بہت ضروری ہے۔“

”میسر“ کو بیڑا کھینچ کر آتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میں نے جان سیکر والے سوئیر پر ایک زندہ لگاؤ تاکہ پتا چلے کہ وہ کس لٹن کا کچرا اٹھاتا ہے اور کس مسئلے میں اسے مارا گیا ہے۔“

”تیس مہرے۔“

”غفلان کی چیکنگ رپورٹ کیا ہے؟“ وہ صوفے کی پشت سے اٹھ کر اٹھتے ہوئے بولا۔

”میری رپورٹ کے مطابق کافی عرصہ سے وہ بھی دھما

اعتراف مل ہوا۔
 ”مغنان میں جہیں کرنا کرتے آ جاؤں۔“
 ”دیکھیں کیوں، میرا جرم کیا ہے؟“ مغنان چرائی سے
 بولا۔

”تمہارا جرم ایک نہیں ہے کی ہیں۔ سب قاتلے
 چاکر بنے چلے گا، خاموشی سے میرے ساتھ چلو، میں نہیں چاہتا
 جہیں تمہارے آفس میں درگزر کے سامنے بے عزت
 کروں۔“

”دیکھیں کیوں تم اس طرح میرے ساتھ جتن نہیں
 آتے؟ میری گرفتاری کیے دارنظم ہیں تمہارے پاس؟“
 ”دارنظم لے کر ہی آ جاؤں۔“ یزدانی کا چہرہ یک
 جز ہنر ہات سے عاری ہو چکا تھا۔ مغنان نے ایک نظر اسے
 دیکھا اور پھر خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ قاتلے
 چلتے ہی سب آپسٹھلے اسے تباہ کیا۔ شاندار کو انوکھا کیا چکا
 ہے۔ وہ یک دم سے غضب ناک ہو گیا۔

”تو تم اپنی بہن کو انوکھا کرنے والی مٹھا حرکت کر رہی
 تھیں۔ ہو۔ تباہ کرنا تمہیں کہاں ہے؟“ یزدانی اپنے مخصوص
 اسٹائل سے باز آ۔

”یزدانی! مکوں سے یہاں بیٹھو اور مجھے تفصیل سے
 سب کچھ بتاؤ۔ شاندار کا انوکھا کیسے ہوا؟ اس نے کیا میں کچھ
 نہیں جانتا یا میرے بار۔“

”شائبہ! پورا ڈھنگ تم جانتے ہو سب کچھ۔ میں تم
 سے ایک ایک جرم انوکھا کروں گا۔ پہلے چاہئے شاندار کا پتا
 بتاؤ۔“ یزدانی کے تھوڑے آنے جانے کے بعد وہ بے گدے رہے
 تھے۔

”شاندار میری بہن سے ہیں اسے انوکھا کرنا سکتا۔
 میری تو کچھ کچھ نہیں آتا، تم کیا کہہ رہے ہو؟“ مغنان
 پریشان کھنکھاتے ہوئے بولا۔
 ”مجھے پتا تھا تم ایسے نہیں مالو گے لیکن آج تمہیں
 اعتراف کرنا ہی ہوگا، تمہارے پاس ایک کھینے کا وقت ہے
 ابھی طرح سوچ لو۔ تم بہت عزیز ہو لیکن میرا فرض مجھے
 زیادہ عزیز ہے۔“

”خادان کا ابھی خیر خیال رکھا، میں کھنے کے آ آ
 ہوں۔“ وہ ڈر کر سب آپسٹھلے خادان سے بولا۔

”یزدانی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔“ وہ بھی اٹھ
 کھڑا ہوا۔

”جب تک شاندار نہیں جاتی تو نہیں نہیں جاسکتے۔“
 ”اور تم بھی میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے جب

تمہارے پاس بات نہیں ہے تو۔۔۔“
 ”میں تمہارے پاس ایک کھینے کا آتا ہوں پھر
 تمہیں تمہارے جرموں کی تفصیل بتاؤں گی۔“ وہ اس کی
 بات ان کی کتاب تیز سے دیکھ کر اٹھا کر باہر چلا گیا۔

نار جہل میں برقی بجھتی ڈنڈی میں بکڑے، نائل
 ہٹ کا چہرہ پیٹے میں شہر اورد قاتل کو بار بار ہنگل کے کھینے
 لگتے جا رہے تھے، کچھ ہی دیر میں اس کا منہ جواب دے
 گیا۔

”وہ کادیک بند کرو دو سب کچھ میں تباہ ہوں۔“
 وہ بیانی انداز میں چلتے کہ تو اسی وقت لوینا جانے
 دوسرے کمرے میں دیوار گیر کی بڑی اسکرین پر دیکھ رہی
 تھی اٹھ کر بھی جتن آف کر رہا۔
 ”جب تک سچ جواب دیتے رہو گے برقی جھکوں
 سے خوفزدہ ہو گے اور۔۔۔“

”سب کچھ مغنان صاحب کے کہنے پر ہوتا رہا
 ہے۔“ وہ ہکا بکا ہوئے بولا۔
 ”لیکن شاندار تو مغنان کی سسر ہے پھر یہ سب
 کیوں؟“

”مغنان کے والد اپنی ساری برائیاں شاندار کے نام
 کر چکے تھے۔ مغنان کو بھول کر ڈیڑی تک نہیں کی تھی۔ اس
 کے اٹھ کر ہیز آؤندی تھے اس کو اپنا پر اپرہی سے پرہیز
 شروع کر دیا تھا لیکن شاندار جب اپنا میا نہیں میں جوتا
 تیار کرنے لگی تو مغنان نے اس سے پیسے اٹھانے کا طریقہ
 ڈھونڈ لیا۔“

”لیکن بیویوں کے لیے کئی اپنی بہن کی عزت سے
 نہیں کہیں۔“

وہ اٹھنے لگے یوں تو داخل ہٹ کے ہم مردہ
 پھر سے پرہیز کی طرح اٹھ چل گئی۔
 ”شاندار اس کی نگاہیں نہیں ہٹا رہے۔“
 ”اور۔۔۔“ اس کا سامنے چل کر سامنے آ گیا۔ ”تو
 پھر دو کون ہے؟“

”وہ اس کے والد کی دوسری بیوی کی اولاد ہے جس
 سے انہوں نے چھپ کر شادی کی تھی۔ مغنان ان سب سے
 خوش نہیں تھا۔ ان کے آفس میں بھڑے رہے جس
 سے ٹھگ اکرمال آؤندی اپنی ساری برائیاں شاندار کے نام
 کر گئے۔“

”مغنان کی بیکٹر پر کے متعلق کیا جانتے ہو؟“
 ”مجھے پورا دست تو کچھ معلوم نہیں کیونکہ لوگوں کے
 انوکھا خیرہ کا سارا کام مجھ سے کر دیتا ہے۔ مجھ سے برقی
 کچھ ہی دیر میں ہی ہے وہ پہلے میرے کھنے میں ہی رہا کرتا تھا
 پھر۔۔۔“

”کام کی بات بتاؤ۔“ دھمپے سے بولی۔

”مجھ سے ہی مجھے بتایا تھا کہ وہ زبردستی اپنی
 سیکرٹری کو قتل کر دیتے پھر مجھ کو کرتا ہے پھر ان کو انوکھا
 لیتا ہے۔“

”وہ ایسا کیوں کرتا ہے اور لوگوں کیا ہیں؟“ وہ
 تھوڑے سے بولی، اس کا دل اس کی رائیں میں رہا تھا۔
 ”میری تو مجھے معلوم ہے منجھبہ کے۔“

”لوگوں بند کرو، دیکھیں اس طرح سے تباہ لوگوں کیا
 ہیں۔“

”میں ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں۔“ وہ
 مٹھکاتے ہوئے بولا۔
 ”مجھ پر ان لوگوں کو انوکھا کر کے کہاں لے جاتا ہے یا
 کہاں پہنچا دیتا ہے۔“

سے ہاتھی ٹیکڑی اسٹریٹ لفٹی اینٹ میں ایک خالی
 کڑی ہے کی، وہ دیکھ کر ان کو دل پہنچا آتا ہے اس کے بعد پتہ
 نہیں کچھ وہ لوگوں کا غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ دونوں نے کئی
 مرتبہ جیک جی کیسے لیکن شاندار ابھی میں انکس دہاں سے نہیں
 اور شائبہ کر دیا جاتا ہے۔

”سافر فیکس لی ہے اس کا کیا قتل ہے، وہ اس سے
 کی اہمیت کر دیتا تھا؟“ وہ یوں تو وہ چرائی سے اوپر
 دیکھنے لگا۔

”جی، وہ دو بڑا خفاک اسٹگر ہے، مجھے نہیں پتا
 مغنان صاحب اس سے کیا سٹگر لے ہیں۔“ وہ اسے خوف
 کے کانٹے سے کہہ لوینا نے اٹھ کر دیکھ کر آف کر دی۔
 ”سفر اور کچھ نہیں جانتا، میرے خیال میں ہمیں
 مجھ سے کونسا کرنا پڑے گا۔ تمہیں ہے کوئی کیولر جائے۔“
 وہ اسے ایسٹ میں کامران حید سے بولی جس کی آنکھیں گہری
 سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

”میں نہیں یاد ہے یوں دو مہینہ بھی نہیں آئے کاشی کچرا
 اٹھاتا تھا۔“

”سفر ایک منٹ۔“ لوینا نے دوبارہ اسکرین اور
 مائیک اپ کی رائیں بٹ کے سفر پھر جب لائٹ پڑی تو
 وہ اوپر دیکھنے لگا۔ ”فارسٹ جہل میں لفٹی اینٹ اسٹریٹ



نابیدہ مددگار

امریکا کے دیہات کا ایک کسان خاندان ایک رات
 کو اپنے گاؤں میں سو رہا تھا۔ گاؤں سے ٹھوڑے سے ملے پر
 کچھ دھنکی تکیوں نے اس کا دل پر ڈاکا لگایا کچھ دھنکی
 رکھا تھا جس کی اطلاع گاؤں کے کسی نرکونڈ کو کچھ دھنکی
 اپنا کسان کی بیوی کا کاٹھا پڑا کر کسی نے زور زور
 سے بلایا جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں اس نے سوچا
 کہ یزدانی پر اس نے چکا آئی ہے لیکن تمام دروازے اور
 کھڑکیاں بند ہیں، کسی شخص کا زور اس کمرے میں نہیں ہو
 سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اگر یزدانی کی تو پھر غائب کہاں
 ہو گئی؟ کسان کی بیوی نے حرکت زدہ رہ گئی۔ اس نے سوچا
 شاید کوئی خواب تھا، لیکن مادے مکان میں محسوس پھر اس کی
 بات کا اطمینان کر لیا کہ گھر میں کوئی ابھی تو نہیں کس آتا تھا
 مطمئن ہو جانے کے بعد اس نے کھڑکی کھول کر میں ہی بنا
 منہ پر اپنی طرف جھکا تو اسے دور سے ملے پر شیشے ہوئے
 ہوئے نظر آئے۔ اس نے فوراً پہلے فوراً اور خاندان کے
 دیگر افراد کو بھانڈ کر چکا یا نہ ہوتا تو انکے نصف کھینے میں ان
 دھنکیوں نے سارا مال اور اسباب نوٹ لینے کے بعد انکس لگ
 کر دیا ہوتا۔

مرسلہ: قصیدہ سید یعقوب آباد

میں بکرا اٹھانے والے سوچ کر چلے گیا تھا۔
 ”میں نے کبھی کسی کو کئی نہیں کیا میں کبھی نہیں جانتا۔“

دو خوں سے کراہنے سے بولا۔
 ”میرا کچھ اس کی دان سناڑے ہے جو سے سات بجے

کے درمیان ہوا اس وقت میں ہی وہاں سے اٹھ کر گئے تھے
 کیا تو کسی نے کیا ہے۔“

”مم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں تو وہاں سات بجتے
 سے کوئی چار سات منٹ پہلے پہنچا تھا۔“

”لیکن جو سودی شاندار کو بھیجی کی وہ کس نے بنائی
 تھی۔“

”وہ تو مجھ سے ہے۔۔۔۔۔“ یک دم جیسے اسے یاد
 آ گیا۔

”ہاں اس دن مجھ سے نے وہاں ساڑھے چھ بجے
 بنگلہ کمرودی کے لیے مجھ سے کچھ بھیج کر تاکہ شاندار کو بہرہ



اعتراف

محمد رفیق اعظم

بعض اوقات انسان کی زندگی میں شکیب و فراز آتے ہیں... جو معمولی سا جھٹکا نہ کوئی بڑھا دیتے ہیں اور کچھ جھٹکے ایسے ہوتے ہیں جو زندگی کا رخ ہی موز دیتے ہیں... ایسے ہی ایک جھٹکا کشادہ بوجھ والے شخص کا احوال... وہ دوست کی خیر خواہی کو بھول کر احسان فراموشی پر اتر آیا تھا...

اس نرم کارِ ارباب جس نے دوستی کے رشتے کو بالائے طاق رکھ دیا تھا.....

یہ تو ارباب کی گوری کی سوئی گھوم رہی تھی اور سیر اور جھگمکتی ہوئی سوئی کو ایسے دیکھ کر ہاتھ جیسے وہ اس انظار میں ہو کر دقت خیم ہائے ارباب جو کچھ پیش آئے وہ والا ہے، اس کا سامنا ہے، سہمی نہ کرتا پڑے۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسے تاثرات تھے جیسے وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوئی کھیر رہا ہو کہ اس نے ہر گنہگارِ امت کو ایسا ہی کیا اس کے بارِ جود میں طرح طرح سے

جاسوسی ڈائجسٹ (211) جنوری 2018ء

”اب... بیٹی... جنت... تم...“ وہ بکھلا یا۔
”اے! اسے آؤ! یہی کہتی ہیں میں جو تمہارے جیسے دینی
کی دینی کی نظر ہو کر اپنا دینی کو توڑ کر ہو گئی ہے۔“ وہ انکشاف
کر رہی تھی اور وہ وہی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔
”تم کہتی ہو بیٹی...“

”شفت! اب تمہارے منہ سے یہ لفظ بیٹی جتنا نہیں
ہے۔ لیکن میں نہیں آساں موت نہیں دوں گی نہ تمہیں کسی کے
خواب کروں گی۔ میں باقی ہوں کچھ میرا طعنہ نہیں
بھائیں گی۔“ جنت اب اپنی بیٹی کی عدالت سے اپنی سزا پاؤ
گئے۔ ”وہ لڑکے کیسے میں ہوں۔“
”تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تم میری بیٹی ہو، آؤ
میرے سینے سے لگ جاؤ، بیٹی...“

”اب...“ وہ اپنے اپنے کمرے سے نکلے۔
”کچھ تمہارے لئے ہے۔“ وہ اپنے کمرے سے نکلے۔
”تم کی لافانی زندگی تمہیں لگائے ہو جو میرے
سے دور ہے۔“ اس کے کچھ میں دشت کی۔ وہ تیزی
سے دوڑا اور آقا کی دشت اور نہت سے ہو گیا۔

”اب...“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

”اب...“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

”اب...“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

”اب...“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

تا کہ تم سکون سے مرو۔ تا کہ تم بیکر۔“ وہ آہستہ سے اس کی
طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ بھی گولائی میں سرکتے ہوئے
دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

”جیسے صرف ایک بات کا جواب دیجیے اگل، آپ
نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ ان سے قصور کیوں کو اپنی زندگی
کی حیثیت کیوں چڑھایا؟“ وہ قدرے دھیر سے بولی تو وہ
قیسمتے لگے نہ لگا۔

”یہ سب میرے پچھلے تیس سالوں کی منت کا نتیجہ
ہے۔ میں ہر روز کو اپنی حیران کن ایجادوں کا۔ یہ سب
لڑکیاں میرے تجربات کی بنیاد پر قائم کرتی رہی ہیں۔ میں
اب ایک ایسا ایٹمی انٹرکٹ پیڑاں سامنے لا رہا ہوں جس
کے ہلکے اثرات انسانی جسم پر اثر انداز نہ ہوں۔ یہ جو
لڑکیاں نظر آ رہی ہیں، ان پر میں نے تاہم کی۔ یہ جو
نیکل، یہی اثرات کا تجربہ کیا اور بالآخر میں وہ چیز بنا
کر میں نے کامیاب ہو گیا۔ یہ سب انسانی جسم کے
کے یہ میری حیران کن ایجاد ہے اور اب اس کا تجربہ میں
پر کر رہا ہوں، تا کہ کوئی نہ بی، اب بہت ہو گیا۔
مزید دقت خفاں نہیں کرنا چاہتا۔“ وہ رشتہ شہر سے لڑا۔
”لیکن ہمارا تو آپ سے خون کا رشتہ...“

”میرا کسی سے خون کا رشتہ نہیں ہے۔ جیسے تم کہتا تھا
”سب سے زیادہ آقا کی دشت اور نہت سے ہو گیا۔
بند کر دے کواں۔“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

”اب...“ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس
کے چہرے پر موجود زندگی شان سے چھٹی نہ ہو گی۔ اس
نے راؤ لٹھا اور اس کے سر پر بار بار چاہا کہ وہ راؤ لٹھا
چکا اور ارباب وہ کسی سے اب بھی کے ساتھ رہی ہو گی۔
اس نے گھر پر آؤ! اس کے کان پر کاش لپٹا۔ وہ بلا لیا اس کے
ہاتھوں کی گرفت جیسے دھلی پڑی۔ وہ لپٹ کر ہو گیا۔
گھر پر آؤ! اس کے پیچھے لپٹ کر دوسرے سے
لے دو اور اس کی لپٹاری دھم لپٹے پر بھڑور ہو گیا۔ ہار
پس کی بھاری نظری نے سیزیم کو گھیر لیا تھا۔ لوہا کے
ریو اور کار گھر پر آؤ! اس کی طرف اٹھا۔ وہ لے لے پاؤں
چپے بھاگا۔

کے بعد کہ ایک سردار شاد خان کے ہاتھ لگا کر لیا۔ فیصلہ دینے کے بعد ان کے ہاتھوں کی ٹھٹھکیاں بندھ کر اور ہوش بچھا لیا۔
 شاد خان اور فیصلہ دینے والے سال کے بعد پھر شاد خان کے شرارت دہشتے۔ دونوں کا کاروبار خراب چنگ ہوا تھا اور ایک دوسرے پر اندھا اندھ کی طرح تھا۔ فیصلہ میرے دل میں حکم ایک دن صحت چھوڑا ہوا گیا اور اس نے مکمل بار کاروبار میں شاد خان کے حکم میں لائے بغیر ہم کا بیہوش پیر کیا۔ اس کی وہ چوری شاد خان کی نظروں سے بے اہل رہی۔ اس بات نے فیصلہ میرا دل جوڑ دیا اور اس نے شاد خان پر اعتراض ادا کر دیا جس میں شاد خان کو یہاں سے رخصت ہونا چاہیے اس کے سامنے میرے بچے کے سامنے ملنے چلے گئے اور شاد خان کی ناک کے نیچے فیصلہ میرا چہرہ کرتا رہا۔ اس نے جو بچہ کو لیا تھا، بڑی کوششوں سے کیا تھا لیکن اس کے بارے میں شاد خان کو اس کی بہک پڑی تھی۔

شاد خان کے کان تک کھڑے ہوئے تھے جب رخت رفتہ کا وہ بار نکھانے کی طرف جانے لگا تھا۔ شاد خان نے اس بارے میں غور کیا کہ مصالح میں جا ہوا کاروبار حکم نقصان کی طرف کیسے چل پڑا ہے۔
 اس بات کا ذکر جب شاد خان نے فیصلہ سے کیا تو فیصلہ نے شاد خان کو دوسری جانب منڈول کے لیے لے گیا۔ مصالح بیان کرنا ضرور گوری جس سے شاد خان کو حیوانات اصل مسائل کی طرف جانے کے بہانے دوسرے مسائل میں الجھا رہا ہے اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب بھی رہا۔
 شاد خان پریشانی اور تیش میں پڑے تھے کہ فیصلہ میرا کھانا کھرا لائے ہوئے تھے کہ میں شاد خان کو سوچ کا محور بدل کر اس کی جانب پر مرکوز ہوجاؤں۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ کھانے کے قابل نہیں رہے گا، اس کے لیے فیصلہ کو روکنا کر دیا تھا۔ فیصلہ نے سوچا لیکن نہ اپنے بچے کے لیے کی طرف بڑھتی ہوئی رہی وہ کسی قربانی کے مجھے کے لیے نہیں ڈال رہے۔ اس کی کھانہ اپنے اکانہ شہنشاہ کی طرف کی۔ وہ سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسے سر ہٹا کر لے۔ ابھی وہ بے سبب سوچ ہی رہا تھا کہ شاد خان کے ہاتھ میں گویا بے شک گئے جوچ بھی کسی کی طرف جاری ہوئے تھے لیکن وہ اس کے آگے نہیں چل سکتا تھا۔ اگر وہ بڑی دیر میں مکمل ہوجائے تھے۔ شاد خان کو اس کا مطلب ہے کہ اس کی کھانہ کے لیے بھی بڑی دیر سے تیار کرے کہ اس کے لیے تیار کئے جاتے تھے۔ شاد خان نے بھرا دھن کی تو اسے بھرا دوسری کمپنیں

کے لیے بھی ہو سکتی تھیں۔ ان معاملات کو شاد خان کو تو جہ سے نہیں دیکھتا تھا۔ اس لیے کہ اس نے فیصلہ سے میرا دیکھا ہوا تھا اور اس کی فضا میں کسی قسم کی کڑواہٹ یا غم نہیں تھا۔
 شاد خان کے ہاتھ میں چوری کا سرا آ گیا تھا اور اگر اس نے حساب کتاب کا کھانا یا خرچہ بھول لیا تو فیصلہ میرا کھانا یا خرچہ سے ہم پر پڑے۔ سوچ کر فیصلہ کانپ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ تمام جگہ میں اور شاد خان کے ہاتھ میں اس بچہ نہ آئے اور اسے کسی تھیل کا سامنا نہ کر پڑے۔ وہ دیکھ کر کھانے کو تیار نہیں تھا۔ یہی وہ کاروبار تھا جو فیصلہ میرا آگے میں بچاؤ کی محفوظ راستہ خست کر رہا تھا اور دوسرے کرے میں شاد خان اپنے سامنے قفل کھولنے لگے۔ فیصلہ نے اس کے سامنے کھانا دیا۔
 فیصلہ میرا جس حساب کتاب میں ہاں ہوں میرے لیے حیرت کے لیے دیکھتے رہے ہیں۔ میں نے ان کمپنوں سے بھی رابطہ کیا ہے اور ان سے ایک ایک مل کی کاپی بھی بھیجی ہے درخواست کی تھی۔ کچھ میرے پاس آگئے ہیں، ان میں اور ان ہوں میں تو بہت فرق ہے۔" شاد نے اپنی آنکھوں سے ایک اتار کر میز پر رکھتے ہوئے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

فیصلہ شاد خان کی بات سن کر کہ کچھ فیصلہ شاد خان کو اس میں لگا تھا۔ اس پر نہیں ہے، بلکہ وہ اس کی حساب کتاب میں الجھا ہوا ہے اور اس کی پہچان کرنا بھی مشکل ہے۔
 فیصلہ نے کہا تو شاد نے فاقہ اس کی طرف بڑھا دیا۔
 وہ ایک ایک کر کے دیکھنے لگا۔ اس کے کرتوت کا ثبوت اس کے سامنے تھا لیکن کے چند ہی اس فاقہ میں تھے۔ اگر کمپنیں نے ہائی اصل مل کی کاپیاں بھی میا کر دیں تو پھر فیصلہ کے لیے کھانا مشکل ہی نہیں ہو سکتا تھا۔
 "یہ تو چند ہیں۔ باقی بے شک آج بھی ہے۔"

اس نے جانا تھا۔
 "میری آفات ہوتی ہے۔ وہ دوسرے چاروں میں بیچ دیں گے۔" شاد خان نے اس کے سامنے اس کے چہرے پر ہنس کر گہری سوچ کی پرچھاٹیاں کیں۔
 "کیا خیال ہے کہ باقی مل آجائے ہے یا ہم اس معاملے کو جاننے کی کوشش کریں۔"

"خاموشی سے باقی مل آجائے تو بات کیسے کی۔ کیا خیال ہے ہم کس کی ایک کمپنی کے ساتھ ہنگ نہ کریں؟ اور دوسری بات ہے کہ جو کمپنی بچہ پر چڑھتا ہے، اس کا کس نہیں دیتا؟ ہم نے اس بارے میں تین تین کیوں نہیں کی؟"

شاد خان نے اس کی طرف دیکھا۔
 شاد خان اس بات نے فیصلہ کو چڑھا دیا۔ اس کے دماغ میں چوہا پھیل رہی تھی کہ وہ سامنا کرنا چھوڑ کر ڈال نکلا ہے۔ شاد خان کی کارکنوں کا ہل چلا تھا۔
 "ہاں۔۔۔ میری کوتاہی ہے کہ میں نے اس پر اس طرح سے غور نہیں کیا جس طرح سے مجھے کرنا چاہیے تھا۔" فیصلہ نے جوتے ہوئے کہا۔
 "کل ہم ایک کمپنی سے بیٹک کرتے ہیں۔" شاد کا لہجہ دوک تھا۔
 "کل ہم کو اپنے پیارے اور قریبی دوست انوار بیٹ کے بیٹے کی شادی میں اسلام آباد جانا ہے۔" فیصلہ نے فوراً یاد دلایا۔
 "یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ شاد کی کمپنی قیمت پر نہیں چھوڑ سکے۔ کل صبح جی جلدی لگتا ہے۔" شاد سوچنے لگا۔
 انوار بیٹ ایک سرکاری عہدے کی اہم سیٹ پر فائز تھا۔ وہ دونوں کا پرانا دوست ہی نہیں بلکہ ان کے کسٹمر کارڈ کی کمپنی چلتی جھانپتی ہے کہ انہوں نے اس کے بیٹے کی شادی پر ان دونوں کو بے پر کام سے ضروری تھا۔
 "شادی سے فارغ ہونے کے بعد ہم اس معاملے کو دیکھیں گے۔" فیصلہ بولا۔
 "کل کتنے بچے لگتا ہے۔" شاد نے پوچھا۔
 "کچھ تو بچے ہم اپنی گاڑی میں لگے ہیں۔ میں نے ڈراما بچہ کو گھبراہٹ ہے۔" فیصلہ نے کہا۔
 "کچھ سوچنے کے بعد شاد خان اسے جانے کا کہہ دیا اور خود ان ہوں میں گھوم گیا۔
 فیصلہ میرا بچہ کرے میں آ کر سوچنے لگا کہ اس سے کسی طرح سے بچھڑ کر کوئی کارکن شاد خان کے سامنے پیش کر دے گا کہ اس کی اپنی کارکن ہو سکے۔
 سوچتے سوچتے ایک ایک فیصلہ کر گیا۔ یاد آئی تو وہ شاد خان کے سامنے اس کی طرف بڑھ آیا۔ اس کی وہ کرے کے دورانے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس کا سیکلے ہوئے دوہانے سے شاد خان کی آواز اس کی سماعت سے گرائی وہ کسی سے فون پر بات کرتے ہوئے کھڑا تھا۔

"شادی سے واپس اس معاملے کے حل کرلوں گا۔ ابھی میں نے فیصلہ کے سامنے یہ بات بھی نہیں کہنے اس پر شک ہی نہیں بلکہ مجھے بھی نہیں کہہ سارا دھاری اس نے کیا ہے کہ کچھ دنوں گوں سے ہم عام مل لیتے ہیں۔ اس کے دھن فیصلہ میرا بچہ لے کر تھے۔ ہمارا پرچہ تو کھل چکی تھی اور دوسری کمپنی میں مل کی ناک کا کام کرتا ہے۔۔۔ ہاں ابھی میں خاموش ہوں۔۔۔ فیکس کے بحران ہوئی۔" شاد خان نے بات مکمل کر کے بعد فون بند کر دیا اور فیصلہ رو روانے سے ہی واپس لوٹا۔ اس کی بے چینی بڑھ گئی۔
 وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ اس کا مطلب ہے شاد خان نے مجھ کا کہہ کر یہ سب کیا دھاریاں کا ہے۔ فیصلہ میرے پاس آئے آپ کے بھانجے کے لیے ایک ہی راستہ تھا۔ اس نے سوچا اور مجھ کی لیے پریشانی کیا۔

اعتراف

کاردار کو بند کر دیں۔ اس کی موت کے بعد میں نے پھر سے کوشش کی لیکن یہ سہوہرہ تم ان قانون کو کچل کر پلو نقصان نہتا ہے کہ کس کی ڈھیر ہے اور غیر تم ہو چکا ہے۔ اب تم لوگوں کا پیچہ رہا نہیں کر دو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میرے ہمراہ جہاز کی سب سے بڑی اور اچھی تھوڑی تعمیر کروا دیں، جہاں سب سے پہلے کی سمیت میں نہیں اٹھنا چاہئے کیونکہ کڑا کرنا لوگوں کا پیچہ رہا نہیں کرنے کی کوشش کروں گا۔ ہوتے کیا ہوگا؟

دشاد کے بیٹے نے کچھ دیر سوچا اور پھر بولا۔ ”مجھے سوچنے کے لیے کم از کم ایک ہفتہ چاہئے۔“

”ہاں کیوں نہیں تم تلسی سے سوچ لو۔“ نصیر نے کشادہ لبی کا مظاہرہ کیا۔

وہ دن اور گزر گئے تھے۔ نصیر اس بات کو بھی بھول گیا تھا جو اس کے دماغ میں جمی کہ اس دن وٹاؤ نے کس کو اس کے بارے میں خون فرماتایا تھا، کیونکہ جب کبھی ٹھیک چل رہا تھا۔ اس مسئلہ کو زائیں بھولتا تھا۔ وہ اپنے کاروبار میں مصروف اور اس تباہی میں تھا کہ جب وٹاؤ خان کا چہرہ کوئی فیصلہ لے کر آئے تو وہ اس کے سامنے کاروبار کی غفلت تک مصروف حال رکھ کر اس کو چپکا کر دے۔

احاجک دونوں کے بعد..... استقبالیہ پر موجود لوگ
 نے نصیر کو انٹرکام پر اطلاع دی کہ کوئی سلیم پاشا کے نام کا
 آدمی ان سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ نام نصیر کو پہلی بار سن رہا تھا۔
 اس وقت نصیر کے پاس دقت تھا اور وہ اس سے ملاقات
 کر سکتا تھا اس لیے اس نے آنے والے کو بلایا۔

سلیم پاشا بیچپن سال کی عمر اور پنے اور لاہر سے جسم کا ایک تھا۔ وہ چلے ہوئے ٹکڑا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پتھر کا ہونڈ ٹپک تھا۔ نصیر نے اس سے پہلے اس کے جسم کو نہ تو مس کیا تھا اور نہ ہی اس سے کہیں ملاقات ہوئی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے معاملہ کیا اور نصیر احمد کے کہنے پر وہ

اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔
 ”معذرت چاہتا ہوں کہ مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔“
 سلیم پاشا نے کہا تو نصیر احمد کے چہرے پر حیرت کی لکیریں
 بھر آئیں۔ کیونکہ یہ بات تو سلیم پاشا حب کہتا اگر اس نے
 سے بلایا ہوا اور وہ مقررہ وقت سے دیر کے ساتھ پہنچی ہو۔

”معذرت کیسی.....؟ میں نے تو آپ کو نہیں بلایا تھا۔“
 صبر احمد نے کہا۔
 وہ مسکرایا۔ ”لیکن مجھے اس وقت پہنچنا تھا جب آپ کے

[illegible]

صغیر نے اس کی جیب میں سے اس کا موبائل فون نکالا۔
 اس کی شاخیں امدادی فیم کی گاڑی کا آلازم سنا دی دینے لگا۔
 سیرا جھرتے گردن جھماکر دیکھا کہ اوپر گاڑی بھی کھڑی ہوئی
 پھر اوپر اچکے لوگ بھی تیزی سے بھاگ اڑد کر رہے ہیں۔
 صغیر نے دشا خان کا موبائل فون اس کی جیب میں رکھ دیا
 رہے ہوئی ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کار کے کھلے
 دروازے سے نکلے ہوئے باہر چل کر زمین پر زخمی ہو گیا۔

☆ ☆ ☆
 اس سارے معاملے کی جانک جہش آئے والے
 اڈنے سے آگے نہیں بڑی کھینچ کر چھوڑا تھا وہ کل
 غلطی کا قحط پھیس اور دشا کے خامدانہ دالوں کے سامنے
 سوٹ چھوٹ کر رہا ہر گز کوئی شکار کی سوٹ کا سب سے
 پادہ معاہدہ ہی ہوئے۔ فیسمے نے دیان بیان کیا تھا جو
 پادہ معاہدہ ہی تھا جس کی طرف اعلان کی طرف کیا
 کی طرف کا رد واذہ کھلا اور وہ ہر گز کی طرف کیا
 کھاتا دیا چھوٹے جانے لگا کہ مشکل اس نے کرتے ہوئے
 ٹوٹی کو کچھ کرانے آپ کو مزید بیچنے جانے سے رد کا اور
 کی زبان۔ فیسمے نے بیان کیا اور جانے سب
 کھو، کھو، کھو۔

نصیر چمن ڈاکٹر کے پاس زیر علاج رہا اور رفتہ رفتہ سب کچھ معمول پر آ گیا۔ نصیر احمد کو جو ذرا تھا، وہ ختم ہو گیا تھا۔ اس ایک دھڑکا کا ہوا تھا کہ دلشاد خان نے فون پر اس کے رے میں کسی کو بتایا تھا۔ کہیں وہ حکم سامنے نہ آ جائے مگر اس نے اس کا بھی عمل سوچ لیا۔

اس واقعے کو ایک ماہو گیا۔ قصور سحر نے رشتہ داران کے لئے بڑے کوا کر اس کے سامنے فائلوں کا اہار رکھتے ہوئے کہا۔

پہنچے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے روز بھی کیا کام میں بیٹھ کر رہا ہو۔ آپ دو بیہ جان دور سے کئے گا کہ جو بھی کار کی طرف منہ کی اس کی سائڈ والا دروازہ کھول کر کیا اور وہ اپنے پچھلے کچھڑا میں بائیں کاتھا بیٹھ بیٹھ جانے لگا۔ بھٹکل اس نے کرتے ہوئے کہہ کر کے دروازے کو پکڑ کر اپنے آپ کو باہر بیٹھنے کرنے سے روک دیا۔ کار اس اعجاز میں اس بڑے سترے کے ساتھ کی ہوئی تھی کہ جب تک وہ جاکر رہتے نہ تھے، تاہم کار کے ساتھ کیا اور وہ اس کی کھلی نہیں تھا۔ سمجھنے سے اپنے آپ کو کھڑا کیا اور اگر دروازہ کا کھڑا کرنے کے لیے کے اندر اپنی طرف کا دروازہ دو کھولا اور دروازے کے اندر اپنی سائڈ پر بیٹھ گیا۔ اعداد و شمار خان بیٹھ کر اس کی طرف سے ڈنگی تھا۔ اس کی سر پر چٹا پتھر اور خن بھرہ تھا۔ چٹا کس کے سینے پر کس شیش پر چڑھا کی لیکن اس کے اوپر جوڑو ڈھونڈتا تھا۔ ”تم کی بات کر رہے نہیں ہو۔“ ”فیرے والوں سے پکار کر اس کا سر پھوٹا جا گیا۔“

آواز میں مشکل پہنچا۔
 "مجھے یہ کراہی قایم کرتی ہو کہ تم مجھ تک پہنچ گئے تھے۔"
 لیسیر کے لیے میں سفاکی لائی۔
 "ہاں... تم نے کاروبار کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن مجھے امان ہے کہ تم اس کے اپنے آپ کو بچانے کے لیے برسوں کی دوشی کو بھول جاؤ گے اور میرا سہارا کر دو گے۔ تم جو کچھ میرے حوض سے کھینچ رہے ہو، اس کو ختم کر دو۔" دھماکا
 خان کی آواز گئی۔ میں برسی ہوئی۔
 "میں نے شاید یہ چوٹ لگنے کی ہے جسے اس کے لیے لگانا ضرور پڑتا۔
 دو ہفتہ اور گزرا۔ "ابن" مجھے تم بتاؤ کہ تم نے میرے سہارا کیل
 یون پر کس سے بات کرتے ہوئے میرے بازو سے میں
 جاتا ہے۔"

اس کی بات سن کر دلشاود خان نے بے عمل مرغا کر اس کی طرف دیکھا اور ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ میں کی در پولا۔

”تو تم نے سنا لیا تھا۔“
 ”ہاں میں نے سنا لیا تھا۔“
 ”تو نہیں بتاؤں گا۔“
 ”جیسا بتانا پڑے گا۔“
 ”بتاؤ یا تو تم کا تمام تک کہ مجھے سمجھو گے..... لکھوے کہ میں
 نے وہ فیصلہ ٹھیک کیا تھا۔“ لانا لکھ مجھے ہمارے اس
 فیصلے کا احوال دے دو نہیں تھا۔“ وٹاؤ نے گرب سے
 لٹک لیا۔

دووں نے اپنی اپنی بیٹیاں بدل لیں۔ اب دلشاد اور انیسویں گرنے لگا۔ کچھ آگے جا کر نصیر نے کہا کہ وہ کار کا رخ واپس جانب موڑ لے۔
 ”وہاں کیا ہے؟“ دلشاد نے کار اس جانب موڑ لی تھی۔
 ”ابھی بتا ہوں“ اس نے کہا۔

کارمرنگ سے بہت کرا اندر کی جانب کھائی کے پاس ہی رک گئی۔ کار کا رخ کھائی کی طرف تھا اور کھائی اسی گہری نہیں تھی لیکن خطرہ کہ جس کی سٹارچ چوٹیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ کھائی میں نیچے دور آبادی دکھائی دے رہی تھی۔ دور سے ایسا لگتا تھا جیسے چوہے چھوٹے گھر آباد ہوں۔

”یہاں کیا ہے؟“ وٹاؤ نے پوچھا۔ وہ حیران تھا اور وہ سوچ بھی رہا تھا کہ اس نے کیوں نصیر کی بات اتنی جلدی مان لی کہ نورانی کا اس طرف لا کر کھڑی کر دی۔

”مجھے لگتا ہے کہ کار کا پچھلا ٹائر کچھ ٹھیک نہیں ہے۔“ نصیر کہہ کر کار سے باہر نکلنے لگا۔

”میں کار کا رخ بدل لوں، نیچے ڈھلان ہے اور مجھے خوف آرہا ہے۔“ دشا دیولا۔
 ”گھر کے دروازے پر ایک منٹ۔“ نصیر کہہ کر باہر نکلا۔ دشا کو

[illegible]

کار کا اس پتھر سے کھرا کر دکھانا لیسٹر کی منسوبہ بندی میں رکاوٹ کا باعث تھا۔ کار کھانی میں بیٹے نہیں مگر کچی۔ اس کا خیال تھا کہ کار بچے کرے گی اور تباہ ہو جائے گی۔ مشائخاں کا خاتمہ ہو جائے گا اور وہ حادثے کا ڈراما رچا دے گا۔

وقت ضائع کرنا مناسب نہیں تھا۔ کمالی میں پہنچ جانے کے لیے اس نے خود جو سوا تھا، اس کے مطابق وہ پہنچے۔ تھک گیا اور قندازاں اس کا ہاتھ، مٹی میں لت پت، چھوٹی چھوٹی سرنگ لے پہاڑوں سے گزرا، دُکھی ہوتا جوئی وہ کار کے پاس پہنچا اس نے ہاتھ بڑھا کر کاردار وہ بڑا کڑوا نصیب خود بھی دُکھی ہو گیا تھا، اس کے کپڑے صحت

اسے جینے کو اطلاع نہ کر دی، دوپہی آ گیا۔ پانچ دن کے بعد جب اسپتال کے سے فارغ ہو کر بیمار کا شن دیکھنا جا رہے تھے تو امداد اور دوا گھر جان منتظر کھڑے تھے، ہماری کار کا ٹائیک نے ہنٹ ہو گیا۔ میرے لیے دو گھنٹہ کا سفر تھا، آج کل کی گاڑیاں آگے آگے جا رہی ہیں۔ میرے باپ کو اسپتال میں پہنچ گیا۔ امداد کو شکر کی وجہ سے زخم پر ابھرے ہوئے اور جب میں پہلے بھرنے کے قابل ہوا تو ایک ماہ گزر چکا تھا۔ تب میں نے تصاویر نکالیں اور آپ کے پاس حاضر ہوا کہ میں ہوں۔

”تم جو نے فریڈ ایچ کو میری چٹلی ٹھہریں بنا کر لے آئے ہو میں اس کی سبک دیکھتا ہوں۔“

”مرد اور بچے۔ بات ہو جانے کے یہ تصویریں چٹلی نہیں ہیں اور بچے ہیں۔ تو ہوائے کے یہ تصویر ہیں تو میرا آپ کا بچا مشکل ہو جانے کا جبکہ سانپ کے ڈسنے اور مارنے کے بعد مجھے ایسی طور پر بہت کچھ لگا چکا ہے۔

میرے کار بیٹا بچہ جس کے میں سارا سے احسانات ایک طرف دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا کیا ہو گا۔ امداد کے بچے کو یہ سب شہوت دینے کے سہانے ہیں سب آپ کے حوالے

[illegible][illegible]

”یہ کیا ہے؟“ نصیحتی لہجے میں گھبرا گیا تھا۔
 ”یہ تو میری بری گلیاں جو میں نے اپنے گھر سے
 منوخی کے تھیں کیونکہ میں ایک پتھر توڑ کر اس کو فروں میں
 پھینک دیا۔“ اس نے ایک سال پہلے ایک تقریب میں ہونے
 والی بات یاد دلانے کے لیے سلسلہ کے ایک بھائی کی طرف اشارہ کیا۔
 ”اپنا اسٹوڈیو بنانے کے لیے مجھ کو کم کی ضرورت پڑی تو

”وہ دشمن خان نے مجھے دے دی اور میں زانی اسٹوڈیو کا
 لنگ بن گیا اور شاہد صاحب نے مجھے سرور واپس بھیجیں
 وہ بہت اچھے انسان تھے اور میں ان کی عزت کرتا
 تھا۔“

”مجھے یہ سب کیوں بتا رہے ہیں؟“ وہ کہنے لگا۔
 ”میں نے یہ سب تم کو بتا دیا ہے کہ تم کو کبھی کسی سے
 ”نہایت کڑوا جانا“ کے سوا کسی اور خطاط صاحب کا
 حق کیا تھا؟ کیا وہ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان کا
 پانچ برس تک کیسے آپ کی خدمت میں خوش ہوا۔ وہ
 دیکھ کر بھی کہیں اندر سے ہرجت کی خوشی نہیں
 چھپاتا تھا۔ مجھے بھی نہیں۔“ اس نے فیصلہ کر لیا۔
 ”میں نے یہ سب تم کو بتا دیا ہے کہ تم کو کبھی کسی سے
 ”نہایت کڑوا جانا“ کے سوا کسی اور خطاط صاحب کا
 حق کیا تھا؟ کیا وہ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان کا
 پانچ برس تک کیسے آپ کی خدمت میں خوش ہوا۔ وہ
 دیکھ کر بھی کہیں اندر سے ہرجت کی خوشی نہیں
 چھپاتا تھا۔ مجھے بھی نہیں۔“ اس نے فیصلہ کر لیا۔

جاسوسی ڈائجسٹ (1216) جنوری 2018ء

بندوبست

عکس ناطق

ہر آدمی کی زندگی کا انت ایک جھسا ہوتا ہے صرف ایک چھڑا اسے دوسروں سے ملکر دہانی ہے... اور وہ یہ کہ اس نے زندگی کیسے گزاری اور اسے موت کیسے آئی... ایک چھوٹے سے قصبے میں زندگی کی صعوبتوں کو برداشت اور انصاف کے منتظر غریب کسانوں کی کسمپرسی... ان کے حلقوں مالکان چاہتے تھے کہ انہیں اس قدر تنگ کر دیں کہ وہ اپنی زمین چھوڑ کر چلے جائیں...

اس شخص کا رونا رونا تھا جس نے میری زندگی کو گن گنا تھا...



سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور زمین کی سطح پر بھی گہری چمکنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے میرے چوٹی کی ایڑی پر بھڑک ٹپ ٹپ... کوئی پردہ کی لاش کے گرد پھیلے ہی صبح اٹھا ہو چکا تھا۔ پردہ زمین پر چٹ پڑا ہوا تھا اور اس کے سر کے پھیلے حصے میں ایک سورج کی شکل دکھائی دے رہی تھی۔ زمینوں کے مالکان بڑا ہمت کے

کر دیا۔ نصیر نے جیک کو پیراٹ دیا۔ اس کے اندر میں ایک ہی غالی غالی تھا۔ غالی غالی کے اندر تھا پیر اور ان کے ٹکڑے موجود تھے۔ اس نے سکر آ کر اس غالی کے کورڈز میں رکھ دیا اور محنت مندا آئی کہ جانے کا کہہ دیا۔ اس کے جاتے ہی شکم پا ہوا۔

”میرا انڈی پن قاتیہ کر میں سارے عورت کے گر یہاں آ گیا۔ مجھے پتہ چلے تھا کہ میں یہاں ڈال کر تار اور بھر آپ کو کیلک کر دے گا۔“
نصیر قہقہہ کر رہا تھا۔ ”اب تم نکلو یہاں سے ورنہ جس طرح میں سے اپنے بگلی دوست اور بڑی پائپر کو صحتا دے کر اپنے اہل خانہ سے ملو گے۔“
اس کی بات سن کر نصیر پاشا نے سوتیلے کا ہونے سے اس کی طرف دیکھا اور بے بسی کے عالم میں بولا۔ ”یہ شیک نہیں کیا آپ نے۔۔۔“

”تم جانتے ہو کہ میری بیوی کا ڈنڈا اور وہ چھوٹا کھانے کا باہر بیٹھ کر دے۔“ نصیر نے درخت کے نیچے میں کہا تو جا رہا تھا کہ کمرے سے جی دست جاتا ہی پڑا۔ اس کے جاتے ہی وہ بڑا ہوا۔ ”یہ جیک کیل کر کے آیا تھا۔“ اس نے نصیر سے بڑا ہوا۔ ”اسی اٹھا میں کمرے کا دروازہ کھلا اور نصیر پاشا پر کمرہ دار ہوا اور اس نے آتے ہی کہا۔

”ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ میری شہرت کے ساتھ ایک خفیہ کمرہ کا ہوا ہے جس میں ہماری ٹنگو اور آپ کا اعتراض رکھا ہے۔ اور وہ کمرہ یہاں ہے۔“ نصیر پاشا نے آگے بڑھ کر اپنے کوٹ کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ نصیر نے جیک کو درم درم دیکھا۔ اس کا ہر چہرہ ہو گیا اور کھرا ہمت چہرے سے برسنے لگی۔

”اب مجھے بھی مارا جائے گا۔“ نصیر نے بڑی درمی طرف بڑھا دیا اور وہ اپنا پتلی لٹا کر چاہتا تھا لیکن اسی اثنا میں دھان خان کا چٹا پتلیس کے ساتھ اندر داخل ہوا اور نصیر اچھا ہی جگہ سارکتا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت نیک رہی تھی۔ وہ اب سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”میں اسحاق پر امیں نہیں ہوں۔“ پہلے میں نے دھان صاحب کے بیٹے کو گاہہ پھر ہم پر نہیں کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ اب آپ اپنے اعتراض سے بھاگ نہیں سکتے۔“ نصیر نے کہا اور پتلیس نے آگے بڑھ کر نصیر کو ہتھکڑیاں لگا دیں۔

کے حوالے کر دوں تو مجھے کیا لے گا؟ میرا نقصان تو اپنی جگہ رہے گا اور میں تو کھانے کا سودا کر لوں گا لہذا آپ کا چٹا مشکل ہو جائے گا۔“
”مجھ کو ہوں۔“ وہ سکرایا۔

”آپ نے اپنا جرم چھپانے کے لیے دھان کو مار دیا تا ناکہ وہ لیا کر دیا لاکھ روپے مجھے دینا آپ کے لیے مشکل نہیں ہوگا۔“ نصیر نے اپنی ناک کا غہر کر دی۔
”مشکل تو نہیں ہے لیکن دھان نے یہ اچھا نہیں کیا تھا کہ وہ جیسے راز دار بناتا۔ تم سے اس معاملے کا مشورہ کرنا مجھے بڑا جیسے مارا گیا۔“ دینے اور تم اس کی جان بھانے کے لیے میرے سامنے آ جاتے تو میں کو دشمن نہیں کہیں، میں مار دیتا۔ جہاں ایک کو مارا وہاں دوسرے کو مارنا کونسا مشکل ہوتا۔“ نصیر جھج سے انداز میں سکرایا اور بھر بولا۔
”میرا حال میں نہیں صرف پانچ لاکھ روپے دوں گا۔ سارے عورت میرے عہدے کر دوں۔“

”اس لاکھ روپے سے تم بات نہیں ہوگی۔ کیونکہ میرا اتنا ہی نقصان ہوا ہے۔ ورنہ مجھ کو دیکھو اس کے ساتھ یہ سب قصور ہیں دھان کے بیٹے کو پتلی پڑیں کی۔ تاکہ مجھے وہ لاکھ روپے نہ دینے کی سزا میں آپ کو دوں۔“ نصیر پاشا اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔

نصیر نے سوچا کہ بحث کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ وہ دھان لاکھ روپے دے کر اس کا منہ بند کر دے۔ اس نے دھان خان کو صحتا کر کے لٹا لٹا کھا کھا کر مار لیا۔

”میرے بھائی۔“ نصیر نے کہا۔ نصیر پاشا بھر کر کی پڑتے گیا۔
”مجھے ساری قصور ہیں اور کچھ دو۔“
نصیر پاشا نے جیک سے ایک دوسرا لٹا لٹا اور بولا۔

”سب بھائی میں بند ہے۔ جیک کو ہر ہائی کر میرے پاس کوئی ثبوت نہیں لیکن ایک ہائی کر دین اور دوسرے ہاتھ میرے ساتھ نہ جیت۔“

”میرے ساتھ آؤ۔“ نصیر احمد نے کہا اور وہ اسے لے کر چیلنے کے لیے چلا گیا۔ وہ رونا رونا دھان دھان جاتے ہی نصیر احمد نے ان کا کام پر کی کو اعدا دے کہا۔ کچھ دیر کے بعد ایک محنت مند آئی اندر آ گیا۔ نصیر احمد نے اسے تم دیا۔

”اس سے جیک نہیں کر۔“

”یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔“ نصیر پاشا نے گھبرا کر کہا۔ اس کے گمان میں نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہوگا۔ صحت مند آئی نے جیک مجھن کر نصیر احمد کے حوالے

اعلام میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے جبکہ ان کی تینوں پر کام کرنے والے سارے مزارع خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ گران کے حالات وہ بالکل ان کیسے تھے۔ وہاں سے گزرنے والے ہر ایک سے لاش کے بارے میں سوالات کر رہے تھے جن کا کوئی جواب نہیں مل رہا تھا پھر میں نے کسی کی زبان سے تو یوں کا لفظ سنا جو میری بیانی ہو گئی۔

گزشتہ موسم گرما میں کچھ مزارع اٹھنے ہوئے اور انہوں نے سالہا درنہ سالہ فارز و بیٹیاں کے نام سے ایک پتھر بنائی جس نے ان زینداروں کو پریشان کر دیا جن کی زینٹوں پر وہ کاشت کیا کرتے تھے۔ مزارعوں کی اکثریت چاہتی تھی کہ انہیں بھی اس زینٹانی میں حصہ لے جو زمین وادوں کو کھپاس کی شکل کاشت کرنے کے بدلے دی جاتی تھی۔ اس قانون میں کیا تھا کہ کسی بھی مزارع کو زمین سے ہو کر کھپاس لگایا جائے اور زیندار انہیں ضرر یا زیادہ دیکھ کر فراہم کرنے کے پابند ہوں گے لیکن زیادہ زینداروں نے پوری رقم اپنی جیب میں رکھ کر دروغ گردی اور وہ اس انتظار میں رہتے کہ جوگ کہ واقعہ کبھی سے جگہ آکر مزارع خود ہی زمین چھوڑ کر آئے ہیں کہ چنانچہ یوٹین سے ایک دیکل کی خدمات حاصل کیں اور زینداروں پر مقدمہ کر دیا۔ اب ایسا باتیں سننے میں آ رہی تھی کہ یہ زمین وادوں کا ایسے نام نہاد اور مکاری کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں جہاں کتنا بڑا زمین کو کھپاس لگائی جائے۔

میں نے شگرمی شیفر کو کھپاس کی طرف جانے سے روک دیا۔ وہ مزارع پر ایک اپنی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے ان سے پاس سے گزر دیا۔ وہ غور سے ایک کاشتکار غلامانہ سے تعلق رکھتا ہے جسے دادا نے اس کی دنیا کو دیکھنے سے روک دیا تھا۔

ہوئے اس کے تعلق افراط و تفرات برداشت کیے اور اب وہ ایک دیکل تھوڑا اور باضابطہ یوٹین کا ساتھ ساتھ اس کے بارے میں شہر چھوڑ کر وہ کیڑا ہے۔

ایک طرف میرے چند مزارع کھڑے بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ قانونی طور پر یہ کہا درست ہو گا کہ وہ میری آٹھین کے مزارع ہیں لیکن انہوں نے مجھے میں ان کے دوسری داری سونپ دی تھی۔ میں نے غصوں سے ان کو مجھ سے کوئی کرنا چاہا۔ میرے ہیں چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا۔ دوسرے زیندار بھی بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ وہ میری طرف سے مشکوک تھے کیونکہ ہم اپنے زیندار میں کوئی نظر ان میں سے صرد دیا کرتے تھے۔ میں نے ایک مزارع سے یہ کہا۔

"لاش کیسے رو پڑی ہے؟"

اس مزارع کا بیٹا بیٹا تھا۔ اس نے میرے ایک اور مزارع بارڈوک کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شگرمی۔ وہ نہ کہاں تھا۔"

"شگرمی بیٹا۔" میں نے اس کی بات کاٹ دی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ وہاں بات پر اسے جہاز دوک نہ لے جاتی کی۔ میرا دوست اس کی زبان سے سننا چاہتا تھا۔

یہ تینوں مزارع بھی پر دھک کی طرح غصہ کرتے تھے۔ وہ میرا مزارع نہیں تھا لیکن تینوں میری زمین پر کام کرتے تھے۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے سب سے پہلے لاش دیکھی۔" میں نے بارڈوک سے کہا۔

"جی چاہ۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے میں ہی یہاں آیا۔ یہ باطل اس طرح ہوا تھا کہ میں دیکھ رہا تھا۔" اس نے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ میں قسم کھا سکتا ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ میں دیکھتا تھا کہ وہ سر چنپا ہے۔

مگر کوئی یہ موقف ہی اسے ہاتھ لگا۔

"کیا نہیں سمجھتا کہ اندازہ ہے کہ وہ کتنی دیر وہاں پڑا ہوا تھا؟"

"شاید زیادہ دیر نہیں ہوئی کیونکہ اس کا خون ابھی تک جھانکے۔"

"دیکھ۔" میں نے کہا۔ "یعنی تم اس وقت سے یہاں موجود ہو گئے اسے مار چکا ہو؟"

"جب میری نظر لاش پر پڑی تو میں ہلک کر رہے دیکھنے لگا۔ یہاں کہیں سے بتایا کہ اسے ہاتھ نہیں لگایا لیکن فرما کچھ کیا کہ کسی کی لاش ہے کیونکہ میں اس کی گردن پر ایک پھوڑا پھیلے ہوئے تھا۔"

"پھوڑا؟" میں نے جوتھے ہوئے کہا۔

"ہاں، وہ پھوڑا میں نے مکلی بارڈوک دیکھا جس میں اس نے بیٹے کیا تھا۔"

"یعنی تم فوراً سمجھ گئے کہ یہ دھک کی لاش ہے؟"

"جی چاہ۔ ایک بات اور بتانا چاہتا ہوں۔ شہر میری کی وجہ سے زمین پر مٹی کی تھی۔ مگر اس پر دھک کے قدموں کے نشانات نظر آئے تھے۔ میرے ہاتھ پر دھک کے نشانات نظر آئے تھے۔ مگر میں نے ان کے علاوہ کسی اور کے نشانات نہیں دیکھے۔ اس نے جی کہتے ہوئے پڑا۔

وہاں پر دھک کے علاوہ صرف اس کے قدموں کے ہی نشانات تھے۔ سب سے پہلے بارڈوک ہی شہر ہوتا کہ اس نے ہی پائی کیا ہے۔ میں نے لاش کی طرف دیکھا۔ وہاں لوگ بھی یہاں آئے۔ میں نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ کیا لاش کے قریب کسی کے قدموں کے نشانات تھے لیکن کچھ یاد نہیں آ رہا کیونکہ میں نے پہلے اس پر چڑھ چکی تھی اور اب وہ جگہوں کے بیچوں تھے۔ دیر کی جاگھی۔

میرے رات میں ایک ایک خیال آیا۔ میں نے اس سے یہ کہا۔ "تم پر دھک کے گھر کیوں جا رہے تھے؟"

بارڈوک نے کھڑے کھڑے بول دیا مگر بولا۔

"میں اس کے لیے کچھ مٹر کے دانے اور تھوڑا سا کشت لے کر جا رہا تھا۔"

میں اس کی بات سمجھ گیا۔ بارڈوک کو میری آٹھین کی طرف سے درخواستی میں اس کا حصر تھی اور اس کی صورت میں مل رہا تھا لیکن پر دھک ہمارا مزارع نہیں تھا۔ اسی لیے بارڈوک کو ڈر نہیں ہوا کہ پر دھک کو تھوڑا سا سامان دینے پر ہم کا دل نہ ہو جائے۔

"کوئی بات نہیں اگر تم اپنے بیٹے میں سے کچھ ضرورت مندوں کو دے دو۔ یہ ہو تو اس پر کسی کوئی پریشانی نہیں ہوتی چاہے کچھ بڑا ہو یا بات ہے۔"

مکلی بارڈوک سے میرے پر سرگرمی آئی اور وہ بولا۔

"تم میری آٹھین بہت اچھی ہیں اور تم بھی۔"

شگرمی شیفر ہمارے پاس آتے تو اس نے اس سے کہا۔ "آہ، وہ نہیں آتے۔ مگر اس کے ٹھکانے پر یہاں سے میرا بارڈوک ہے جس نے سب سے پہلے لاش دیکھی۔"

"ہاں، وہ بارڈوک سے قاف ہوئے ہوئے بولا۔ "کیا تمہارے پاس کوئی تھوڑا ہے؟"

"نہیں، میں یہاں تھوڑا سا بھرتا ہوں۔"

"تم کوئی سمجھتے ہو کہ تمہیں کسی دیکل کی ضرورت ہے؟"

بارڈوک نے اسے قدموں کے نشانات دیکھ کر ہاتھ میں بتایا۔ شیفر نے ایک دو دن دیکھ کر ہاتھ بولا۔ "یہ کے ٹھکانے سے کیا قاف آتا ہوا آیا تھا یا کسی نے ہوائی جہاز سے کوئی پھانسی؟"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اسے کوئی کی تھی۔"

شیفر بولا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اس سے یہاں آئے یا مارا ہے کوئی مارو۔"

میں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آٹھین مل گیا ہے؟"

شیفر نے مجھ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "میں نہیں جانتا۔ ممکن ہے کہ اس میں کچھ میں سے کسی نے دیکھا یا اٹھایا ہو یا قاف یہاں سے جائے وقت اسے اپنے ساتھ لے گیا ہو۔"

بارڈوک اسی لیے پریشان ہے کیونکہ اسی نے۔

"نہیں، میری بات سنو۔ یہ جگہ قدموں کے نشانات سے میری ہوئی ہے اور میرے امیڈ ہے کہ جب تک بارڈوک یہاں آکر وہ تمام نشانات میں دیکھ کر ہمارا کچھ نہ کرنا چاہ رہے ہو کہ قاف کی فوقی اٹھو تو قاف تھا۔"

اس نے میرے جواب کا انتظار کیا۔

بارڈوک نے کہا۔ "تم نے جو قدموں کے نشانات دیکھے، ان سے کہیں زیادہ کسی ہو گئے ہیں۔"

"میں سر شیفر۔ میں نے اس جگہ کو اچھی طرح دیکھا تھا۔ میں صرف میرے اور پر دھک کے نشانات ہی دیکھتا تھا۔"

میں نے شیفر کو بتایا۔ "میں اس علاقے کے قریب و جوار میں بہترین شکاری سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اسے قدموں کے نشانات کی خوب پہچان ہے۔"

وہ دھن سے بولا۔ "اگر آپس میں کوئی بات معلوم ہو تو بارڈوک میرے پاس آئے ہیں۔"

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" بارڈوک نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ مجھے بائبل صرف اٹھانا ہو گا اور خداوند کے دروازے پر جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

شیفر نے اپنے بے ہوش ہمارا۔ "دیکھ، یہ لیکن تم میری غیر موجودگی میں پچیس سے کوئی بات نہیں کر گئے۔"

"ہاں کل سر شیفر۔" اس نے اپنی بات پوری کی جی کہ شرف آ گیا۔

شیرف راک سے میرا پہلے ہی واسطہ پڑ چکا تھا اور میں اس کی ڈیڑی کی تحسین کو اس کو اس کے زمانے سے جانتا تھا۔ شیرف کا بیٹا ہوا تھا جبکہ میں اس کے مقابلے میں مارہ فوج داغ ہوا تھا۔ مجھے شرف سے متاثر رہنے کی ضرورت تھی۔

وہ دونوں لاش پر بیٹھے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ کچھ اور پچیس دانے بھی آگئے اور تحسین انہیں مایا دینے لگا۔ اس کے کہنے

آفس جہاں آرا تیکہ بازار سے نئے ٹیشن کا مہینہ
چلنے کے لباس لے کر آئیں، اسے پہن کر کھڑک دوام آئیے کے
پاس گئی۔ سڑاکا جائزہ لیا مگر حسب عادت مہینے نہ
ہوئے، ان کی نظریں ادھر ادھر کی ایسے فضا کو ڈھونڈنے
لگیں جہاں تیل پانی ہوں سے ان کی طرف دیکھے۔
اطلاق سے سامنے والی بلڈنگ کے بیچے پر بیٹھا ہوا ایک

پھر بائپ درست کر دیا۔ افسانہ۔ جس میں آرا دیکھنے سے اس کی
توجہ بائپ طرف مبذول کرانے کے لیے فریضہ پر دروازے
باز کر دے، وہ حوجہ نہیں تو بائپ کی طرف نہیں براگا
تھی۔ بلکہ وہ حوجہ نہیں ہوا تو فیض سے ہر کھڑکی کے سامنے
کا کھڑکی ہوئی اور بائپ کے افسانہ کا ہر کھڑکی طرف پھینکا۔
پھر نے حکم کر ان کی طرف دیکھا اور بولا۔
”معتز! اس کا آپ کو نہ دیکھیں، میں پہلی بار کسی پھر کو دیکھنے کا
حق ہوتا ہے“

ایک قائد اور صاحب کار غم ہو گیا۔ کسی ایرانی نے سرخ کو کچھ اور ذبح کر کے کھایا اور سرخ کی کھال پر لٹا دی۔ جب خانے دار کو سرخ نے ملا تو درودی ازال کر بڑے رعب کے ساتھ ایرانی کے کمر آگئے۔ بڑے رعب سے لچھا کر ہمارا سرخ تو ادرہ نہیں آیا۔ ایرانی کہنے لگا کہ جناب آپ کار غم یہاں آیا ضرور تھا کہ یہ درودی اتار کر چائیں کہاں چلا گیا ہے۔

بھروسہ نہیں کرتے لیکن اگر مجھے کچھ معلوم ہوا تو تمہیں ضرور
تاذکر لگا۔"

میں شیفرڈ کو درخواست کر کے واپس آیا تو سنگ روڈ
میں آئی ماہر گیت اور پائیل اسر جوڑے پیشی ہوئی تھیں جیسے
ان کے درمیان کوئی منہجیدہ گفتگو ہو رہی ہو۔ میں نے پوچھا۔
"آئی کیا بات ہے؟"

بھیلا ہوئی۔ "وہ بے چاری عورت۔ اس کی زندگی بہت بڑی کمزور رہی ہے۔"

گئی۔ دو کھمکھائی اٹھری لگ رہی تھی۔ شیراز نے اسے
محسوس کیا اور بولا۔ ”بہتر ہے کہ میں جلد واپس نہروں۔“
اس کے ہوم میں دوسرے موصوفات پر گفتگو کرنے
لگے۔ شیراز نے کہا۔ ”اگر تم صراحتی چارہ روٹی کھالیں تو یہ
بے چارے کا شکر کا کھانا ہے جس کی جانچ نہ کی۔“
اس کے منہ سے ہم، کال فنانس کر میں چمک گیا۔
دینے تو میں کافی حیرت سے سوچ رہا تھا کہ وہ مجھ میں کس
کڑھوں میں شامل ہو گیا ہے لیکن اب مجھے یقین ہو گیا،
میں نے کہا۔ ”میں اس طبقے میں کہاؤں کہ کھانا کھائے ہوں۔“
”جیک، ہماری لڑائی سب تم ذہنیداروں سے
ہے۔“

”مجھے حالات کے فیصلے کے بارے میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہر پہلے یہ اپنے مزاج اور کو درخانی میں حصہ دینے کے علاوہ کسی بہت بڑے کام دے رہے ہیں۔“ حقیقت بھی یہی تھی کہ عیسیٰ ان زمینوں سے کوئی آٹھ تیس سو روپیہ لے کر اور امارا گرواڑا سو روپیہ سے بھر رہا تھا۔ امارا سے زیادہ اس کے جسمی کی کمی۔ اس کے علاوہ کچھ رقم کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے گھر کی حالت کو سامنے آتا تھا۔

”مسئلہ نہیں ہے۔“ شفیق نے کہا۔ ”یقیناً تم بہت اچھے اور فیاض لوگ ہو لیکن اس سے یقیناً جاہل عواموں کو کیا فائدہ ہوگا۔ وہ اپنی طور پر اپنا حق مانگ رہے ہیں۔“

”مجھے امید ہے کہ تم انتخاب کی بات نہیں کر رہے۔“

”بھگے لوگ ایسا سوچ رہے ہیں۔“ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا مگر گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔ ”اب مجھے چلنا چاہیے۔“

”میرا خیال ہے کہ کھانا کھا کر پلے جاتے۔“
 ”نہیں، مجھے ہارڈوک کو دیکھنا ہے۔ کہیں وہ گرفتار تو
 نہیں ہو گیا۔“

”کیا پروٹ بھی یونین کا ممبر تھا؟“
 ”نہیں۔“ شیفرڈ نے کہا۔ ”بلکہ کچھ لوگوں کا خیال

ہے کہ وہ ہانگوں کے لیے خبری کرتا تھا۔
 "مجھے نہیں لگا کہ ہارڈوک بھی ایسا سوچتا ہو اور
 ہانکان بھی اسے خبری کرنے کا معقول معاوضہ نہیں دے
 سکے۔ در نہ اس کے گھر میں قاتلے نہ ہو رہے ہوتے۔"

”میں نے صرف یہ کہا کہ کچھ لوگ ایسا سوچ رہے تھے۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ تم جاؤ تو اپنے طور پر مطمئن کر لو۔“

میں نے تہقید لگاتے ہوئے کہا۔ ”ماکان مجھ پر

کے لیے اچھا نہ ہوتا۔
 "میں اپنے رنگوں سے ملنا چاہتا ہوں۔"
 شمس اور قاسم کچھ واسطے پر گزرے قاضی
 سے تھے۔ میں تیر خیز دمروں سے چل ہوا ان کے پاس
 پر ملا۔ ہارڈک میاں ہارٹ کی پوری کے لیے کہے
 رو گشت سے کر آیا قاضی پر اخیال ہے کہ وہ ابھی ان
 کو ہسپتال کر گئی ہے۔
 مانگ نے اپنے لڈکی طرف دیکھا تو وہ بولا۔
 "جس ایک حھیلا ملا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں

شیر نے اسے مجھ سے خوب ہاتھ دھوئے کہا۔ ہمیں
 کھینے کی اہلیت دوتا کہ ہم سانسو کا خبر اس کی بیوی
 بچا سکیں۔ اس کے بعد ہمارا دل کی چیزیں وہاں لے جا
 ۹۔ ”ہاں، بھوکا رہنے سے یہ بھڑ ہے۔“ میں نے جمل کر

میں گھر گیا تاکہ کچھ شہر آگئی مارگریٹ اور انجیلی مہلا کو
 - یہ دووں میں خور میں میری زندگی کا کام نہ حصہ میں
 سے بہت محبت کرتا تھا کیلکلا نہیں سے ہی ماں کے
 کے بعد میری پرورش کی تھی اور وہ بھی مجھے بہت
 - میں نے فوراً ایک ٹیگ کوکب میں چھپنے میں چھپ رہا تھا
 گرد میں جن میں دلایا آگ، کیونکہ میں اور وہ خود اس
 رشتہ شامل تھا۔ ہمارے گھر کام کرنے والی اسپلیا
 میں ہاتھ پٹاری تھی۔

اس نے کہا اور مشروب سے اس کی تواضع کی۔ اس نے کہا: ”معاف کرنا، میں وہاں تم سے اس لیے نہیں کرنا جا رہا تھا لیکن.....“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”کیا کہاں ہے؟“
 ”کیا بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ یہ تو ہونیس سلاک کہ کسی
 سے اس پر کوئی چلائی ہو۔“

میں نے ایک نظریہ پیش کر رہا تھا۔ اسے ہیرو کا اور چلی

کہیں سے وہاں موجود تمام لوگوں کی تلافی لینا ضرور ہے۔
 پھر شریف ہمارے پاس آکر بولا۔ ”کیا تم لوگوں میں
 کسی نے آپ کی کوئی اختیار دیا؟“
 ”جی ہاں، دوسرے آپ کی طرف دیکھا لیکن کچھ
 نہیں بولا، اس سے پہلے کہ شیراز کوئی اعتراض کرتا“ میں
 کہا۔ ”تم میری تلافی کرنے کو تھے۔“ یہ کہہ کر میں نے
 چارہا چھوڑا اور اچانک شیراز نے کسی میری تھیکہ کی۔
 جب میں نے تلافی لینے چکا تو میں نے کہا۔ ”تمہارے
 لیے میرے کوٹھڑا کتنی ہی ہے؟“
 ”تھکے سے کہی نے اس کے چہرے کو میں بڑے

اے شائد نہ بتایا۔ کوئی اس کے دانتوں سے ذرا اوپر چل کر کے پھیلے حصے سے باہر نکل گیا۔ ممکن ہے کہ اس بات میں پتوں استعمال کیا گیا ہو لیکن مجھے لگتا ہے کہ دراصل اے شائد نہ بتایا۔ ”چہرہ ہارڈ روک سے غائب ہوئے بولا۔ ”مہارے پاس میں پور کا جھیاڑ

مارک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”جب تم صبح یہاں
تو کیا دیکھا؟“

شیفرڈ کچھ کہنے کے لیے آگے بڑھا لیکن میں نے
 روک لیا۔ ہارڈوک نے شریف کو دعی کچھ بتایا جو وہ ہم
 پہنچا تھا۔ میں جاہل تھا کہ وہ اپنا بیان تبدیل نہیں
 کرے گا اور اگر اس کے کوئیل نے اسے خاموش کر دینے کی
 بات تو اس کی حق ہے، میں اس کا نہیں سمجھتا۔

”یہ بڑی عجیب بات ہے کہ قدموں کے نشانات نہیں
 چھوڑ دیتے، نہ کسی سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ ”مسئلہ یہ
 نہیں آتا کہ کبھی نہیں ملا اور نہ ہی کسی کو یہاں سے جاتے
 دیکھا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص یہاں سے
 روا نہیں آ گیا۔“ اس نے براہ راست ہارڈوک کی

اور وہ بولے۔
 "میں یہاں سے کہیں نہیں گیا۔" ہارڈوک بولا۔
 "ٹھیک ہے۔" شرف بولا۔ "تم فی الحال یہ علاقہ
 چھوڑ دو اور اگر کبھی جانا ہو تو پہلے مجھے بتاؤ گے کیونکہ
 میں اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

پارہ ۱۰

کی اور تین گھنٹہ پہلے ہی پہنچے۔ برائے کمپوز میں انظر آتی تھیں لیکن شاید پروٹ کی بیوی کے حالات اس سے بھی بُرے ہوں۔ مریٹن سے کہا کہ یہ یا کوئی بلکہ بتا دیا۔

اگلے روز تین بجے تھیں کی طرف گیا۔ یہ انتظار میرے قدم اس جانب اٹھ گئے جہاں کوئٹہ روز پروٹ کی لاش لیٹی تھی۔ اور خوشی کی قطاری دوسری جانب کی کے کیت تھے۔ وہاں مریٹن کی اور تین جوتھ کمرے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں وہیلو کیا تو انہوں نے بھی جواب میں وہیلو کیا۔ میں نے کہا کہ کی مسئلہ ہے؟ میں نے چھا۔

میں نے کہا کہ میری طرف دیکھا اور ہونٹ نکلیزے ہوئے پولا۔ "سے کیا کیا ہے؟"

"یقیناً یہ خود کی بیوی تھی۔"

جوتھ پولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو اور مجھ جانتے ہیں کہ یہ کس سے کیا ہے۔"

"وہ کون سے ریڈنڈ ہے؟"

"یہ وہی کیسٹ ہے۔" مریٹن نے اسے خاموش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بولنا اور اس نے کیسٹوں پر لگایا کہ اس کا وہ سیاہ قلم کوئٹہ پر مقرر ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ تین کی سیکنڈ میں سفید اور سیاہ قلم دونوں ہی موجود ہوتے ہیں۔"

"تمہیں پتہ نہیں کہ ہمارے میں سے کب سے یہ معلوم ہوا؟"

جوتھ نے ہنسے میں تھا کہ اس سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے بجائے مریٹن نے جواب دیا۔ "بیک ہاؤس سے پاس ایک کھمبہ مضبوط اور حفاظت ہیں جہاں ہمیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔"

"تو تمہیں تو معلوم ہو کر وہ کون سے حفاظت ہیں۔"

"میں اس کا قلم موافقہ اور ذریعہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ جرم کون ہے؟" مریٹن نے کہا۔

"تو قلم موافقہ؟" میں نے دہرائے ہوئے کہا۔

"مجھے ایسے کی دہرائے کہ تم نہیں۔"

جوتھ پولا۔ "تم خود ان کیسٹوں سے ملے ہو۔"

میں نے کہا۔ "میں نے ساری بات آگئی۔ میرے دادا اب اپنے پاس کی کیریج کی تریاں دے کر ایک ایسے غلی کی حمایت کی جس میں کئی سالوں سے قائم کرنے اور تشدد کر کے ہمارے کی حمایت کی گئی تھی۔ میں نے جتنا اندازہ کیا تھا۔"

"جوتھ خوش ہو کر ہے۔" مریٹن نے کہا۔ "جہاں اس کی مخالفت کرنے کی ضرورت نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ہمارے دادا نے ایک کوشش ضروری کی تھی لیکن جب کوئٹہ کو انصاف ملنے لگے تو وہ خود بھگتے رہے۔"

"اور ان کو کوئی سفید قلم بھی اس کی زد میں آ جائے۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا کہ ہمارا دوست ویلن بھی ان میں شامل ہے۔"

میں نے وہاں اپنے بیٹوں کی طرف چلنا شروع کر دیا اور اس میں کچھ کچھ جہاں میری کار کمری ہوئی گی۔ سام گاڑی کی صفائی کر رہا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ "میں ہارڈوک کے پاس جا چاہتا ہوں۔"

"اوجھ۔" وہ ہنسنا سے ہوئے پولا۔ "میریٹن میں اس حقیقت کے بارے میں دودھ پیسے ہو سکتا ہے کہ لاش کے پاس قدموں کے نشانات نہیں۔"

گویا یہ بات پہلے ہی سب کے معلوم ہو چکی۔ ہر کوئی جان گیا تھا کہ پروٹ کو ایک ایسے شخص نے قتل کیا جس نے اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑا۔ وہ ہارڈوک بھی ہو سکتا ہے۔ میں اس موضوع پر سام سے گفتگو کرنے کے لیے وہاں تین راکٹ پلانڈ اور جانیئر ڈائریکٹ کے اسے خبردار کرنا چاہتا تھا کہ اس کا نام پرنسٹن گرو کی فہرست میں ہے۔

میں نے ہارڈوک کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہ اور شیفرڈ بائر چوتھ سے پریشان ہو کر رہے ہیں۔ اس کے بچے نکلے پاؤں گن میں میں مل رہے تھے۔ انہیں اس وقت جوتھ نصیب ہوا جب وہ بیٹوں میں کام کرنے کے قائل ہو جاتے تھے۔ ہارڈوک نے بتایا کہ اس کی بیوی اور کچھ عورتوں کے ساتھ مصروف ہے۔ یہ تین کوشش کی طرف سے آئی ہیں۔

میں نے کہا۔ "میں نے کہا۔" مریٹن نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

جوتھ نے کہا۔ "میں نے کہا۔"

"کیا ایسے لوگ موما پرنسٹن گرو میں شامل ہیں ہو جاتے۔"

شیفرڈ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا۔ "میں دندوں میرے گھر کیوں نہیں آ جاتے۔ ہارڈوک کے پاس مریٹن کوئی لے آؤ۔"

میری بات تم ہونے سے پہلے ہی ہارڈوک نے نئی میں ہارڈوک اور پولا۔ "میں نے کہا۔ اگر کوئی مشکل آئی ہے تو وہ خدا کی طرف سے ہوگی۔ میں یہ کچھ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جو ہونا پڑے وہ ہو کر ہے گا۔"

یہ لوگ ایک قسمت پر شاگرد سے اور بڑے سے بڑا نقصان ہونے پر بھی انہیں نہیں کرتے تھے چاہے ان کی فضیلت تیار ہو جائے یا انہیں لگا لگا جائے۔ ان کے پاس ہجرت اور بیماری سے مر جا بھی۔ میرا خیال ہے کہ ہارڈوک کے کوئی وہاں نہیں بچے مر چکے تھے۔ ان میں سے ایک دھن کے بچے کو قتل کیا گیا۔ دوسرا بیماری سے مر گیا اور تیسرا ان کے بچے میں ہی مر گیا۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

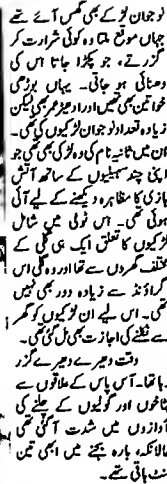
میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔

میں نے اس کے تین بچوں کو میدان میں کھیلے ہوئے دیکھا اور یہ کچھ کچھ گھر میری آئی کہ ان کے ہر دور میں جوتھ نہیں تھے اور وہ بہت جلد زمین پر گرے پاؤں نہیں کر رہے تھے۔



بجائے ہاں ہی بھونے لگیں۔ پس نکلنا چاہیے اسان سے رنگ و
 ذرہ کی ہڈی ہو رہی ہو۔ جو کچھ نکلتا ہو رہے ہے۔ شوشہ چاکر اور
 تالیانہ بجا کر خیر مزندوں کی ہڈی زادہ رہے تھے۔
 میدان میں انکے پیڑ دھماکے سے گرے۔ بارود
 کے اس ویر میں آگ لگی تھی جہاں آتش ہادی ہڈی
 کرنے والوں نے اپنے گھر کے رکھے تھے۔ ان زلزلوں
 میںوں جس بارود رکھا تھا اور کوئی چنگاری کیلئے پڑے
 مگر کسی جسے بارود کے اس ویر میں آگ لگی۔ بارود
 پھوٹا چاروں طرف میراں سے پھیلے گئے۔ بجل جھنج
 بج کر دھڑاں اور ہر گھر کا زلزلہ ہونے لگا۔ وقت واقعی
 چنگ لگا تھا۔ قاتل کا تو چاہے پڑے شہر پر بھانجے
 دشمن کے حملہ کرو یا ہو اور کوئی اپنی جائیں بچانے کے لیے
 اور ہر گھر کا کھجور۔ تالیانہ اور خود کھانے کی سیلیاں بھی
 دھڑاں اور دھڑکیں۔ تالیانہ اور خود کھانے کی سیلیاں بھی
 ایک طرف دوڑ رہی تھیں۔ وہ آگ ان سب کی ذمہ داری

ہوئی آگے آگے، تاہم وہ آتش بازی کا سحر اور بھی طرح پر دیکھ
 تھیں۔ بس لوگوں کی نظریں کوہِ ڈونڈ کے وسط میں آگے بڑھی
 تھیں۔ جہاں بسپور دھڑکنے کے وسط میں آگے کرب بازار
 کی تیار کردہ گاڑیوں کا آکر بازار سے ملے۔
 اور چھریک مارے، بڑے دھڑکنے لگی۔ اوجھل تھیں ابھی
 انے سے کوہِ ڈونڈ کی چٹائی کی ادا میرے سے ناؤں
 نے کے گھوڑوں کو کھینچنے لگے۔ ان کے پاس کے
 آگے دھاگوں اور تارنگی کی آوازوں سے کوہِ ڈونڈ۔ یہ
 آوازوں میں آتش بازی کی آواز کے پڑے ہوئے تھے۔ یہ
 کوہِ ڈونڈ کے وسط میں آگے کی چٹائی چھریک چھریک تھی۔ اس
 تھی۔ آگے آگے آواز کا سحر اور بھی طرح پر دیکھ
 لے لے لگے ہوئے تھے۔ یہ آوازوں اور آوازوں کے
 کی آواز۔ آتش بازی کے وسط میں آگے کے پڑے ہوئے
 تھے۔ آوازوں اور آوازوں کے پڑے ہوئے تھے۔ یہ
 دھاگوں اور تارنگی کی آوازوں سے کوہِ ڈونڈ۔ یہ

محمد یاسر اعوان

محبت اور ایسا شجر ہے... جس کی رو شاخیں ہیں... جس کی سوسکی ہوئی
 دھڑکیں ہیں پتوں میں ڈوبی گئی ہیں وہ دندیں شاخیں زوال کا شکار
 ہو جاتی ہیں... اس کی طرح انسان کے پاس ہیں وہ روح ہیں...
 ان کا نظام ہے انسان کی ہر چیزیں ملی ہیں تاکہ وہ محبت اور فطرت بن
 سکیں... ان کے ہاں بزلوں، گہکے ہاں بد نظریاں ہیں گاہ ہاں فغان پرست بن
 سکیں... انسانوں کے ٹپن شکستوں کا محاذ ہیں اور کارناموں کے آئینہ
 بن سکیں... ایسے ہی انسانوں کے گرد گھومی گئی جسمی کہانی... جس کے
 کردار زخمی ہیں... دکھوں اور خوشیوں سے چور ہیں... کسی کے زخمی
 دل کے لیے ہو کر کسی دل پر زخمی دل پڑتے گری کے لیے مسخیا ہاتھ
 ہیں... اہی، ایسی ہیست چور جرم دل ہو جاتے ہیں...

سرورق کے لیے ایک انوکھی کہانی..... درود و غون میں ڈولی زنجی دل کہانی

سال کے آخری دن کا سورج سمندر کی آغوا
گہرائیوں میں ڈوبنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس کے چہرے
پر سورج کی سرخی نے ایک پگھلا ہوا گلابی دالے
سمندر کے پانی کی آغوا اپنے پگھلا ہوا رنگ لگا کر چھائی تھی۔
لہریں کھل رہی تھیں۔ پانی میں آگ لگ گئی ہو۔
لہریں و دھن کی لہریں آگ کی طرح تھیں۔ سمندر میں
لہریں لیتا ہوا دھن۔ مڑکوں اور کچھ کیوں سے جیتا ہوا
دھن۔ آسمان کا لہریں پگھلا ہوا تھیں۔

پورے شہر میں بڑے چوڑے فرشوں سے نئے سال
کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ بڑے بڑے ہوٹلوں
اور گھر میں رات پر چادری رہنے والے پر دکر اس کو
آخری شکل دی جا رہی تھی۔

پورا شہر ریشمی سے جگمگا رہا تھا۔ کہیں کہیں سے
پٹاخوں کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

مجھے بھیے تکرار تھا۔ جاناؤ جاناؤ جاناؤ جاناؤ جاناؤ

فیض علی کے گاؤں دوسری سوکھ پر سوڑی۔
 انیسٹر افضل ملک اپنے عزیز کی شادی پر گیا تھا وہی
 لیلی کو وہیں چھوڑ آیا تھا۔ وہ چند روز بعد آنے والے تھے۔
 اس وقت میں اس کی روتی ہادی طرح جھیل جھلی تھی۔
 افضل مکان میں داخل ہوا تو عیہ سیدھا بچن میں آیا۔ وہ
 رات بھر جاگ رہا تھا اور جات جات تھا کہ اگر اس وقت سوئیگا
 دوپہر تک سوتا ہی رہے گا۔ اس لیے اس نے جاگتے رہنے کا
 فیصلہ کیا۔ اس نے چائے بنا لی اور آکر مے میں کرسی پر چنچ
 کر چٹکانے لگا۔

انیسٹر افضل ملک کا شمار پریس کے اُن چند کتبی کے
 افسروں میں ہوتا تھا، جنہیں ڈنٹے اور فرس فاس اور
 دیانت دار سمجھا جاتا تھا۔ ایسے آفیسرز تو شہرت قبول کرے
 تھے اور نہ ہی کھلا شہرت کو مانستے تھے۔ انیسٹر افضل ملک
 کے ضمن میں یہ ہے کہ وہ بڑی بڑی پندرہ سال کی اور
 جب اس نے فائبروز کی حالت میں اسپتال پہنچا تھا تو اس
 کی ٹھنڈی میں اپنی بانی کا چہرہ گھم گھم تھا۔ سچی جیجی کس
 نے تو اعدہ ہو کر اندر آکر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 فریخت دینے پر مجبور کر دیا تھا۔

انیسٹر افضل ملک نے اپنی ذہنی سنبال کی تھی۔ اس
 نے شام کے وقت ڈاکٹر سون کوٹن کر کے چاہیے کے بارے
 میں معلوم کیا۔ اس کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اس
 رات وہ بیمار کے کمر جا کر بھی اس سے ملا تھا۔ اس کی
 حالت واضحی بہت بگڑ چکی تھی۔ دوسرے رات کو کمر میں
 زندہ دفن کی تو بیمار کا بھی ہارٹ مل ہو جائے گا۔ اس
 انگڑے شام کو افضل ملک نے پھر ڈاکٹر سون کوٹن کر کے
 نے کہا۔ "مگر آپ اسپتال آئیے جی آفیسر؟" ڈاکٹر سون
 نے کہا۔ "مگر ڈاکٹر، میں اس کی حالت میں چھٹی جاؤں گا۔"
 افضل ملک نے کہا اور پھر فلیک سات بے ڈاکٹر سون کے
 کمرے میں دو سوچا۔ "میں ڈاکٹر آسکی ہے ہاری
 بٹی۔"

انیسٹر افضل ملک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس طرح
 کہا کہ چاہیے اس کی اپنی بٹی ہوئے۔ فیض علی بھی ایک کرسی پر
 بیٹھا تھا۔

"مورجہ مال غامیہ پچھوہے آفیسر؟" ڈاکٹر نے
 کہا۔ "اسی لیے میں نے آپ کو دونوں حضرات کو بلایا ہے،
 تاکہ وضاحت کر سوں۔"

انیسٹر گھوڑا یا تھا۔ ڈاکٹر سون نے پندرہ ہزار روپے
 بیج کر مائے کو کہا تو جہاں سے فوراً ہی عیہ سے لوٹوں کی
 گڑی نکال کر میز پر رکھ دی۔ "فون پر ملاحظہ کرنے کے بعد
 میں نے احتیاطیہ رقم عیہ میں رکھ لی تھی۔" اس نے کہا۔
 "یہ پورے دن ہزار ہیں، باقی پانچ ہزار بھی کوئی دیر میں
 جمع کر لوں گا۔" اخراجات کی پروا مت کیجیے ڈاکٹر صاحب،
 عیہ کی زندگی بچانے کے لیے یہ بڑی سے بڑی رقم خرچ
 کر کے تھوڑے ہیں۔"

"زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔" ڈاکٹر
 سون نے جواب دیا۔ "میں اپنی کوئی بانی کی پوری کوشش
 کریں گے۔" اس کے آگے سے کھٹے بعد وہ لوگ اسپتال کی
 عمارت سے نکل رہے تھے۔ اسپتال کے برآمدے میں دو
 آواز مڑے تھے۔ ان میں سے ایک فیض علی کی مشا ساکلا۔
 اس سے ملنے ایک کے بعد ایک ہاتھوں سے پتہ چلا کہ گزیر
 رات کے بھاگے میں تین افراد جا رہے تھے۔ سال کا پچاس سالوں
 طرح ہو رہا تھا اور اس سے سال نے اسے اپنا بھتیجا کیوں میں
 ہی اپنی ہی بیٹھنے کی تھی۔

فیض علی کے پاس گاڑی تھی۔ انیسٹر افضل کو بھی
 گاڑی میں بٹھا لی گیا تھا۔ اس مکان اس گہراؤں کے
 دوسری طرف تھا، جہاں رات کو یہ کچھ ہوتا تھا۔ فیض علی
 نے گاڑی کا رخ اس طرف موڑ لیا۔ افضل ملک انہیں بتا رہا
 تھا کہ یہ گاڑی کا رخ اس طرح ہوتا تھا۔
 "فونٹی کے ایسے موقعوں پر آتش بازی دالی بات تو
 کسی حد تک مجھ آتی ہے لیکن فائرنگ کی تک مجھ نہیں
 آتی، انیسٹر صاحب۔۔۔ ایسے موقعوں پر قانون کیوں ہے
 بس ہوتا ہے۔" فیض علی نے کہا۔

"قانون یہ نہیں ہے۔" افضل ملک نے جواب
 دیا۔ "بعض شخصیں ہوتی ہیں جو قانون کو خاموش رہنے پر
 مجبور کر دیتی ہیں، اس معاملے کی ان کو بڑی ہوگی اور اس کے
 ذمے دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔
 اگرچہ میں دالے کیس کی ابھی تک نہیں میں پرور نہیں
 ہوئی لیکن میں تجھ سے پہلا کام بنی کروں گا کہ متعلقہ
 قاعدے میں اس کی باقاعدہ رپورٹ درج ہو اور اس کی
 حقیقت جانے جائے۔"

بانی راستہ اور دالے پر بات چیت کرتے ہوئے
 مڑ رہا تھا۔ انیسٹر افضل کو اس کے مکان کے سامنے چھوڑ کر

ڈاکٹر کے ساتھ سب سے پہلے دیکھا تھا۔ "کیا صورت حال
 ہے ڈاکٹر؟" انیسٹر افضل نے ڈاکٹر سے پوچھا۔
 "کچھ بھیہ کیا ہیں۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "ڈاکٹر سون
 اور دوسرے دو دیگر سون جن ڈاکٹروں پر مشکیں ہم نے کی ہیں وہ
 رہی ہے۔" افضل آپ ڈاکٹر کی سی بات نہیں کیے۔
 "دو ہی تو چاہیے ڈاکٹر۔" ڈاکٹر نے کہا۔
 "ایس نہ ہوں، غصہ سے دعا کیجیے۔" ڈاکٹر کہتے
 ہوئے آگے بڑھ گیا اور تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی ڈاکٹر
 دوپہر کا پینشن جیجر میں چلا گیا۔

بیج کے پوچھنے والے تھے۔ چاہیے کہ وہ پینشن جیجر میں
 تقریباً ساوا بیٹھ گئے ہوئے تھے۔ انیسٹر افضل... کو کھٹے
 میں دیر نہیں لگی تھی کہ سون کے گولی چاہیے کے دل کے اس
 پاس کی ہو سکتی تھی کہ وہ سون کے لپٹا کر پید ہو سکتی ہو۔
 "اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "ہاں ڈاکٹر
 چاہیے کہ سون کے گولی چاہیے کے دل کے اس پاس کی ہو سکتی ہو۔
 "کس خاصا پیچیدہ تھا۔ وہ بھی سوچ رہا تھا کہ سون
 پہلے کہ ڈاکٹر اس کے آپریشن جیجر سے باہر آیا تو سون
 ایک اندر بھڑک کر اس کے قریب آ گیا تھا۔ "ہاں ڈاکٹر
 کس سے بھی وہی سوال کیا جو اس سے پہلے جیجر ڈاکٹر سے
 کر چکا تھا۔"

"ڈاکٹر نے افضل ملک کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔ "ازنا نہیں سمجھتے جیجے اہم ہیں۔ اگر
 ازنا نہیں سمجھتے جیجے سون کی سون کی ڈوری قائم رہی تو اس کے
 زندہ جانے کی امید کی جاسکتی ہے، لیکن لی اہل جان نہیں
 جا سکتا۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "آپ دیکھیے۔"
 "کیا میں اپنی بٹی کو دیکھ سکتا ہوں؟" ڈاکٹر صاحب۔"

جہاں تھا۔
 "نہیں۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "ازنا نہیں سمجھتوں
 تک اسے آپ پینشن جیجر میں آکر پینشن میں رکھا جائے گا۔
 اس کے بعد ہی صح صورت حال سامنے آئے گی۔ آپ
 کوں کا بھار رہے گا کوئی قائم نہیں ہے لیکن آپ مرید
 کے والد ہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیے اور انیسٹر صاحب کی۔"
 آخری الفاظ اس نے افضل ملک کی طرف دیکھتے ہوئے
 کیے۔

دوب ڈاکٹر سون کے ساتھ دفتر اسپتال میں آگئے،
 جہاں کچھ کاغذات پر جہاں کے دستخط کرانے گئے۔ وہ
 کاغذات پر انیسٹر افضل ملک نے بھی دستخط کیے۔ فون
 فیض علی کا گھوڑا کیا گیا تھا۔۔۔ انیسٹر افضل ملک نے بھی

کے والد فیض علی، دونوں بھائی چاہیے کے والد جہاں اور دو
 تین دن کی ہادی میں داخل ہوئے۔ ان سب کے چہروں
 پر ہوائیں اڑ رہی تھیں۔ جہاں کا چہرہ تو عموماً ہور تھا۔
 اسے شاید چاہیے کے بارے میں کچھ بتا دیا گیا تھا۔ گھنٹہ دوڑ
 کر اپنے والد فیض علی سے لپٹ کر اور پھر چند سیکنڈ بعد وہ
 جہاں سے لپٹی ہوئی رہی تھی۔

"میری بیٹی کیا کہیں ہے، کیا ہوا ہے اسے؟" جہاں
 نے کہا۔ اس کا اعزاز ایسا تھا جیسے ابھی دہائیں کا رکرڈ
 شروع ہو کر لگا۔
 انیسٹر افضل نے اسے ہاتھوں سے پکڑ گھنٹے سے
 ایک ایک اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔
 "دو آریٹین جیجر میں، ایک ہاتھ چپٹا گیا تھا۔ چاہیے کہ گولی لگی
 ہے۔ وہ آریٹین جیجر میں ہے۔ دو تین سون جن ڈاکٹر اسے
 دیکھ رہے ہیں۔ دیکھیے اللہ بھگتے گا۔" جہاں ڈاکٹر
 بار بار کر رہے تھے۔ فیض علی بھی اس کی دوسری ہاتھ چپٹا
 جہاں کے لیے اسے آپ پر ہاتھ پاشل ہور تھا۔ جہاں
 کی مرچیں سال کے قریب تھیں۔ وہ دیکھتے ہوئے قہقہے کی قدر
 بھاری پھر کھنکھناتے تھے۔ چاہیے اس کی اٹھلی اولاد تھی۔ وہ دو
 سال کی تھی جب اس کی بیٹی کا انتقال ہو گیا۔ دوستوں اور
 عزیزوں نے اسے دوسری گاڑی کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ
 جاتا تھا کہ کوئی بھی صورت دوسری صورت کی اولاد دیکھ
 نہیں دے سکتے جو اسے ملتا چاہیے تھا۔ اس نے چاہیے کہ باپ
 ہی نہیں، اس کی بیٹی کی بھی پاشا تھا۔ سون کے ہونے کے باوجود
 اسے چاہیے کہ کوئی بھی چیز کی محسوس نہیں ہونے لگی تھی۔
 بڑے دن کو دم نہ آلا تھا۔ اس نے بٹی بٹکی۔۔۔ اور۔۔۔ آج
 وہی بٹی بٹکی اور موت کی گھٹل میں بٹکی۔

فیض علی نے گھنٹہ کو اپنے ایک بیٹے کے ساتھ گھر
 روانہ کر دیا تھا جبکہ دو بیٹا اور دو بیٹا اور دو بیٹا۔ جہاں کو
 قہقہے مل رہے تھے اور جہاں کے آنسو کی طرح رے کے کا
 نام ہی نہیں رہے تھے۔
 انیسٹر افضل بھی وہیں موجود تھا۔ وہ اس وقت تک
 وہاں رہا جاتا تھا جب تک چاہیے کے بارے میں کوئی۔۔۔
 تسلی نہ ہو جاتی۔ وہ گھنٹے اور گزرتے گھر چھوڑ کر ایک ڈاکٹر
 آریٹین جیجر سے باہر آیا تو جہاں دوڑ کر اس کے قریب بیٹھ
 گیا۔

"میری بیٹی کیسے ہے ڈاکٹر صاحب؟ دو ہی تو ہے؟"
 خدا کے لیے اسے بھالو۔" ڈاکٹر نے سون کے دستخط کیے۔ فون
 وہ وہی ڈاکٹر تھا جسے افضل نے سنیہ ہاتھوں والے

”وہ زندقہ تو ہے؟“ افضل ملک کے سہ سے
اختیار لگتا۔ اس نے کولہ کی جڑوں پر تپ ہو گئی۔
”ہاں، وہ زندقہ ہے لیکن مجھے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ جس
جان میں ہے، ہم سارا بلکہ بے مشق ہو جائے۔“ اوکڑ
نے جواب دیا۔
”کیا وہ خطرے سے باہر نہیں ہوئی؟“ افضل ملک
نے پوچھا۔
”ہات ہے“ آفیسر۔“ اوکڑ نے اس کے چہرے پر
نغمہ کر دیا جاتے ہوئے بولا۔ ”دو لڑائی ایک تک کسی طرح
زندگی کی سانس لے رہی ہے، یہ بات میری سمجھ میں
آسکتی۔“
”میں سمجھا نہیں۔“ اوکڑ۔“ اینکڑ افضل نے اسے
گھورا۔
”گولی دل کے قریب بہت سے ہے۔“ اوکڑ نے
کہا۔ ”اسے تو سی قطع ہو جاتا ہے قریب سے گولی
کی کانٹاں سے آپ جیسے کچھ لوگوں کی دعاؤں کا اثر ہے کہ
اس کا سانس بچ گیا ہو۔“
”اینکڑ افضل اور افیش علی نے اوکڑ کے اس
ساتنے میں کانے۔
”گولی ایسی جگہ بہت سے جس نے دل کو بھی کوئی
تلفان نہیں پہنچایا۔“ اوکڑ نے فریاد کیا۔ ”یہ بارگاہ کا
پہلا دور تھا۔“ مزید ٹیکل سانس میں تین چار ساتیں
ایک اور کی موجود ہیں۔ ”دوسری جگہ ٹھیک کے دوران میں
ایک امر کوئی دور کو کولی کے قریب بہت سے ہیں۔ اس
کے دور کی موت کے بعد زندقہ نے اندر۔ وہ دوست کو کہتے
جیسے زندقہ کے دن کو تار اور چار چمک روز۔ وہ
اوکڑ کی اس بات کو بھول گیا کوئی فیروز علی جیسا
حکمت اس کی کا باعث بن سکتی ہے۔ ایک دن وہ
ایکے میں سانس کی پیڑی پر فخر اور پر رنگ رہا چنانچہ
اس کی پہل کی اس نے کرنے سے پہلے چلا چکا
لا گئی اور یہ چلا چکا ہی اس کی موت کا سبب بن گئی۔ دل
بہت سے گولی جس کی یہ معمولی حرکت سے اپنی جگہ سے
ہٹ گئی اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک دو ایسی ساتیں
اور بھی ہیں۔ وہ لوگ بھی اسی طرح موت کے سہ سے چلے
گئے تھے۔“
”ایسا ایک بار میں نے بھی بارہا“۔ ”فیض علی
نے کہا۔ ”میں کیا اور شاعر کے کوئی کوٹھالی جاسکتا؟“
”نہیں۔“ اوکڑ نے اس کے تپا۔ ”ہم نے

[illegible]

طرف دیکھا۔ "مکلی بات تو یہ ہے کہ اس میں اغراضات بہت زیادہ ہوں گی اور اس کے علاوہ اس بات کی ضمانت کی نہیں دی جا سکتی کہ پریشانی کا سبب ہوگا یا نہیں؟ میں اس کی جانچ بھی جانتی ہے۔" ڈاکٹر نے کہا تو حقیقت یہ تھا کہ "اس مسئلے میں حال سے زیادہ کوئی دوسرا دیکھنے کے خیال میں امر کو گریہ رہنے دو چاہئے تو۔۔۔"

"مکلی صورت میں بھی زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔" اس کی بات کا رد کیا۔ "موت تو اس کی دل سے بھی جانتی ہے اس کی اوردکھ کی وقت حرکت میں آسکتی ہے بلکہ ابھی کاٹھن ہے۔"

"عجب ہے ڈاکٹر۔" شفیق نے گہرا سانس لینے ہوئے بولا۔ "میں یہ سارا معاملہ جلال کے سامنے رکھا ہوں۔ وہ اپنی بی بی کو چاہتا ہے۔ جو کئی گریہ کر رہی ہے۔ اسے کرے۔" ڈاکٹر فاضل کلک بھی کیا اور وہ دونوں ڈاکٹر کے ساتھ فلائنگ کراس کے دفتر سے باہر آئے، وہ دونوں ٹھوڑی دیر تک اسپتال کے رومز سے بھی گزرے ہوئے صورت حال پر تبادلہ خیال کرتے رہے، پھر شفیق نے کہا کہ "اس کو اپنی مرضی کا کیا اور ڈاکٹر فاضل کلک اپنی مرضی کی جہت میں بیٹھا۔"

☆☆☆

وہ ایک پراچین ہندو تھا۔ اس کی کمرشپ کی کم سے کم سالانہ تن میں پانچ لاکھ روپے تھی اور وہ بڑے زیادہ فیصل کی کوئی مدد نہ کرتی تھی۔ اس میں کم و بیش تمام کام کیا جاتا تھا۔ لائف انشورنس کی کمپنیاں اس کا وہ بڑے بڑے منافع کے انتظام اس کے علاوہ بھی کرتی تھیں اور اس نے سب سے زیادہ فزکس کی تھی اور اس کی بی بی بھی اس کے وقت کسی کمر کے سامنے پر کھنچیں آئی تھیں۔ اس کی کلب کے گرد وہ لوگ تھے جنہیں خود ہی اپنی دولت کا اندازہ نہیں تھا۔ ان کی آمدنی کے ذرائع کا لھوہ دھتے۔ بڑے بڑے صنعت کار، بینکار، تاجر، کھیلوں کے مقامی سربراہ، بیرونہ اس کلب کی کمرشپ کو اپنے لیے باعثِ اجر سمجھتے تھے۔

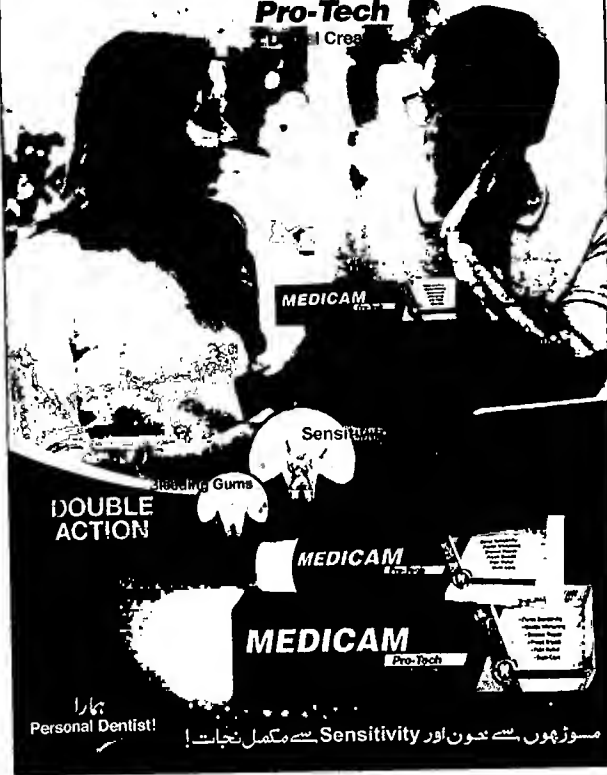
شہری آبادی سے ملوں دو درجن میں سے کلب کے سرکارڈز کو تقریباً پانچ لاکھ دو سالیانہ خرچ کیا تھا جس کی زندگی میں، کسی فیصلی خواہی کہ سٹاک ایکسچینج کی ایک بڑی کامیابی پر پچھلا ہوا تھا۔ اس کے چاروں طرف

[illegible]

MEDICAM

Pro-Tech

Double Action



مسوڑھوں سے تحون اور Sensitivity سے مکمل نجات!

ہازی میں شریک دوسرے دو آدمی اپنے کارڈ چیک کیے تھے۔ سیو اہلم اور مسز صدیقی نے اپنے ان کے سامنے ادا سے بڑے تھے۔ ان دونوں نے اب تک صرف ایک ایک مرتبہ اپنے کارڈز دیکھے تھے اور دوبارہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ شاید دونوں کو اپنے کارڈز پر مکرر ماحول ادا ہی لیے دو ہزار ڈاکے تھے جارہے تھے۔

دونوں کے سامنے چلا سبک کے رنگ برنگے پھیر رکھے ہوئے تھے اور میز کے وسط میں پھیر کے ڈیڑھ میں اضافہ ہوا چار ہاتھ۔ سیو اہلم نے سرخ رنگ کے پانچ پھیر اپنے سامنے سے اٹھا کر ڈیڑھ میں شامل کر دیے اور مسز صدیقی کی جانب دیکھنے لگا۔ پھیر کی نالیت ان کے رنگوں کے حساب سے تھی۔ سرخ رنگ کا ہر کارڈ پانچ ہزار کی قیمت رکھتا تھا۔

مسز صدیقی نے نظریں جھکا کر پھیر کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی دلچسپی عکاسات آگئی تھی۔ ہونٹ ڈرا سے کل گئے تھے اور اس کے مونچوں جیسے سفید دانت چمک اٹھے تھے۔ اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے پھیر میں سے میز رنگ کے تین پھیر اٹھا کر ڈیڑھ میں شامل کر دیے۔ یہ ہر کارڈ اس جزا اور نالیت کیونکہ کے وسط میں رنگ برنگے گھروں سے ان کی نالیت کا اندازہ لگا جاسکتا تھا۔ اس وقت کم از کم چار لاکھ روپے کی رقم واڑ رہی ہوئی تھی۔

ادھار پڑی ہوئی رقم پر حسی تھی۔ میز پر پھیر کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ مسز صدیقی نے ایک بار پھر سرکار سیو اہلم کی طرف دیکھا۔ اسی وقت ایک آدمی میز کے گرد کھڑے ہوئے لوگوں کو بٹاتا ہوا آگے آگیا۔ اس نے چمک کر مسز صدیقی کے کان میں کوئی سرگوشی کی اور وہ ابھی چلا گیا۔

مسز صدیقی کا چہرہ ایک دم پتھر ہو گیا کھس نے بڑی خوب صورتی سے اپنی کیفیت پر قابو پایا اور اپنے سامنے رکھے ہوئے پھیر اٹھا کر ڈیڑھ میں شامل کر دیے اور اس کے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ”دیکھتے میز مسٹر“۔

”کیا خیال ہے۔“ سیو اہلم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ اس نے اپنے کارڈز اٹھا کر دیکھے بغیر میز پر پلٹ دیے۔ وہ مسز صدیقی کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ ”یہ میسر اٹھالوں؟“

”ابھی نہیں مسٹر اہلم۔“ مسز صدیقی کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور پھر اس نے بھی اپنے پتے اٹھا کر بغیر دیکھے پلٹ دیے۔ میز کے آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کے منہ سے بے اختیار داد کی آوازیں نکلیں۔ حکم

کا کارڈ چمکی بیگم اور حکم کا نکلا تھا۔

”تم جیت گئیں مسز صدیقی۔“ سیو اہلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”آئی بڑی بازی ہار جانے کے بعد بھی اس کے ماتھے پر ایک چمکی نہیں آئی تھی۔“ ”کیا کہا تم ہوئی مسز صدیقی۔“ سیو اہلم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ”ابھی تو بازی گرم ہوئی ہے اور آپ اٹھ کر جاری ہیں۔“

”فون کال ہے۔“ ناہیدہ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”میں وہاں آؤں گی۔“

وہ اوڑھتے طور پر لٹکے سے باہر نکلی اور راجدھانی سے نکلی کر ساڑھے نو بجے کے بعد واپس آئی اور دروازے کے قریب ایک رنگ کرچسٹن گھروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ تقریباً انہیں گز کے قریب سے روک دیتے تھے وہ آدمی کھڑا تھا جس نے اس کے کان میں پچھڑ پر پھلے کرگوشی کی تھی۔

”کیا بات ہے۔“ وہ اس کے قریب پہنچ کر بولی۔

”تمہاری دیر پہلے میں نے اس لڑکی کو کہاں دیکھا تھا اس لیے میں نے آپ کو بتا دیا ضروری سمجھا۔“ اس شخص نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے فرمانہ مرد وہ یہاں کیسے آسکتی ہے؟“ ناہیدہ صدیقی کے لیے میں تشویش کا منظر نمایاں تھا۔

”وہ کبھی اور کبھی کے ساتھ آئی تھی۔“ اس نے جواب دیا۔ ”میں نے ان دونوں کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا تھا پھر تمہاری دیر بعد جب میں ہال میں داخل ہوا تو وہ شخص آیا تھا بیٹا تھا فرمانہ۔“ کبھی دکھائی نہیں دئی۔

”اور صدیقی کہاں ہے؟“ ناہیدہ نے پوچھا۔

”میں سوئٹنگ پول کی طرف بیٹھے ہوئے ہوں۔ مسٹر داؤد کے ساتھ۔“ اس نے کہا۔

”جھگ ہے۔ میں دیکھی ہوں۔ تم فرمانہ پر نظر رکھنا۔ اس کی نگاہ سے اب مجھے خوف آئے گا ہے۔“ ناہیدہ نے کہا۔

وہ وہاں سے چلا گیا۔ ناہیدہ چند منٹ وہاں کھڑی رہی پھر ادا سے پھر گئے ہوئے سوئٹنگ پول کی طرف آگئی۔

اس وقت اگرچہ ساڑھے بارون بج چکے تھے مگر سوئٹنگ پول پر بھی بڑی بڑی کھڑکی تھیں۔ مسمن و جہان کو گلیاں پھرتی تھیں لہذا اپنے بیڑا کی کمری میں۔ مرد بھی تھے۔ جوان کے اس پاس پانی میں منڈلا رہے تھے۔ پول کے اطراف میں وہ لوگ بیٹھے تھے جنہیں جہاز کی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر

آکھوں کو اوتار دینے پہنچانے کے لیے یہاں آگئے تھے۔
 نایب صدر میں ایک طرف کھڑی ہو کر سونگ پول کے
 اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ بیٹھی۔ اسے سیدھا دُور
 ایک کچھ نظر آئی کہ کرم مدینے دکھائی نہیں دیا۔
 ”سیلو سٹرواؤ۔“ نایب قریب کچھ کر بولی۔ ”تو میری
 در پہلے مدینے صاحب آپ کے پاس چلے گئے تھے کہاں
 چلے گئے؟“

”ارے بھئی، کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھا جایا
 کرو۔“ واؤز اس کی طرف دیکھ کر سسکائی۔ ”وہ تمہارا
 شوہر ہے کمال کی چیز۔ اس مرض میں کئیوں کے پیچھے بھاگتا
 پھرتا ہے۔ ویسے بات میری تمہیں نہیں آتی کہ مرض میں
 کی۔“

نایب دھڑلے خشکیں لگاواں سے اُسے دیکھتی رہی
 اور پھر آگے بڑھ گئی۔ اسے کھنے میں دیر نہیں کی کہ اس کا
 شوہر مدینے قریب زمانہ کے ایک ہنگام گیا ہوگا۔ وہ دوا پر سے کوئی
 ہوئی دوا پر غلامت میں داخل ہو گئی۔ وہ مختلف دوا پر کچر
 لگاتی ہوئی باہر کر کے ایک کمرے پر پھرتی راجہ اور
 دیکھتے ہوئے سونے کی کمرہ میں اور فرج مانت کہاں ہوں گے؟
 نایب کی عمر اسی تیس سال کی تھی۔ پانچ سال پہلے
 چھب اس کی شادی ہوئی تھی تو آج سے بڑے زیادہ خوب صورت
 تھی۔ وہ اس وقت پتہ نہیں لگتی کہ صرف ایک ہفتہ
 پہلے اسے بتایا گیا تھا کہ اس کی شادی ہوئے والی ہے۔ وہ
 اس بات کے اس فیصلے پر بھوکھ رہا کہ وہ کسی اور چھب سے
 پتا چاکر اس کے ہونے والے شوہر کی سرچشمن چھب سال
 ہوئے کو پہچان رہی تھی۔ کرم مدینے اس کے لیے ایسی
 نہیں تھا۔ وہ لڑکا ان کے گھر بھی آ کر تھا۔ وہ صرف مر

تھیں اس کے آپ کے برابر کچھ لکھن ضرورت تھی اسکی
 آئی تھی۔ اس کو جوانی میں کئی لڑکی اس کے قریب نہیں آئی
 ہوگی مگر بچت تھی تو یہ ہے مگر اور دل و خواہش کو گھن دیتا
 ہے۔ لوگ تو دولت کی بجا کر تھے ہیں اور سیکھ کر مدینے
 کے پاس دولت کی کئی تھی۔ وہ ایک ہیبت بڑا بزنس میں
 تھا۔ اس کے کام کا کچھ چلتا تھا۔ مگر شہر میں اس کے پاس
 کاری کرتا، اس کے شیشوز کے مجاز آسان پرتھ جاتے اور
 جس بھی سے سرائے کا لینا، اس کا وہ لایا ہوا جاتا۔
 پڑھا اور ضرورت ہونے کے بارے میں وہ اپنی
 سوسائٹی خواتین میں بہت جلدی مزید تھا۔ خواتین کو کچھ
 حائف سے نوازتا اس کی عادت کی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ
 بہت ہی خواتین تو کھیں اس سے کچھ اچھے سے لیے اسے

دقت بناتی تھی۔ اس کا لٹائی کی اُڑا یا جاتا۔ کئی محرومی
 نے پیار سے اسے بندوق کے خطاب سے بھی نوازا تھا مگر اس
 نے بھی کسی بات کا بار نہیں دیا تھا۔ کرم مدینے دل کا کچر
 نہیں تھا۔ وہ عام لوگوں کی مدد بھی دل کو دل کر کرتا تھا۔ کئی
 رفاہی ادارے اس کے لئے کڑے پر مل رہے تھے۔ فرسٹ کے
 قریب چلنے والے ایک ہیبت بڑا ہسپتال اسی کے نام پر تھا۔ وہ
 اس ہسپتال کو اس لاکھ روپے باندھ دیتا تھا۔ مالک کے
 قریب چلنے والے تین ڈاکٹر اس ہسپتال سے وابستہ تھے۔

نایب کا یہ کیرئیر ایک کرم مدینے کی ایک دوا نہیں
 والی تھی اس کا کوئی شائبہ تھا۔ بعد میں اسے کارپورٹ آفس
 میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ یہاں چارن لینے کے دوران
 انکشاف ہوا کہ حساب میں گڑبگڑ تھی۔ سابق اکاؤنٹنٹ نے
 تقریباً پچاس لاکھ کا ٹھیکہ کر لیا تھا۔ بڑی کمپنیوں میں ایسے
 ٹھیکوں کا کر سے تک پتا نہیں چلتا اور چھب انکشاف ہوتا ہے
 تو حوائج کو اندر ہی اندر دوسرے کو کھینچ کر جاتی تھی۔
 بات یہیں تک پہنچ جاتی تھی کہ وہ ہوتی ہے۔
 نایب کا یہ کیرئیر ایک کرم مدینے کی ایک دوا نہیں
 اس کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ سابق اکاؤنٹنٹ نے اسے دس
 لاکھ روپے کی پیشکش کی تھی اس کی دال ایک بڑی۔ اتنی بڑی
 رقم تو اس نے خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی۔ دس چار روپے
 پانچ لاکھ تو اسے کراتے کا کام تھا۔ چاہے کئی تنظیم اور
 دیگر ارجاعات۔ گزار دیکھتی میں ہو رہا تھا۔

نایب سے بڑی تھی۔ وہ پچیس تیس سال کی تھی۔
 آج کی طالبہ تھی۔ اس کے لیے نیکانام میں اور باہر سے اسے
 کراتے آئے تھے۔ مگر چھب انکشاف کر دیا تھا۔ اسے پہلی
 کوئی نہیں تھی۔ اپنی کی شادی کیے کر دیتے۔ کیر کے
 ملازمت سے رٹا ہونے میں بھی صرف ایک سال ہو گیا
 تھا۔ یہ نایب فرسٹ پر کھلا جائے گا۔ لاکھ لاکھ لاکھ روپے
 اس کے لیے تھے۔ کرم مدینے کی شادی کریں گے اسے مستقبل کا کوئی
 پروگرام بنا رہا تھی۔

کیرئیر نے بڑی صاف ستھری زندگی کو اپنی
 حساب کتاب میں بھی ایک روپے کی گڑبگڑ میں کی لیکن
 اب معاملہ اس لاکھ کا تھا تو اس کے قدم لگ گئے۔ اس نے
 یہ پیش قدمی کر لی۔ دس لاکھ روپے بڑی رقم تھی۔ اپنی
 شادی ہو گئی تھی اور بہت سے مسائل میں ہو گئے تھے۔
 عرصہ خوف زور ہا لیکن بھر پور دولت اس کے خیر خوف ہو
 پانچ چھ مہینے گزر گئے۔ ایک روز۔ وہ دفتر سے نکلا

تو کھیت کے قریب سیکھ کریم مدینے سے آمنا سامنا ہو گیا۔
 وہ اس وقت اپنی کار میں بیٹھ رہا تھا۔ کیرئیر کو کچھ کرک
 گیا۔

”ارے کیرئیر صاحب اس وقت آج نہیں رہے
 ہیں۔ آپ دیر تک آئیں گے۔ آفس میں بیٹھے ہوئے تھے؟“
 ”کچھ کام آج ہی مکمل کرنا ضروری تھا، اس لیے
 وہ تک بیٹھا۔“ کیرئیر نے جواب دیا۔
 ”آپ تو، میرا خیال ہے سلا گاؤں میں رہتے ہیں
 نا؟ آج ہی اس طرف جا رہا ہوں۔“ پہلے آپ کو بھی لڑا پر
 کر دوں گا۔“ کرم مدینے نے کہا۔
 کیرئیر اس کے ساتھ گاؤں میں بیٹھا۔ سیکھ کریم
 راستے میں اس کے گھر کی حالات اور بچوں کے بارے میں
 پوچھا۔ اور جب اس کے گھر کے سامنے گاؤں کی رو کیرئیر
 نے اٹھا جائے کے لیے پوچھا۔
 ”چلو، کچھ تھکے تھکے ہو تو دل سے دے دیے بھی
 اس وقت جائے کی طلب ہو رہی ہے۔“ کرم مدینے بھی
 دروازہ کھول کر اسے بچے آتا تھا۔

کیرئیر کا گھر اسیوں صدی تو کیا اٹھارویں صدی
 کے ہم آج تک بھی نہ تھا۔ درانگ روم میں ایک پرانا سا
 صوفہ رکھا ہوا تھا۔ کچھ بیٹ پتہ تھا۔ اس پر ابھی چادر
 ڈال دی تھی۔

جائے نایب نے کرائی تھی۔ کرم مدینے نے اسے
 دیکھا تو بھی دیکھ ہی رہا کہ۔ جائے چنے کے دوران کیرئیر
 اپنے سیکھ کے سامنے اپنی قربت کا دوا دوتا رہا جس کی وجہ
 سے وہ ایک کھانسی پھینکے کے باوجود کچھ کھانا کھا
 روز سیکھ کرم مدینے دیر تک بیٹھا کھانا کھا رہا لیکن
 نایب دوبارہ سامنے نہیں آئی اس اور پھر کرم مدینے انکھان
 کے پاس جائے چنے کے لیے آئے۔

جائے بیٹھا نایب نے کرائی کر اس کے بعد
 دوبارہ روم نہ ڈالی۔ یہ سلسلہ تکرار دوا دیک پھا۔ اور پھر
 ایک روز دفتر کے کچھ سے اسے اپنے گھر سے کھانا لایا۔ اس
 وقت وہ دونوں ایکٹھے ہی تھے۔ کیرئیر بھی کھانا کھا کر ضرور
 کوئی گاڑی بات کی اور پھر دوبارہ کرائی کر لئی۔

”کیسے ہو سکتا ہے بیٹھ صاحب۔“ کیرئیر نے
 جواب دیا۔ ”اپنی بات تو یہ ہے کہ میری ایسی حیثیت ہی نہیں
 اور پھر میری بیٹی اور مدینے صاحب کی محرومی میں زمین
 آسمان کی فرق ہے۔ میری بیٹی کی عمر پچیس سال ہے اور
 مدینے صاحب پچیس سال کے ہیں۔ میری بیٹی پر رش

نکھیں دل
 کبھی لڑکی نہیں کرے گی۔“
 ”مروں کے فرقی کو مت دیکھو کیرئیر!۔“ بیچر نے
 کہا۔ ”مدینے اس وقت ملک کا نہیں تو اس شخص کا سب سے
 بڑا صنعت کار ہے۔ تم کو تو کادش ڈالر ماٹ میں ہو۔ جس
 اس کی دولت کا اعزاز ہو جائے۔ یہ تو تھوڑی خوش قسمتی
 ہے کہ مدینے نے شہر میں اپنی کچھ لکھ لیا۔ یہ سیلو سٹروا
 جیٹل لوگوں اس کے ایک اشارے کی خاطر بھی چلے د
 صورت اور کرم کے فرقی کو گھن دیتا ہے۔ آج کل تو صرف
 اور صرف دولت کی اہمیت ہے جس کے پاس دولت ہے وہ
 بادشاہ ہے۔ یہ طاقتور ہے۔ یہ بھوکے تھوڑی جاتی تو
 لڑائی نکل آتی ہے۔“ وہ چھلے خاموش ہوا۔ اٹھارہ بات چاری
 رکھے ہوئے کسے گا۔ ”تم یہ بات اچھی طرح جانتے
 ہو کہ سیکھ مدینے کی بے بعد دیگرے دو بی بیوں انکھان کر
 تھیں۔ کئی بی بی کے بعد اسے کوئی اولاد نہیں۔ زندگی بھائی نہ
 ہیں۔ کوئی ایسا قریبی رشتے دار نہیں جو مدینے کے زندگی بھائی نہ
 وارث بن سکے۔ اگر تم اس کو بیٹے پر تو تھوڑی بیٹی دی جا
 خوش قسمت ترین لڑکی ہو گی۔ سب کچھ اسی کا ہو گا۔ ان میں
 چوڑی پر اپنی بی بی تھوڑی ہے۔ وہ بچہ کچھ بھی شہر میں اپنی بھی
 کے گا۔ تھوڑی زندگی کے باقی وہی آرام سے گزریں
 گے۔ تمہارے دوسرے بچوں کا مستقبل بھی سطور جائے گا۔
 تم اپنی بی بی اور بیٹی سے مشورہ کرلو۔ چار پانچ دن سوچ لو
 لیکن میرا مشورہ ہے کہ اس سہری مولیٰ کو تمہارے گھر سے
 حاشیت کرنا۔ ایک بات اور۔۔۔ مدینے چاہتا ہے کہ یہ
 شادی جلد از جلد ہو جائے اس لیے سوچنے میں زیادہ دن
 مت لگاؤ نا۔“
 ”آپ نے مجھے عجیب اچھن میں ڈال دیا ہے بیچر
 صاحب۔“ کیرئیر نے اس کے خاموش ہونے پر کہا۔
 ”ابھی تو اسکی کوئی بات نہیں لیکن تمہارے انکار سے
 کچھ اچھنیں پھا ہو سکتی ہیں۔“ بیچر شہر سے انکار سے
 باتوں ہی باتوں میں ہے بات بھی اس کے کانوں میں آتی
 دی کہ سیکھ کرم مدینے دس لاکھ روپے بات سے واقف ہے؟
 کیرئیر کا اٹھا۔
 ”آپ نے اسی روز اپنی بیوی کو کورسور مال سے
 آگاہ کر دیا۔ دونوں میں دقتیں دن تک گھس پھس ہو گئی رہی۔
 ”نایب سے بات کرلو۔ اس کی مرضی معلوم کرنا بھی
 ضروری ہے۔“ بیچر کیرئیر نے کہا۔
 ”وہ مدینے کا نام ہے یا تمہارے انکار کر دے گی۔“ کیر

سے اپنے جذبات کو ہمیشہ کاٹ لیا کہ تھا۔ ”تم تو میری مصروف
دستی ہو۔ یہاں کیے نظر کر رہی ہو؟“
”جس کی تھک سوسے تھک گیا ایک این جی او چلا رہی
ہوں۔“ فرحانہ نے اپنی کیفیت پر ہلکا ہانے کی کوشش
کے ہوئے کہا۔ ”اپنے کام کے سلسلے میں ایک صاحب
سے ملنے کے لیے یہاں آئی تھی وہ صاحب تو ملے نہیں،
مدتی صاحب نے دعا دی تھی۔“
”تم تو ایک جیسے ملے جانے والی صحن؟“ مدتی نے
ہلکی سی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”جی ہاں، وہ پہلے میری چال دیگا۔ اس طرف سے
کوئی ضرورت نہیں، سوچا گیا ہے کہ چاہو تو۔“ اچھا ہوا
میں لکھنے۔ ”ناپید نے جواب دیا اور پھر باتوں
میں دیکھے جیسے غلط فہمی ناپید نے فرحانہ پر راج کر دیا تھا
کہ وہ اپنی بات میں سر پہ اور اس کے شو پر کیا ہی
کر لے گی۔“
ناپید اب مکتا ہو چکی تھی۔ اس نے نہ صرف خود اپنے
پہرے کو مکتا کی ضرورت کو تسلیم کیا، ایسے آدمی کی خدمات
میں کسی کو بھی نہیں پس کر سکتے تھے۔ وہ سب کا ناپید کو
آؤں کے گرد دیکھتے اور دیکھتے اور امر دیکھنے کی مکتا کو
دیکھنے کے بارے میں غلط فہمی تھی۔
ناپید کا پھر بار بھر اور مدتی کا پھر بار ہوا فون پر
بیکار کرتا تھا۔ راج کی اس کا فون آ گیا تھا۔
”تم میں سے کتنا خاص رہا؟“ اس نے کہا۔ ”آج
مگر میں وہی نہیں آ جاؤ، چاہئے نہ ہاں ہوں گی۔“
ناپید نے رکب اس آہنی کے بارے میں غلط فہمی رہی۔
اس میں ان دونوں کی مکتا نے غلط فہمی طبع ثابت
کی تھی، ناپید سے یہ عہدہ نہ تھا۔ دلائل اس کی غلط فہمی
کا ساتھ کلاس فلوئڈ تھا۔ ایسے دیکھ کر اسے حجت کا
لگا تھا۔ مدتی نے یہ بات واضح طور پر سن کر ہی کہی
تھا۔ اس بات پر کیا تھا۔ یہ میری زندگی کے زمانے میں بہت
جور سے خود فوج ہوا کہ تمام ان کی اس میں اس کو
پہنچا نہیں سکی تھی۔ وہ انجینئر کیمیں کر رہا تھا کہ ان سے
پہنچا نہیں سکی تھا کہ وہ آج کل کی بارے میں، لیکن یہ حال ہے
وہ لگا دیا تھا کہ اس کی بارے میں حالت کا ہی بہتر
وہی نہیں اس کی مکتا کے مکتا کے بعد ان کی مکتا
تھی۔ مدتی کو ان مکتا کو ان کی مکتا نہیں ہو سکا۔ اگر
تھا، لیکن یہی مکتا تھا تو اس نے جان بوجھ کر غلطی اختیار
کی تھی۔

[illegible]

کولمبس کا امریکا

تو سنا ایک منشور تین اطالوی موسیقار نگرا ہے۔ اس کے بارے میں دو تین مشہور ہیں۔ ایک ان کی بصورتی دوسرے خواہن کے باب میں اس کا احترام زیادہ خوب دیتے۔ ایک ایک ایسا ادب کے لیے وہ میر کے کردار تھا۔ جس میں اطالوی جمان، سنا سنا ہے۔ تو ایک امر کی لڑکی کا بھائی۔ وہ لڑکی بار بار بھری تھی۔ تو سنا جس کے میر کا لہر نہ ہو گیا کردار اپنی ادب سے بھی۔ منقبذ اور کوئی تباہ نہیں سکتا۔ لڑکے بار بار بڑا۔ "کرسٹوفل رستے"۔

اسلام آباد سے کھیل کاظمی کا تعاون

ڈول مارٹر لوگوں کو کہا کہ تم مجھے دے کر جب میں ڈول
میں ہوں تو تمام لوگوں کو کہا کہ تم مجھے دے کر جب میں
لوگوں سے کہا کہ بہت اچھا۔ ابھی مارٹر صاحب نے
رف دیا ہے اب کہا کہ تمام لوگوں کو کہا کہ مجھے دے کر
نیک لوگوں کو کہا کہ ابھی مارٹر صاحب نے دے کر کہا کہ
اس سے پہلے کہا۔ ”تم کوئی کمرے ہو“ تو لوگوں نے
سوچتے رہے کہ یہ جواب دیا۔ ”خدا آپ کی رضا کا انتظار
کر رہا ہے“

خیر ایجنسی، ٹیڈی ہاؤس سے ملے

”اللہ سب ٹھیک کرے گا۔“ انیسٹر افضل ملک نے
 ہا۔ دو کچھ دیر اور وہاں بیٹھا رہا۔ شفیق اور جمال سے
 مل کر رہا۔ پھر ان سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گیا۔

یعنی کے دکھ میں جال اپنے آپ کو جھول گیا تھا۔
 کے کمانے کے لیے کامیابی ہوئی نہیں رہا تھا۔ اس کے لیے کمانا
 کے عمر کے لیے تو وہ دہلاؤ لگا گیا تھا اور
 کے کمانے کی خبر رہا تھا۔ اگر اسے شہناز کے پاس ملے
 اس دوستوں اور ہر دوں کا تھا تو وہ ہوتا تو وہ جی
 کے لیے فیصلہ ہونے سے پہلے ہی مر جاتا وہ کہہ کر ہی ہر دم روا
 کے نیز پر گئی ہوئی شہین کی طرف دیکھا اور بھی بید
 ہوئی کی طرف بھراس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔
 سے پہلے ہی بھراس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

کوئے میں چڑھا سانا ہوا ہے۔"

ایکسپریشنل چونک سا گیا۔ اپنے کو بھی چپترے سے بے خبر جاننا چاہتا تھا۔ کھائے ہوئے گولی کی رائی

ایکسپریشنل نے حقائق سے اور بھی بائیں ہتھ پھٹا اور

پھر اسے کھانے کی اجازت دے دی۔ پھر کئی رات ایکسپریشنل نے غارت گاہ کا گھراپ لیا۔ اس کے بچے سے ایک

مل اور ایل پی ایم کی ہڈی اور مکمل بھی برآمد کر لی۔ اپنے سے دل

ہو گولی برآمد نہیں ہوئی تھی اس لیے بچے کے سر کا مشعل خاکہ

ایکسپریشنل نے رائفل سے بھی کھائی اور مکمل یا پستول کی

لیکین بھی برآمد طریقہ کا لیے کو بغیر لائسنس کا طور رکھے

کے جس میں بند کرو گیا۔

اصل ملک نے اپنی حقیقتاں قسم میں کی تھی بلکہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ وہ اس سے اگلے روز صبح کی خدمت یافتہ کرنے اسپتال پہنچ گیا۔ سب سے پہلے اس نے کونکر میں سے ملاقات کی۔ تباہی دلی کے بارے میں کوئی بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ کوشش بہر کیف جاری رہا۔

ڈاکٹر کے کمرے سے نکل کر وہ تانیہ کے کمرے کی
جب آیا تو راہداری میں بیچ پر شفیق اور اس کے گھردالے
تھے۔

”کچھ حیرت ہوئی ہے۔“ افضل ملک نے جواب
 ”جانیہ کو میدان کے چاروں طرف سے دوڑتے ہوئے گولی

تھی وہاں میری اطلاع کے مطابق دو آدمی ایسے تھے
 نے ہوائی فائرنگ کی تھی۔ ان میں سے ایک کا سر اس
 راہے حراست میں لے لیا گیا ہے اور دوسرا مل بھی برآمد
 کی گئی ہے۔ جس سے وہاں فائرنگ کی کئی تھی لیکن ابھی یہ
 کرنا مشکل ہے کہ گمانیہ کے ملے..... کوئی اسی
 سے چلی ہوئی ہے۔“

”اور اس کا فیصلہ اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ لو
سے نکال لی جائے۔“ شفیق نے اس کی بات کاٹنے
پر کہا۔
”میں ہاں۔“ افضل ملک نے جواب دیا۔ ”میں ابھی
فہمی سے لڑ کر دیا ہوں۔ تیار دل کے حصول کے
میں اس کی کوئی چیز نہیں مانگتا ہے۔“
”اس کی کے لیے لڑ رہا رہتا ہے۔“ شفیق نے...
”خدا کو اسے جلد ہی کی بڑی نبردست ہو جائے۔“

تھا کہ ایک نیکر فصل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے دے پا لیا
 یہ بتا دیا اور اس لڑکے کو گھر کر بیٹھنے میں آگیا۔ اس
 نے جانے نہ سکا اور پھر چکیاں چپینے ہوئے لڑکے کو بتانے
 لگا کہ وہ کیا ہے۔
 لڑکے کا نام مرغان تھا۔ یہ انکشاف اس کے لیے بڑا
 شگونی چیز ثابت ہوا تھا کہ جس لڑکی کو چپینے کے لیے وہ
 روزانہ صبح سویرا پھر کھڑا ہوتا تھا وہ زنگی اور موت
 کی لڑکی تھی۔
 ”میں اس لڑکی سے کبھی نہیں جانتا تھا۔“ مرغان
 نے جواب دیا۔ ”میرا باپ میرے دوست کا غرات کا کوٹھی
 میں رہتا تھا۔ اس نے دور سے اسے مرغان کو درمیان
 میں دیکھ کر قریب سے دہینے کے لیے اپنے دوست کے
 ساتھ اس طرف چلا آگیا۔“
 ”تم زنگی نہیں اسناپ پر اس کا احتکار کرتے تھے“
 ”ہاں“۔ ایک نیکر فصل نے اس کے چہرے پر نقش مجھاتے
 ہوئے۔

”دو۔ دو مجھے ابھی کتنی تھی۔“ عرفان نے رک کر جواب دیا۔ ”میں نے کسی کوئی ناز یا حرکت نہیں کی، آپ اس کی دوست سے پوچھ جیسے ہیں؟“

”ہوں۔۔۔ کچھ بھی۔“ اسپیکر اٹھ بولا۔ ”دو اس نیت سے لڑ رہی ہے، اگرچہ تم اس سے بددوستی ہے، تم چاہتے ہو کہ اس راستے کے ذمے دار دروازہ یا انفر او کو کھینچ کر دروازہ بند یا چھوٹا بنائے تو۔۔۔ یاد رکھ کہ جڑاؤ کی اس رات کے بعد اس کے پاس ایک راز ہے۔“

”میں اہل مکہ کے گھر جاتا ہوں۔ اس جواب اس کے لیے اہل المکہ میں داخل ہوئی۔“ عروان نے جواب دیا۔
”میں ایک فرد کو لے کر جاتا ہوں۔ یہاں پر ایک ایک بائیس ہے اس کے باپ کی۔“ طارق عرف کاہلہ، اگرچہ کچھ سنوڑتے تھے، لیکن اسے تسلیم کرنے کو تیار تھے۔ اس نے جواب دیا اور اپنے گھر کی طرف بھاگنے کے لیے کچھ سیڑھیوں سے داخل ہو کر بائیس کے پاس پہنچ گیا۔
”میں اس بات خود اس کے پاس داخل ہوئی تھی۔ اس کا تھکا کر جب اس کی بازی شروع ہوئی تو وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔“ طارق عرف نے جواب دیا۔
”یہاں آکر بیٹھنے کے لیے بات ہے۔“ وہ نے دہرائے اور اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ طارق عرف نے جواب دیا۔

[illegible]

ایکسر اس کے خیال میں ان لوگوں سے جو کہ مسلم ہو چکا تھا۔ وہ دوسرے سے اس بارادہ میں جس اسٹاپ پر ٹھیکہ کیا۔ یہ وہی تھا جس نے اسے اسٹاپ پر رکھا۔ اس نے ایکسر کی طرف دیکھا اور پھر اس کے طرف جواب اشارہ کر دیا یا ایک طرف اٹھ کر گھنٹہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ایکسر نے اسے روک کر اس کی پس پر سوار ہو گئی۔ وہ لڑکا وہیں کھڑا رہا۔ ایکسٹیک اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کی گرفت دوستانہ تھی لیکن اس کے بارجروہ لڑکا گھبرا گیا تھا۔

”پہنیں ایکسر افضل ملک ہوں۔“ وہ اپنا تعارف کرتے ہوئے لایا۔ ”تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ایکسٹیک کے لیے تمہیں پہنیں ایکسٹیک بھی ملے گا۔ اس کے بعد ایکسٹیک بھی چاہتا ہے کہ دروس کی خبروں میں آؤ گے۔ اس لیے اسے یہ خیام ملے گا کہ کبھی نہیں آیا۔ آؤ۔۔۔۔۔ اس نے ایکسٹیک کو چمک کر پیش کیا۔ میں تمہارا یادوہ یادوہ نہیں دلاں گا۔“

ایکسر نے چہرے پر خوف کے شواہات ابھر آئے تھے اور اس نے اس وقت ایک بار دوسری بار ایکسٹیک کی طرف آگیا۔ اس نے ایکسر کو سیٹھ لکھا اور کبھی نہیں چاہتا

اپنے اس پاس تلفظ آوازیں سن کر اس کی آکھکل گئی۔ اس نے مڑ کر دو ٹونے دیکھے اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لاکڑس اس پر اس کے ساتھ دو اکثر اڑتے تھے۔ ایک نرس بھی تھی۔ وہ سب ایسے کے گرد گھومے جانیے کی طرف دیکھتے ہوئے بائیں کر رہے تھے۔ ڈاکڑس نے وہ فائل اٹھا لی، جس میں جانیے کی ایک ساری رپورٹس بھی تھیں۔ وہ اپنے ساتھ انے والے ڈاکڑ کو اکثر بڑی سی جگہ تار تار تھا۔

”یہ مریض کدال نہیں“۔ ڈاکڑس نے ابھی سے اس کا بھی خلاف کر لیا تھا مگر جانیے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ”یہ ڈاکڑ خروٹ نہیں ہیں۔ دو دن پہلے رپورٹ لکھتے تھے ہیں۔ انہیں بارٹ ٹرانسپلینٹیشن کا سب سے تجربہ کار اور باہر ڈاکڑ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ٹرانسپلٹ کے ایک درجن سے ڈاکٹر کا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ مجھے ان کے آنے کا پتا چلتا تو یہ فرما دیتا کہ وہ یہاں کی وائی لوڈنگ کے لیے یہاں ٹریفک لے آئے۔ یہ اس کیس کو اسٹریٹ کریں گے اور جانیے کو سب سے کم سبب آفرینٹی کر کے دل کی پیاس بجست گولی نکال دی جائے گی۔ بہر حال یہیں بہتری کی امید رہی ہے۔“

جمال انہیں دعاؤں سے ٹوڑنے لگا اور جب دو لوگ کمرے سے رخصت ہوئے تو جانیے کی تمام آنکھ سے رو کر، اسے طرزاؤں پر دھریں اور دیکھ کر پشیمانی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وقت دیر سے دیر سے باہر نکلتے تھے۔ حالانکہ گھڑی دیکھی تو بارہ بج رہے تھے اور پھر وہ گھڑی نیند میں چلا گیا۔ جب دوبارہ آکھ گئی تو نیند میں رہے تھے۔ کچھ آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ آوازیں کمرے سے باہر آ رہی تھیں۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ راجداری کے آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ایک عورت بھی تھی جس نے سبز ساڑی پہن کر رکھی۔ جمال کمرے سے نکل کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔ اس عورت کو دیکھ کر وہ جھنجک گیا۔ وہ خوب صورت چہرہ، کچھ ہاتھ پائیسا سا لکھن۔ یہ ڈاکٹر کا ہاتھ اس نے یہاں کب اور کہاں دیکھا تھا؟

”کیا بات ہے جب اب آخریت تو ہے؟“ اس نے قریب گھومے ہوئے ایک ڈاکٹر سے پوچھا۔ ”کریم صمدی کی بول کا دورہ پڑا ہے اور یہ خاتون ان کی بیگم ہیں۔“ اس میں نے سبز ساڑی والی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جمال نے ایک بار پھر اس عورت کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے داغ میں جھماکا سا ہوا۔ اس نے اس عورت کو پہچان لیا تھا۔ وہ ہمیشہ صمدی کی اس تصویر پر تو اکثر اخبارات میں بھیجی رہتی تھی۔ ابھی چند روز پہلے ہی ایک نرس نے بتا تھا کہ ”یہ اسپتال ایک ٹرسٹ کے تحت چل رہا ہے۔ شہر کے کچھ خیر حضرات اس کے لیے فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ شہر کا سب سے بڑا صنعت کار سیو کریم صمدی اس لاکھ روپے سینے کا عطیہ دیتا ہے۔“ اور وہی سیو کریم صمدی اس وقت انگریزی روم میں پڑا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔

انتہائی ذرا غصے سے دیکھ کر بعد میں کریم صمدی کو ایک کمرے میں پہنچایا گیا جہاں انتہائی جھگڑا شے کی تمام اشکات موجود تھیں۔

تجربہ چاروں کمرے کے بعد ایک روز ڈاکڑس نے جمال کو بتایا۔ ”یہ ڈاکڑ صمدی کی رائے میں جانیے کے دل کے پاس غلی گولی کالنے کے لیے آپریشن کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔ البتہ، ایک خوش خبری یہ ہے کہ لندن کے جس اسپتال کو جانیے کے ساتھ دل کے لیے گھیا گیا تھا وہیں اسے دوبارہ عملی رپورٹس بھی گئی ہیں۔ امید ہے کہ چند دنوں میں دل کا بندوبست ہو جائے گا۔ یہ جمال کے لیے بڑی حوصلہ افزا بات تھی۔“

سیو کریم صمدی پر پڑنے والا دورہ زیادہ شدید نہیں تھا۔ وقت دیر سے دیر سے باہر نکلتے تھے۔ حالانکہ اس سے اگلے روز بھی اسپتال سے رخصت کر دیا گیا۔ جمال دل میں دل میں دعا بھی مانگتے کہ اس کی بیٹی کو بھی اس طرحاں چلتے نہوں سے رخصت کیا جائے۔

ڈاکڑ نے صمدی کو مکمل پیڈریٹ کا مشورہ دیا تھا اور اس غصے کا انتہائی کم کیا تھا کہ راکوں کے استعمال میں غلطی اور بے پروائی برتی گئی ہے۔ آپ پر کام کا جو ڈاکٹر لاکڑ کا تو کھلا کر دیکھ کر اسے ہلکا کر دیا۔ گھر پہنچتے ہی ناپید نے اپنے شوہر کا چارج سنبھال لیا تھا۔ کئی ملازم ہونے کے باوجود وہ دینی ہر ضرورت کا خیال خود رکھتی۔ اپنے ہاتھ سے دواؤں دینی اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھانے کی عادت اور مزاج بڑی سے آئے والوں کا تاجدار تھا۔ وہ لوگوں کو بچا کر لیا تھا کہ صمدی اسپتال سے گھر منتقل ہو چکا ہے۔ ہر صبح اُپنا آہ

رات کے کیا رواج تھے۔ ہمیشہ بڑی طرح تھک جاتی تھی۔ وہ ہیٹ کے قریب کرسی پر بیٹھی صمدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ لیٹ لائٹ بجھا کر نائٹ بلب جا رہی ہوں۔ کیا رونے سے ہیں، نہیں اس کو سوجانا ہے۔ ”تم تو میری دیکھ بھال اس طرح کر رہی ہو، بیٹے میں کوئی کچھ ہوں۔“ وہ لاکھ بیری اور جھاری غریب آئے آئے کہ فرق ہے۔ صمدی نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی تو اوس ہے کہ ہماری غریبوں میں اتنا فرق ہے۔“ ہمیشہ کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس نکلتا تھا۔ ”اکثر کامیاب لاکڑ فوت ہوتا ہے۔ کدال کا پتا نہ پڑتا۔“ ”کیا مطلب؟“ ”کیا کہنا چاہتی ہو؟“ صمدی نے اسے گھورا۔

”ہاں تو اس وقت بھی کچھ نہیں کہہ پائی تھی جب میرے پاس تھے۔“ ”وہ کتنے کہتے کہ کئی، پھر بولی۔“ ”میں اس وقت انکی کوئی بات نہیں کہہ پائی تھی میری کاوش تھی۔ اسے سمجھا دیتا۔“ ”میں اس کا کوئی پریلٹ جاؤں گی۔ اگر کسی دشت کی مٹولی ہی میں تلفیف غموں کا رتو کھینچے گا اور دے دیتا۔“ اس نے کرسی پر گریب لائٹ بجھائی اور نائٹ بلب جلا دیا۔ نیلے رنگ کی تدریس روشنی آنکھوں کو بہت جگہ لگ رہی تھی۔ ہمیشہ بڑے قریب فوٹ لگا کچھ پریلٹ گی۔ اس نے ایک نرس کے کچھ ٹوٹا تھا۔ پھر ہاگ دوڑ میں اس کی طرف تھک گئی تھی۔

”تجلی کی آواز سے ہمیشہ کی آکھ گئی۔ وہ بڑا ڈاکٹر اٹھ کر اس کو سوتلی نظروں سے دیکھ رہا دیکھنے کی۔ صمدی گھر کو پھیند رہا تھا۔ کمرے میں جانیے کا ہاتھ لاکھ نڈائی تھی کی آواز اس نے اپنے بائیں قریب کی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ لکھنا وہ راجداری مشان پڑی تھی۔ پورے گھر میں گھومتا تھا۔ سامنے اس کا بیٹا بیڈروم تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانک کر اس کا غالی تھا۔ وہ راجداری میں پہنچی ہوئی لاؤنج کی طرف آگئی۔ دسترخویز لاؤنج میں ایک طرف دیوار پر چھوٹی ٹیبل لائٹ مل رہی تھی۔ جس کے نیچے کاک لکھ ہوا تھا۔ اس کی سوسائیاں رات کے دیر کے وقت جھاری میں۔ اسے پھر پھر دیکھتے تھے۔ لاؤنج کے ایک سوئے پر وہ نرس سو رہی تھی جو صبح اسپتال سے ان کے ساتھ آئی تھی۔ اسے صمدی کی دیکھ بھال کے لیے بھیجا گیا تھا کہ ہمیشہ اس کو جان اور خوب

زخمیں دل صورت نرس کو صمدی کی نظروں سے دور رہی تھا۔ اسے کمرے میں ہی کھین جانے پڑا تھا۔ ہمیشہ پورے گھر کا چکر لگانے کے بعد دوبارہ آکر کمرے میں بیٹھتی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کسوائی تھی کی وہ آواز کیسی تھی؟ جس نے نیند میں ہی کی اور پھر اجاگک اس کا دل، اچھل کر مٹل گیا۔ شاید وہ اس کی اپنی مٹل مٹلی تھی تھی؟ جس وقت اس کے منہ سے غلی جیب اس نے کلب کے جمبوٹریس میں فرما دی کہ لاش رکھی تھی۔ وہ اسے نرس فرما دیا اور اس داغے کو بھولی ہوئی تھی اس بات اگر کلب میں صمدی کی بول کا دورہ نہ پڑتا شاید صورت حال مختلف ہوتی۔ صمدی کی وجہ سے وہ اپنی ہی انجمنوں میں الجھ رہی تھی۔

وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آگئی۔ لاؤنج کے ایک طرف رنگے ہوئے ریک سے اس نے پچھلے ایک ہفتے کے راجداری طرے دیکھے اور اخبارات دیکھنے کی۔ اسے راجداری طرے دیکھ کر اس رات وہ دیکھ کے قریب اس نے فرما دی کہ لاش رکھی تھی اور پھر وہ صمدی کو لے کر اسپتال آئی تھی۔ بعد میں اس لاش کے بارے میں انکشاف ہوا تھا۔ پورے اگلے روز کے اخبارات میں اس حوالے سے کئی خبریں تھیں۔ البتہ، اس سے اگلے روز پھر بڑی تفصیل سے سوچ کریم صمدی کی بول کا دورہ پڑنے کی خبر مچوڑی۔

سیو کریم صمدی کی خبر بڑی تفصیل سے کئی پوسٹ کے مطابق اسے پتا چلا کہ وہ اسے ہلاک کیا گیا تھا لیکن اکثر پڑا نہیں ہوا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کچھ نکل آکر اسے ساتھ ساتھ لیا گیا تھا۔

یہ اطلاع ہمیشہ کے لیے منسلک تھی۔ جب وہ اس چھوٹے میں داخل ہوئی تو پھر دستے تک لاش کے سینے میں بیٹھ جاتا اور اس نے وہ پتھر لگالے کی کوشش بھی کی تھی۔ لیکن رشتی کا بھماکا ہوئے یہ وہ گزرا کر لاش کے قریب نہ تھی تھی۔ اسے اب تک یہ بات نہیں کہیں اس کی گھر کو رشتی کا دورہ جھانک لیا تھا؟ اور وہاں سے بھانستے والا کوئی تھا؟

کلب کے ممبران اور انتظامیہ ممبرانوں کے بیانات کے مطابق فرما دیں کلب کی ممبرن کی سٹیج کے بیان سے بھی متعلق تھی۔ کوئی کہہ وہ کلب کی ممبرن کی جگہ وہ سیو سلطان کے ساتھ آئی تھی۔ کلب کے ممبروں کو دیکھتے ہیں

شیراز ایک دفعہ بھی اس شہرہ سے چٹا کر
 اپنا مستقبل محفوظ کرنا چاہتا ہے چٹا کرنا ہے
 ہو۔ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہو گا کہ وہ اپنی
 ایک قدم نہیں اٹھاتا چاہتا ہے اور پھر اس کا مطلب
 ہے کہ اس نے کسی ایک قدم نہیں اٹھایا ہے تاہم یہ
 ہے کہ اس نے ایک قدم نہیں اٹھایا ہے تاہم یہ
 اس نے ایک قدم نہیں اٹھایا ہے تاہم یہ

۴۔ کے خون سے اپنے ہاتھوں کو دھوئے گا؟ یہی نہ کہے
 شیراز سے کہ بارے میں اس کا خیال نہ ہو
 اس کی دکان کی پانچ سو کارروزیں ایک گناہ ہو اس کی
 گاؤں سترہ سو گناہ ہوں اس لیے اس کا ساتھ نہ دو
 اے ناہیبہ کے کوٹا لایا میں تھا اس نے ایک
 ایک قسم کا کلمہ ہے جس سے اس قسم کا کلمہ ہے
 کوٹا لایا میں تھا اس نے ایک قسم کا کلمہ ہے
 اس نے دوزخ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا
 شیراز پر ممانہ کے قاتل کو نے شیراز کا قاتل
 ہو کر اسے آدھ بھیجے ہوئے سوتیلی دھن، اس کا کاغذ

۵۔ اہل سنت و اہل طہر کے ساتھ کلمہ پڑھتی تھی وہاں
 کے بعد وہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستوں کے ساتھ چڑھ کر
 خانے سے اس کے اوپر اتر کر اس کے ہاتھوں کے بعد وہ

ظاہر کر رہی تھی لیکن وہ دیکھ لیا تھا اور جب وہ فرما نہ
سکتی تھی کہ بے خوف نہ ہو، میں یاد رہی کہ میں نے کہا تھا کہ
میں نے اس کو دل کا دورہ پڑ چکا تھا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا
میں نے اس کو ہونیز سے مرعوب کیا ہے؟ میں نے اس کو مرعوب کیا
تھی لیکن اس کا دورہ پڑ چکا تھا اور اس نے اپنے بہت قریب لانا
فرما دیا۔ میں نے اس کے سینے میں اس کے سینے کا ہاتھ دے
کر اس کو دیکھا۔ اس نے گفتگو نہ کرنا شروع کر دی۔ اس کا
چاہنے والا اس سے ناراض ہو گیا ہو گا۔ وہ سوچتا ہے
کہ اس کو اس کی کارروائی اور دولت میں بھی کسی کی مدد
ہو گی۔ جس کے نتیجے میں اس کو دل کا دورہ پڑ گیا۔
میں اب بھوکے ہوئے تھا۔ میں نے چار سائے میں
بٹور لیا۔ میں نے اس کو اس کے سینے میں دے دیا اور میں
جاکر ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد اس کے ساتھ چھوڑ دیا۔
میں نے اس کے گھبراہٹ والے رویے کو دیکھا اور اس کو
دیکھ کر اس کے دل کا دورہ پڑ گیا۔

”بھگے ہو چھٹا چھا جائیں، انکی سے پوچھ لیجئے۔“
 وہ ایک کمرہ میں آئے جہاں پر مدینہ علی کے بیڑم میں سے آئی۔ مدینہ علی
 اس وقت یہاں ہی پشت سے لگ لگائے تھر رہا تھا۔
 اس نے اس سے کھینچ کر مدینہ علی سے سلام کیا کہ تیرا۔
 یہاں گویا ہر ایک نے مدینہ علی کے چہرے کے جاؤات کا
 جائزہ لے رہا تھا۔ یہیں سوالوں پر مدینہ علی کے جاؤات
 یکدم بدل جاتے۔
 ”ایک جہات اور مدینہ علی صاحب۔“ اس نے اس کے
 چہرے پر نظر کیا ہوتے ہوئے بولا۔ ”فرمان کے کھل والی
 بات۔“ اس نے ایک کلمہ میں جو مدینہ علی اور اہماری اطلاع
 کے مطابق متعلق کو آخری بار آپ کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔
 کے بعد مرآت کے پچھلے پہر کی لاش کی تھی۔
 ”یہ درست ہے کہ وہ دیکھ دیکھ کر میرے پاس آکر بھیجی
 تھی۔“ مدینہ علی نے جواب دیا۔ ”میں نے اس کے ساتھ
 اس کے ساتھ“

[illegible]

”ایک بات اور میری صاحبہ“..... ”انکڑ بولا۔
 کلب کے جس ہٹ یا جو پڑے سے فرحانہ کی لاش ملی
 وہ، دو جو پڑا اس رات آپ کے نام سے تھکا۔ کلب
 میں بھی بتایا تھا کہ اس جو پڑے کی چالی آپ کے کمرے
 کے نیچے تھا۔ کیا آپ فرحانہ کو اپنے ساتھ ہٹ میں لے گئے
 ہیں؟“

اس سوال پر صدیقی کا چہرہ فق ہو گیا۔ اس نے
 ان انہیوں سے تاہد کی طرف دیکھا اور بے چینی سے پہلو
 لئے گا۔
 "اسکپٹر؟" تاہد نے اسے گھورا۔ "کیا آپ کے
 اہل بس فرما تے کہ صدیقی صاحب نے قتل کیا ہوگا؟" وہ

زخمی دل

یہ سن لو کہ اس دولت پر میرا حق ہے اور میں اس میں کسی کو حصے دار نہیں بننے دوں گی۔“

”اوہ۔“ صمدی سہکرایا۔ ”اس کا مطلب ہے کہ فرمانہ کے نکل کر جہاز اڑا رہے ہیں۔“

”جہیں پتا چل گیا تھا کہ وہ اس دولت میں حصے دار بننا چاہتی ہے اسی لیے تم نے اسے مارتے سے ہٹا دیا۔“

”میں نے ایسا کوئی بات نہیں سوچی تھی لیکن آئندہ کوئی بات ہوگی تو میں انتہائی قدم اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کروں گی۔“ ناہید نے جواب دیا اور پھر ہنستی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔

ان دونوں میں طویل عمر سے سرو جنگ چلی رہی تھی ادب اور دھمکی کا ایک دوسرے کا سامنا آگئے تھے۔ اس صورت حال نے نایہد کو پریشان کر دیا تھا۔ وہ ابھی طرح جانتی تھی کہ بلدیہاتی کا بھاری تھا۔ اس کا کوئی فیصلہ نایہد کی زندگی میں اندراج پر چلا دے گا لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ کوئی ایسا فیصلہ کرنے سے پہلے بلدیہاتی کو بھی دس سرب جوتاڑے گا۔

ناہید اپنے کمرے میں آگئی۔ تموڑی دیر بعد ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ٹیلی ریگ کا لفافہ تھا جس نے ناہید کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ کیا ہے؟“ ناہید نے لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔

”چندیکارے دلایا ہے، سنوادی دیر چلے گئی آہی
کے لگاتار۔“ ملازم نے جواب دیا۔ اور کمرے سے نکل
گئی۔ مختلف سامی اور لاطینی قبرستان کی طرف سے دعوت
سے گھر پر آتے رہتے تھے۔ وہ اس فاسانے کو ایک طرف
دل دیا جانتی تھی پھر کچھ سوچ کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے
لگے۔ فاسانے پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس نے غیر ارادی طور
پر لفظ غول کو دل پر لکھا اور گھر اس میں سے جو کچھ برآمد ہوا اسے
دیکھا۔ کمرے پر ایک انساں سیتے تھے رکنا ہوا ہوا وہ اس کی
تصویر تھی۔

ناہید بھی کئی نظر لے اس لیے اس تصور پر کوئی کچھ بھی تھی۔
فرماندگی کی لاش کے پاس کھنڈوں کے تل بھی کئی تھی۔ لاش
کے سینے میں خنجر جیست تھا اور ناہید کا ہاتھ خنجر کے دوتے پر
تھامے ہوئے تھا۔ ناہید نے اس کا چہرہ دیکھا، اس کا نظر اتر رہا تھا۔
ناہید کی دھم سے کھپکھپانے لگی تھی۔ اس کے لیے کھڑا رہا
کئی لمبے ہوا۔ دو دم سے کرسی پر گر پڑا۔ اس نے سر کو دونوں
خونوں سے لپیٹ لیا تھا۔ یہ اب اس کی جگہ تھی۔ کئی کہ
بب دو کلب کے جھوٹے سر میں فرماندگی کی لاش کے

لوگوں کو چاہیں کہ اپنا آئو سیدھا کر دیتی ہیں اور جب ان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو قیادت ماری دیتی ہیں۔ اس میں قصور تھا ہمارا ہے کہ ہم اس کے حسن و جمال کے جال میں پھنس گئے۔ ویسے، ایک بات تو بتاؤ؟“

”کیا؟“ صدیقی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

”وہ کسی معاملے میں تمہیں بیک سیل تو نہیں کر رہی؟“ نائید نے پوچھا۔ ”یہ بات میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ تم کسی بھی صورت کے ساتھ بیٹے دو دشمنوں سے زیادہ جتنی نہیں روکے کر فرحانہ، دو احماتی بیٹوں سے تمہارے ساتھ جھگڑنا ہوا کرتی تھی۔“

”نہیں۔“ صدیقی نے جواب دیا۔ اُس کے چہرے

کارنگ بدل گیا تھا۔
 ”تو پھر کیا بات ہے؟ وہ تم پر اتنا حاوی کیوں ہوتی
 ہے؟ جاہری تھی کہ میرے ہار بار کہنے کے باوجود تم اسے چھوڑنے
 کو تیار نہیں تھے؟“ کاہید نے کہا۔

سیر خیال ہے، اب چونکہ کب کچھ ختم ہو چکا ہے اس لیے ہمیں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ”صدیقی نے کہا اور تھوڑی سی خاموشی کے بعد بولا۔ ”وہ مجھ سے لٹاؤ کرنا چاہتی تھی۔“

”تم نے یہاں ہادی دولت سے؟“ نامید نے اس کے
 ہنرے پر نظر کی جھانکی۔
 ”تم نے یہی تو دولت کی خاطر مجھ سے شادی کی تھی۔
 ورنہ مجھ سے بڑے میں کیا رکھا تھا۔“ صدیقی کے لہجے میں
 طنز نمایاں تھا۔

”میں آئی نہیں، لائی گئی تھی۔“ ناہید نے جواب دیا۔
 ”تم ہی ہمارے دروازے پر آئے تھے اور تم نے ہی
 میرے باپ کو دھکی دی تھی۔ اگر میرے باپ سے وہ ظلم
 ہوئی ہوتی تو میں تمہاری دولت پر تلوار تکی نہیں۔“ اس
 نے پہلی دھماکے اس طرح نفرت کا اظہار کیا تھا اور صدیقی

دکے بغیر نہ رہا۔ ”اور اب ایک بات اچھی طرح سن۔“ ”نابید نہ بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”اچھے ماں، پکی عزت کی خاطر میں نے اپنے اربابوں اور اپنی وابستہات کا گھونٹ دیا تھا۔ اپنی جوانی تمہارے لیے چاہیے۔“ سینٹ جارج حادی۔ ”تمہارے پاس دولت نہ ہے تو میری مجلس اور فلاح میں تو جرحی میں تم سے اپنی ہی فداوار ہوئی، جتنی بات ہوں۔“ میں نے بھی تمہاری اس دولت کے بارے میں سوچا نہیں تھا۔ لیکن اب بات آئی مئی کے تو

سے چھاپی گئی تھی۔ تین دن بعد اسپتال میں بنی کسی نے مجھے اس واقعے کے بارے میں بتایا تھا۔
 ”مگر یہ صدیقی صاحب۔“ ایڈیٹر اصرار کر رہا ہوا۔
 اس نے صدیقی سے ہاتھ ملا کر، ہر نابینہ کی طرف دیکھتے ہوئے لایا۔ ”فردورت پڑی تو کسی وقت آپ کو بھی رحمت دوں گا۔“ ایڈیٹر کے ہونٹوں کی کسراہٹ دیکھ کر نابینہ کانپ اٹھی۔

پولیس کو درخواست کرنے کے بعد ناہید، صدیقی کے کمرے میں آگئی اور بولی۔ ”بہت سی باتیں ایسی ہیں جو تم نے پولیس سے چھپائی ہوں گی۔“ اس کی نفرتیں صدیقی پر جبی ہوئی تھیں۔ ”لیکن مجھے امید ہے کہ مجھ سے چھپانے کی کوشش نہیں کرو گے۔“

”تم اپنی حد سے بڑھ رہی ہو تاہم مجھ سے ایسی باتیں ہو چکیں گا کہ میں کوئی کر نہیں سکتی۔ تم مجھ پر کوئی پابندی لگائیں گا نہیں۔“ محمد تقی نے جواب دیا۔

”فیک ہے، میں تم پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتی لیکن اگر میں بھی ایسی ہی حرکتیں شروع کر دوں، تو جھاری کیا حالت ہوگی۔ تم جاننے ہو جھارے ہی دوستوں کے حلقے

میں کہنے لگے تو کہیں جو میرے قریب آنے کے خواہش مند ہیں اور تم بھی جانتے ہو کہ میں نے غیر مردوں اور اپنے بیچ بیچ ہمیشہ قائلہ رکھا ہے۔ کیا خیال ہے میں یہ قائلہ ختم کروں؟ آؤ کہ دوں ان چند لوگوں کو جنہیں میں نے اپنے سینے میں قید کر رکھا ہے، وہ تو مجھ کی توڑوں جن سے میں نے خود کو بچا رکھا ہے؟“

ناہید جذباتی ہو رہی تھی اور صدیقی سے کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا۔ وہ بے چینی سی محسوس کرنے لگا اور بار بار ہلو بدل رہا تھا۔ ناہید کمرے سے باہر نکل گئی۔

ناہید کا وہ بڑی بے چینی اور اضطراب میں گزرا تھا۔ پورا دن دونوں کے درمیان تناؤ کی کیفیت طاری رہی تھی۔

[illegible]

شاہد آپ کے علم میں ہیں کہ کفر خانہ سری کی بنیاد پر کسے
 "تعلیمِ اسلامی" کے لئے بنوایا گیا۔ اس کے لئے اس کے
 دوستوں نے اس کا گرامر میں قائل بن کر تحریف نہیں رہا۔
 بنیاد پر جس بھی دو مختلف الزاموں سے قہر کسے واقعی نہیں۔
 کئی ذہن کس میں اس نے اسے ایسا خوب نیک یا جہان لوگوں
 سے اس کا ملنا جلنا ہزاروں بار۔ دو جہان متبع کے لوگوں
 کے ہر بڑے بڑے لوگوں سے اپنی جہت کے نام پر
 جیسے اپنے بڑے بڑے انماذہب بنایا تھا۔ جو سوسکے اس کے
 کسی کے ساتھ کئی بار حرکت میں ہوئے اور اس کے کئی دشمن
 ہوئے ہیں۔ جس نے سوسکے سے فائدہ اٹھا کر اس کے قتل کر دیا
 ہوگا۔"

”میزم! آپ جذباتی ہو رہی ہیں۔“ انیسٹر نے دراخت
مخت لہجے میں کہا۔ ”میں آپ سے نہیں، صدیقی صاحب
سے سوال کر رہا ہوں اور جواب بھی انہی سے چاہتا
ہوں۔۔۔ ویسے۔۔۔“ وہ ایک لمبے کے لمبے خاموش ہوا، پھر
اس کے چہرے پر فطریں جمائے ہوئے بولنا۔ ”ویسے کل
کے اس کیس میں عورت کا فطری رقبہ کا جذبہ بھی کا ذکر فرما
ہو سکتا ہے۔“

”کیا مطلب؟ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟“ نائید نے کہا۔ وہ اس کا مطلب بہت اچھی طرح سمجھ چکی تھی اور ایک لمحے کے لیے اس کا دل بار بار کڑو گیا تھا۔

”معتذر فرماد، کو پہلے دو مہینے کے دوران، کئی بار میں نے کوشش کی کہ ساتھ دیکھا گیا۔ اس کی خبریں آپ کو بھی پہنچیں گی۔ میں اس کی صورت سے پر راضی نہیں کر سکتی کہ اس کا خیال کوئی غیر ضروری ہے۔ آپ نے کوئی احتجاج کیا ہوگا، کوئی رائے پیش کی؟“

”مجھے اس کی بھی پروا نہیں رہی کہ میرا شوہر کس سے ملتا ہے اور کس سے نہیں۔“ ناہید نے جواب دیا۔

”بہر حال، فی الوقت تو میں صدیقی صاحب سے تکرر کرنا چاہتا ہوں اور اگر..... ضرورت محسوس ہوئی تو کس وقت آپ کو بھی زحمت دوں گا۔“ اسپینر نے کہا اور صدیقی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”ہاں“ ”صدمہ ہی تھا۔“ ”میں اُسے چھوڑنے سے لے گیا تھا اور پھر میں..... ویسے کو کچھ کھانے پہنچے کی چیزوں کا آرڈر لوٹ کر ان کے لیے استعمال کا ڈسکر کی طرف آیا تھا..... ہال میں داخل ہوتے ہی میرے سینے میں دھڑکن شروع ہو گئی۔ میں فرسٹ پر گر گیا اور اس کے بعد مجھے کچھ نہیں کر سکا۔ میں کیا ہوا تھا۔“ فرحانہ نے گل کی جڑ بھی جھجھ

موبائل فون..... پر دل کے مل جانے کی اطلاع دے دی
تھی۔ اس کی اطلاع ملنے ہی سینہ کریم صمد لیتی گوا پر ریشم تھپڑ
میں پہنچایا جا چکا تھا۔ ڈاکٹر ٹیکس کی نگرانی میں چند منٹ بعد

یہ تو میری اضافی آمدنی تھی..... اصل آمدنی تو اس

”اہنا حصہ.....“ شیراز نے معنی خیز انداز میں
 بتائے ہوئے جواب دیا۔ ”چند دلوں بعد تم سیٹھ کریم
 کے تمام بڑے اور جاہلاد کی وارث بننے والی ہو،

☆☆☆
 ثانیہ کو زندگی اور موت کی جنگ لڑتے ہوئے ایک
 ہو چکا تھا اور پھر ایک روز اس نے خیر، برائی، کام اور



مداد اساتذری

دنیا میں ہر شے ایک قانون کا قاعدہ اور قانون کی تابع ہے... چاند اور قارے سب ایک زبردست قاعدے میں بندھے ہوئے ہیں... جس کے خلاف وہ بال برابر جھنڈ نہیں کر سکتے... انسان بھی اسی قانون قدرت کا تابع ہے... وہ زبردست قانون جس کی بندش میں ہر شے بندھا ہوا ہے... مگر انسان جب اپنی عقل و جھوٹ سے چھوڑنا نہ رک چکا ہو... مگر انسان جب اپنی عقل و دانش کو اطاعت و فرمان برداری کی ڈگر سے ہٹاتا ہے تو قانون قدرت کی بندشوں کو توڑتا ہے تو پھر ہر شے کا توازن بکڑ جاتا ہے... اپنے خیالات کو جہالت کی سماجی... سے منور کرنے والے ایسے ہی چند کرواہ اندیشا کی ماحورا... جو اپنی دانش میں سرفروشی دے اور زندگی کی اصولوں کو زیادہ بہتر جانتے دے۔

سنی خیر واقعات میں پہلی ایک خیر و فخر کی شقیں

کولتار کی غل کماٹی اور سیاہ سڑک کے دلوں کا زیاں آگے پیچھے ہاتھی پٹی چلی گئی۔ آگے والی اطراف درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور موسم گرم گرم تھا۔ گڑھی کی شخصیں راستہ اور موٹر گاڑی کی وجہ سے صاف پچانی کے باوجود وہاں گڑھی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ سڑک پر جاری کی گڑھ ایک بھیس بھیس ہے۔ اس سے کچھ فاصلے پر جاسوسی ڈائجسٹ 261 جنوری 2018ء

کے دل کی ہمدردی کا مکمل ڈاکٹر جس کے ہاتھوں کامیابی کے لئے انتہا کو پہنچا تھا۔ اس کے دور دراز بعد تھے اسے اپنے محول میں اور دور زندگی کی طرف لوٹ آئی تھیں۔ آہستہ آہستہ سے لکھنے والی کوئی اسکرپٹ لکھنے کے لئے لے لی اور نیٹ کے بعد... اسطرح کے باہر کی رپورٹ کے مطابق یہ کوئی ایل ایم بی رائل سے چلائی گئی تھی جو طاق کا لیا کے لئے سے برآمد ہوئی تھی۔ غیر قانونی طور کئے کے میں طاق کا لیا عزت پر رہا ہو گیا تھا۔ مگر اسے غیر ارادی اقدام کے جرم میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ تھیں نہ رست ہوئے ہی اسپتال سے کمر کھینچ ہوئی۔ جہاں بہت خوش تھا۔ اس کے گھر کی دو ٹی لوٹ آئی تھیں۔ میں زندگی بھر سے ایک ڈگر پردہاں ہوئی۔ گفتہ اور تھیں ہاتھ کی سے کالج جائے تھیں۔ کیونکہ ایگزیم اتر تھیں تھے اور انھیں دن رات محنت کرنا تھی۔

میں اسٹاپ پر کھڑے کھڑے اچانک ہی تھیں کی لگا ہی اس کو نے کی طرف اٹھ گئی۔ جہاں کی ایک لڑکا روڑا دے دینے آیا کرتا تھا۔ جب سے وہ اسپتال سے لوٹی گئی وہ کبھی نظر نہیں آیا تھا۔

”اب میرا ماسک، اسٹاپ پر نہ پھریں آیا؟“ تھیں نے گفتہ کی طرف دیکھ کر سڑک سے ہونے لگا۔

”اوہ تو آپ کاس بھون کی یاد تیار ہے۔“ گفتہ نے دھیر سے جواب دیا۔

”آپ جب زندگی اور موت کے درمیان لگی ہوئی تھیں تو اسکرپٹ لکھنے کے اس عاقبت تیار ہو کر نکلا تھا پھر تھیں اس کی... کے ساتھ کیا ہوا؟“

اس دور دراز لٹل لٹل ڈاکٹر جس کی اس تقریب میں موجود تھے، جو جہاں نے اپنی بیٹی کے روبرو ہست ہونے سے ایف ایس بی میں اعزاز کی بھروسے سے پاس ہوئے کی خوشی میں مشغول تھی۔ اس تقریب میں شقیں مل کے ایل خانہ کی شریک تھے۔ جانے کے دوران گفتہ نے اسکرپٹ لکھنے کے اسٹاپ کی پر چولی۔ ”کل اس لڑکے کا کیا ہوا جس اسٹاپ نے آپ کو ہاتھ لگا تھا؟“

اسٹاپ نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور جب سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا لٹا دیا۔ لپا۔ سب لوگ جہاں سے اسے دیکھ رہے تھے جن میں تھیں جہاں کی شقیں تھیں۔

”میں یہ انکشاف بھی ذکر نہ کر سکتی تھی۔ یہ چھاپے تو جواب دیا ضروری سمجھا ہوں۔ مگر ان تھی، وہ لڑکا جو میں اسٹاپ پر دراز تھیں تھیں کیا تھا وہ اس دن تھیں

تھا۔ ”میں آری تھی، اسی انجی لاز پر مدح کا قارئین کوئی ہوں اور گیدہ بھی کی کوئی تاج و تہ و توشاں کیا ہوا۔“ اس نے تڑی سے اس کو جواب دیا۔

”میں دوسرے طرح دیکھ رہی تھی۔ میں صرف وہاں تھا۔ اسے جانتا دیتا ہوں۔ پلنگہ میں اس نے بھی سوئیاں ہاتھ سے دکھ دیا، عیسیٰ مسیح۔ وہ ایک نرم کی اور کراچی میں سے سرکاری ہسپتال میں ملازمہ کرتی تھی۔ آج کل وہ چھٹیوں پر اپنے گھر آتی ہوئی تھی۔ اس کا گھر میر پور خاص کے ایک قریبی گاؤں میں تھا، جہاں لڑکیوں کے لیے صرف ایک بانی اسکول تھا اور یہ تعلیمی خواہش مند لڑکیوں کو میر پور خاص شہر کے گورنمنٹ کالج جانا دیتا تھا جو گیارہ سے اتنا آسان نہیں تھا۔ قیاسی ہے بہت کم لڑکیاں اسکول سے آئے تعلیم حاصل کیا۔ میں۔ منوہر کو اکثر اپنے کالجوں تھا۔ اس لیے شہر والوں سے مندر کے کالج کا نام داخلہ لینا بہت کم تھا۔ خود انگریزی میں اس کا ایک خالدار ہائش پر یہ نہیں جن کے گھر قیام کی سہولت مل جاتی ہے، پر اسے دروازہ نہیں مل سکتا۔

اور میں جانتے خاصے گھر سے تھک کر آئی تھی۔ خالدار کے گھر پر کالج کالنی بھلائی کاں۔ وہ کالج تھا۔ واپس آنے کے بعد خالدار کے ساتھ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹا کر اپنی وقت اپنی پرہیزی میں گزارتی۔ قرانی سال کے آخر میں خالدار طبیعت کی خرابی سے پیدا ہوا شروع ہوئی۔ خالدار خالدار بعد وہاں دہان سے بیماری میں اور ان کی طبیعت بعد عذاب رہتی تھی۔ ملاطفت سے خالدار گھر سنبھالنا پڑا۔ پہلے وہ صرف ان کی مدد کرتی تھی اب ساری دقتیں اور دیاں اس کے سر پر آ پڑیں۔ وہ کام سے گھبرانے والی لڑکی تھی۔ میں ان کا کام کی وجہ سے اس کے گھر پر رہنا حرج ہوتا تھا۔ مزید یہ کہ خالدار کا بیٹا چار پانچ سال تک اگلی ادا رہنے کی وجہ سے نہایت ڈانگ مزاج تھا۔ ہر وقت اس کی ہاک میں دم کے رکھتا تھا۔ گھر میں بیٹے ادا لکھانا دوسٹل تھی سے لکھاتا تھا اور سارا وقت ان کی تپش، برگر، آسٹینٹی بیسی چیزوں کے لیے فراخ جاری رہتی تھی۔ بیٹے کی کھیت کے لیے گھر ملنے پر چڑا اسے گھر پر بیٹا کر دیتی تھی۔ اور اب مجبوراً منوہر کو یہ سب کرنا پڑتا تھا۔ وہ سبھی باتیں تھیں کہ اس نے خالدار بہت جانتی تھی۔ ہر دھاتی کی کسی اس لیے سال کے آخر میں ان مسائل سے نبرد آزما ہونے

جائے۔ وہ اسے قادیان یا انگریج دیکھ رہا ہو گا۔ شہر سے دے رہے تھے۔ لیکن اس نے اپنے لیے زندگی کے شیعہ کا احتساب کیا اور اس کو دہرا کرنا چاہی تھی۔ ہائل میں دروازہ کھٹک کر اس کے گھر کے کونے کے عذاب و سرکاری ملازمت کر رہی تھی اور بعد میں وہ بھی گھبرائیں۔ یہی اس کا اپنے گاؤں کا نام تھا اور اس کی حیثیت اپنے ہی گھر میں بہت کم تھی۔ گاؤں میں اب بھی سب کچھ چیلے جیتا تھا۔ گاؤں کی خواہش کے باوجود اب بھی وہاں خالدار کالج قائم تھیں جو خالدار بہت ہی تعلیم سے محروم لڑکیاں انگریز کی سہولت سے ”سختی“ ہو رہی تھیں۔ سو ہائیں کھینچ کر یہ پانی سے اب یہ سہولت پر کسی کی مدد میں تھی۔ منوہر کے گھر والے دیکھ رہے تھے۔

اس بار گھر آکر پر منوہر اس سہولت سے نڈرہ دی قائمہ افغا رہی تھی۔ لیکن وہ اس پر کسی قسم کا شہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ شہر میں، وہ کبھی بڑی نہیں کی۔ پہلے وہ صرف چادر اور دھاتی کی اور اب اس نے اپنے ساتھ قلاب لینا شروع کر دیا تھا۔ عادات میں پہلے سے زیادہ عادات میں تھا۔ عادات میں عین عین کے استعمال میں اضافے پر اعتراض کی تھی تھی نہیں کی۔ وہ تو یہیں تک پر بھی بیٹھ ”اسلامی پرسن“ ہی لگا کیا کرتا پر اعتراض کسی بات پر کیا جاتا کہ یہ کسی بات کی ”لاڈلی بنگا“ جو گھر والوں کی وجہ سے پہلے ہی اس کی طبیعت کے باوجود ایک بڑا نقصان افغا بن چکی تھی۔ اب مزید ”برٹ“ فیکٹری کی سہولت تھی۔ یوں بھی وہ گھر میں سہولت کی طرف سے اس کی اور سہولت کو کاروائی نہیں کیا جاتا۔ اس لیے اسے کوئی بھی کچھ نہیں تھا۔

☆☆☆

آج منوہر کا دھاتی میں ہم تھیں کہ تو دیرانے میں آجانی کی بہار

جھوٹے لگے گا آسان

جھوٹے لگے گا آسان

دوبار کے دو دن رہے۔ ہر طرف دھوپ بھیلی ہوئی تھی۔ تیرہ دھوپ میں تو ظہر تک پھیلا سندھ کی پرک ہا تھا اور وہ پھرتے جڑواں تک کرک اپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چھٹے سرور میں بڑا دل لگا کر گھر رہے تھے۔

گاتے گاتے لڑکی لکھنؤ لڑکی دی، تو تو کے کوئی خاموشی اور وہاں ہوا لیں تھیں۔ لڑکی کو لکھنے کے لیے۔

”میں ایسے ہی آئی تھی۔ سو کر لڑکی کی پچھلانی دھوپ میں بیٹھ کر ہم دھوپ چاندنی کی کیت گارے ہیں۔“

لڑکی کے سوالیہ نظروں کے جواب میں لڑکی نے سہمکراتے ہوئے وضاحت کی۔

”میں ساتھ ساتھ چھلانی دھوپ بھی دھوپ چاندنی عروس ہوئی ہے۔ ذرا! ایتھار سے ساتھ میں کوئی چادر ہے۔ ہم ہمراہ ہو رہے ہیں۔ جنت کی بھی تھیں دھاتی اور یہ دھاتی جنت لکھتی ہے۔“

”لوہر لگا کر جو راجان تھابت بھڈا بی باہور کھلے گا۔ اس کے ان الفاظ پر ذرا کے رخسار، آسمیں، ہونٹ سہمکراتے گئے۔ چاہے جانے کا شہر ہی لایا ہوتا ہے۔ گراں گراں کوڈ کوڈ میں کے بھانے ہواؤں میں اڑتا محسوس کرتا ہے۔ وہ دونوں میں اس وقت نہیں سے ہوئے تھے۔ باوجود زمین پر نہیں تھے اور ہواؤں میں اڑتے پھر رہے تھے۔

”نمبر! کچھ ہی سیاحی حال سے عمران! مجھے بھی جہاں جہاں دھاتی کی ہر چڑ سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ تب ہی تو میں سہمکراتے ساتھ کالج سے یہاں آنے پر راضی ہوئی ہوں۔ میں خیال نہیں کر سکتا کہ آئندہ مجھے سے الگ ہواؤں میں نہ کر دو۔ آج آج کے اسکول میں بارہائی میں اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ دیر سے گھر واپس آئی تھی۔ اس لیے مجھے سوچ لینا تھا۔ باہمی سے گھر کا کہوں کی کہ پر پچھلانی کی وجہ سے کالج میں دیر ہوئی اور واپس میں نہیں آئی تھی۔ اس کی اپنی آگیاں لے لے میں یہ کوئی تو بانی مان میں کی۔ اسی آگیاں سے کوئی ایک نہیں تھیں اور اسے سوالات کرتی تھیں کہ کب سے کالج میں آکر آیا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ یہاں تک آکر تو کسی کی لکھنؤ خوف زدہ ہوئی تھی۔ کالج کے سہیلہ بھڈا چادر کراس ہاتھ کر کے کی کوشش کی تھی کہ وہ کالج سے نکل کر عین سے ملاقات کرنے والی لڑکیوں میں سے ایک کوئی دیکھتا تو بہر حال اندازہ لگا سکتا تھا کہ ان دونوں میں کسی گھری اور گھبراہٹ ہی ان کے خلاف سب سے بڑی گواہی۔

”میں بہت بڑا دل ہوا۔ اڑا بہت میں تو لوگ باہمی دے دیتے ہیں اور چاندنی اپنی سے ذرا سا مجھوت نہیں بول سکتیں۔“ عمران نے بھی لکھا۔

”دقت پڑنے پر میں بھی جہاں سے لیے جان دے سکتی ہوں عمران! میں ہی تو ہم چارہ رہے ہیں۔ ہر اگر کوئی ہر ایک ہو تو وہ کچھ لکھتا تھا کہ چھوڑا گھر گھر تھیں کی اور ہم کالج میں ایک دوسرے سے لے کر عروم ہو گیا۔“

”کے۔“ ”اور اسے ایک سہانے کی کوشش کی۔

موزوں جگہ

ہائیڈروجن کی کڑواہٹ کوئی کالی آبی تو
شہر ہیرا خیال ہے ہم نہیں مکان بھولیں۔

مرسلہ: درجہ پندرہم تعلیم ارباب خان

گرفتاری کا فیصلہ کرے تو وہ اس فیصلے کو ہٹو کر دے۔
ایک بے گناہ لیکن گھر سے بے خوف لڑکے کو گائی بی لیر
دیتے ہیں جیسا کہ کیا کیا۔ کون نے ان کی ساری بات
سنی اور بڑی محبت سے سچین دلا کر کہ وہ ان کا مسئلہ کر
دے گی۔ کون کے گھر سے بعد میں سنی بی واپس آنے
والی مرن کی اکی کو گناہ کی بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے
اپنے بچے کے لیے گناہ کو کر آ رہی ہیں۔

☆☆☆

کے پچھلے افسانہ (دوڑے جسم، خون، آہیں، چٹیں،
کراہیں، ایمپلیس کے ساڑن، اچھٹال کے شیعہ
حالات کا منظر نہایت دلچسپ تھا۔ ڈاکٹر، رئیس، دارو
یو اکر، رضا کا رب کی دوسری بیوی تھی۔ جلد ہی آٹھ
دیں کی کئی امداد کے قرائن دہشت جیسے جیسے مرید
آجائے گا۔ بہت زیادہ ہوتا تھا جس میں
دس افراد کی فوری ہلاکت کے ساتھ درجنوں افراد زخمی
ہوئے۔ اور دھڑلے سے ڈھکیں میں سے بھی ان افراد اپنی
جان سے ہاتھ جوڑ رہیں گے۔

حکمرانی کا طالع آگے ہی شہر کے سارے سرکاری
اسپتالوں میں ایمریسی کا فزکری کی کمی۔ جو سربراہ اسپتال
کی طرف سے کئی دہائی بڑی تعداد میں لائیں اور دیکھ
لائے جا رہے تھے۔ وہ سب چہرے کے ساتھ انہوں نے
سکستے ڈھکیں کے ذریعے پریم کرتے کے ڈاکٹر کی
ہدایت کے مطابق کام کر رہی تھیں۔ اے ان سربراہوں سے
کئی دلی بھرتی نہیں کی اور وہ بھی کئی ان کا فزکری
ہائیں اور بہت جہم رسید کیا گیا ہے۔ ان کے خیال کے
برعکس وہ بڑی پتھری سے ان کے فزکریوں کی فزکری
انجام دے رہی تھیں۔ یہ وہ فزکری ہیں جو اپنے بچے
تھانے ڈالنا ہی بھرتی کی خیال پر ادا کیا جا رہے۔ وہ دیکھ
اور بے اسے دلی ہدایت کے مطابق ہائیں ہائیں انجام
دے رہی تھیں۔ اسے فزکریوں کی فزکری کے بہت جہم حاصل
کرتی اور حقیقت یہی کہ شیعہ ہدایت میں ڈیڑھ لپٹا انجام
دیتے کے چہ اہم اس نے انتظار کیا اور اتنی تیزی سے
سینکھا تھا کہ اپنے بہت زبردستی پچھے چھوڑ دیا تھا۔ اس
کے بارے میں رائے دی جاتی تھی کہ وہ اپنے بچے سے اور
حکمران سے۔ انسان کا غلامی اس کے دل میں ہوتا ہے اور
دل کا حال اظہ کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اس کے دل کے
بارے میں بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور دیکھ کر بھی
اس نے اس سلیف جاب کے بچنے کے لیے اپنا دل فون

☆☆☆

فرش شامی کی روشن مثال۔ وی ایس لی خاور
جیات فرخ پر فرشی روشن کی قربانی دینے والا ایک بہت
انسان۔ وی ایس لی خاور جیات۔
خاور جیات کی آن اپنے لیے دلا اور با۔ وی ایس
لی خاور جیات۔ اخبارات کی سرخیوں پر لکھنے والے
میں کے پیچھے مختلف الفاظ میں ایک ہی رنگ الیاب ہے
تھے۔ ہر طرف وی ایس لی خاور جیات کی داد دیا گیا اور اس
داد اور کون کون سا جیات کا چرچا دینے پر مزید بھول گیا

بات کا کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اپنے شہر پندرہ
خیالات میں آئی کے بڑھ چکی ہے کہ وہ درجنوں پر حرکت اور
کفر کے تھے وہ داتا کرنے گئے۔ اس کے انداز کو کچھ تو
اسے ایک بات تھا کہ پندرہ دہ اپنے گھر والوں کو بھی
مسلمان سمجھتی ہے یا نہیں؟

☆☆☆

"ایم ارباب! حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ میری بات
مان تو اصرار ہو کہ جاب میں آج بھی خالہ کے کاؤں
جانے والا ہوں۔ دو تین بیٹے تو دیں ہوں گا۔ جب تک ہو
سکے بہ حالات ٹھیک جائیں۔" وہ چہرے سے لٹے اس کے
گھر آیا تھا اور چلا رہا ہے وہ بیٹے کی مشورے سے فون کرنے
لگا تھا۔

"کیوں؟ کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھتی۔" عمران ہوتی
بتا دیا کہ کئی گھنٹے لگے۔
"اے گھبراہٹ! کچھ نظر نہیں آ رہا کہ کیسے چھوڑ دو
جاری ہادی کے کارکنوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے اور ان پر
بڑے بڑے الزامات لگ رہے ہیں۔ ابھی جو گرفتار
ہے اس کی ہماری پارٹی سے بھی ہے اور ہمارے خلاف
افتخاری کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ بڑے لیڈروں کے
متعلقہ میں ہم پچھلے کارکنوں کی شامت زیادہ آتی ہے
جس کو بعد میں کھانے کا موقع مل رہا ہے وہ کھتا جا رہا ہے۔ میں
بھی کسی ایک کھانے میں لگے والا ہوں اور ہماری کھانا کی
لیے مشورہ دے رہا ہوں۔" چادیا نے اسے سمجھانے کی
کوشش کی۔

"لیکن ایسا میری جمہوری پارٹی کا کارکن نہیں ہوں۔
جیسے تو تم کو اس نے پارٹی رکھتی ہی نہیں دی ہے پھر کوئی
کیوں نہیں کہتی کہ؟" وہ اب بھی حیران تھا۔
"پارٹی کی یاد کو کسے معلوم ہے نظریہ جیات میں
آتا ہے کہ گھر کے کارکن ہو بلکہ انوکھا لڑکی کی وجہ سے تم
اصل کارکنوں کے مقابلے میں زیادہ یاد دلائی ہو اس
لیے میری بات کو تو برا لیں دوڑیں ہوجاؤ۔" چادیا نے اسے
مشورے سے فون کر کے اپنے گھر سے رخصت کیا اور وہ ایم
انجما سب سے دیکھ چھوڑا کہ کپڑاں روپوش ہوئی۔ ابی کا
کوئی سچ نہیں تھا کہ وہ تھیں خاور جیات دیکھ رہے دارب
ای شہر میں رہتے تھے۔ صرف ایک رشتے کے بچے حیدر آباد
نہیں تھے جن کے گھر وہ ایک دارب سے ان کی بیٹی کی شادی
میں شرکت کے لیے آئی کے ساتھ کیا تھا۔ ایسے کسی رشتے
دار کے گھر دوڑی گئی تھیں۔

جاسوسی ڈائجسٹ 268 جنوری 2018ء

عام پر یہ کہہ کر اپتھال کے لیے روانہ ہوئی تھی کہ آج وہ دو تین دن کی چھٹی کے اپتھال سے یہ سیدھی اچھا کھرے کے روانہ ہو جائے گی۔ اس مقدمہ کے تحت وہ ڈیڑھ بجے ہوئے اپنے سلمان کا ایک بچہ بھی اپنے بچے ساتھ لے کر گئی تھیں اس کے بعد وہ ڈیڑھ بجے اپتھال اور ہاسٹل سے نکلے والی این ٹھو لینک اعلانات پر اس کا بڑا بھائی یا فریڈر کا رہتی تھی۔ وہاں پہنچ کر کسی صورت حال جن کی وہاں اس کے منور کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ ہاسٹل سے نکلے والی معلومات کی روشنی میں کسی بھی خیال ذہن میں آتا تھا کہ وہ ہاسٹل سے اپتھال چلے گئے ہوئے کسی ماہوئے کا نظارہ ہو گئی تھی وہاں کسی کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپتھال نہ پہنچیں۔ لیکن کی خبر تھی اس طرف سے گھرند اس نے کسی کے مشورے پر قہارنے میں اس کے غلیب کی رپورٹ درج کرادی۔ اس کے ٹھکانہ و شبہات اپنا چنگ تھے اور پولیس اور جے پیٹے ہونے سوالات اپنی جگہ۔ چنانچہ ان کیوں کے غلیب کو سوتوں میں سے پہلا خیال بنی تھا ہے کہ وہ کسی لڑکے کی خاطر بھاگ گئی ہے۔ یا سارا بنی باپردہ رہنے والی زین راہیں کے لیے اس طرح کی باتیں نہیں سنا سکتا تھا۔ بھید پر کی دھیر کا معاملہ بھی ایسا سنیں گے تاہم جس کی وجہ سے سوہر کو یوں سب کچھ چھوڑ کر چلا پڑا۔ وہ لوگ گاؤں کے رہنے والے ضرور تھے لیکن کچھ نہیں تھے خصوصاً منور کو تو بہت زیادہ رعایت حاصل تھی۔ انہی جھپٹے دلوں میں تو اس کے سامنے کسی معتدل رشید کے ہونے سے یہ بات چٹکیں دوڑا دیا تھا کہ اگر وہ کسی کو اس حوالے سے پنڈر کی ہے تو بتا دینے اس نے اس کی بات کا اظہار نہیں کیا تھا، ایسے میں اس کا بھائی اس پر کیسے ٹھک کر سکتا تھا۔ وہ قہارنے کے چکر کا ہوا کہ اس کی بہن کی بانی کے سلسلے میں کچھ ہو گیا جائے۔ گراہی میں اپنی جان بچانے کے ایک باسورغ آزی سے کسی اس نے سفارش کرادی تو پولیس نے اسے پیس پر سرکاری سے کام شروع کر دیا اور اس کا کردار کی نتیجہ میں کچھ عجیب باتیں سامنے آئے پولیس نے پولیس سے سب سے پہلے منور کو اس کے موہاں فنون کی مدد سے نوٹس کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے لیے اس سرانج بدل سا۔ منور کے زیراستعمال رہنے والا ٹھکانہ مسلسل بھڑکا۔ پولیس نے موہاں کو اس کی فضا نکالوا۔ اسے منور کے لیے کسی تاجر کو روایت کا ڈسٹ کی تفصیلات میں حاصل کر لی تھیں اور ایک پیٹنڈورا باس مل گیا۔ وہ سال بھر سے زیادہ عرصے سے سرکل

تھا جس کے لیے اس کا رشتہ آباؤ بچا تھا۔ بھر حال اس نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ اس کے سامنے ذکر نہیں کیا تھا۔ کوئی لاکھ بکنا کہ منور پر اپنا پتہ بھی اور اب باقاعدہ و شہت کروں کی سامنے بنے ہیں کسی بھی، مگر والدین کا دل بچا نہیں تھا۔ وہ بھر میں سب سے چھوٹی اس اور کسی کی پرورش میں ماں باپ کے ساتھ نہیں بھائی نے بھی بھر و حصر ملتا تھا جس میں بے شک لاڈ افغانی گئے تھے اور جویت کی چھانڈ میں بہل کر جان بولی تھی، لڑکوں کی سوداگر بن گئی تھی، کوئی اس بات پر چھین کرنا بھی تو ہے؟ خود کو منور سے وہ لوگ اب بھی اپنی اپنی پرانی مصوم بھولی بھالی صورت کے واپس لوٹ آنے کے کھتر تھے۔

☆☆☆

ملاخوں کے پیچھے ہم تارک بکھری کے فرش پر پڑا عمران اندر باہر سے بڑی طرح ٹوٹا ہوا تھا۔ پیش کے نام پر آج اسے شہر یہ تھک دیا تھا۔ بنایا گیا تھا۔ وہ ایک عام سا عوامی عمارت اور فخر کا تھا جس کی دوستوں کے ساتھ بھی شاذ و بادر میں قہارنی کی لذت آتی تھی۔ وہ بھلا تھا تھک دیکھے سہا پڑا۔ وہ ٹوٹ گیا اور اسے مزانی بیان میں باگردہ کر دیا کہ کوئی کر لیا تھا۔ رونے کی ایک بڑی وجہ دارا کی بھی تھی۔ کل اس کی ماں اس سے ملنے آئی تھی تو اس نے کچھ اچھوں سے ملے بتایا تھا کہ دارا کی صورت بھی اس کی گواہی دے کے رہی نہیں ہے۔ گواہ بننا تو درکنار بات دے سامنے کے لیے کچھ بتائیں گی اس کی یہ عمران نامی لڑکے سے ملا سالی تھی۔ اس نے عمران کی ماں کو گھما غما سے عزت کیا تھا کہ وہ اسے قاتل اور بدتر کر دینے کو بھانے کے لیے ایک اپوزت گھرانے کی لڑکی کو اس کے ساتھ ملوث کر دیا تھا کہ وہ اس کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس نے اس بات سے اتفاق کر دیا تھا کہ وہ چھوڑا پھیل کر وہ بھر عمران کے ساتھ سالی پر موجود تھی۔ اس کا ہاتھ کچھ درد پر مل گیا وہ بھی کسی بھی تاریخ کو کالج سے نہیں گئی تھی۔

اس کے ساتھ وہ ایک شریف لڑکی کی جو بچے سے سیدی اپنے گھر لائی تھی۔ عمران کی ماں کو ڈر اس کے گھر جا کر اس کے گھر لائی اس کے گھر والوں کے سامنے اس نے اس کی بہن کو عمران اپنے دل کو کہہ کر بھلا لیتا کہ گھر والوں کے عذاب سے بچنے کے لیے دارا کو یہ سارے بھڑٹ بولے پڑے ہوئے لیکن وہ اس کے لیے دوست ذہم کے ذریعے کالج جا کر دارا سے مل گئی لیکن اس نے ان سے نہایت بے سروئی سے بات کی تھی۔ ذہم عمران کا وہ واحد

دوست تھا جسے اس کے اور دارا کے تعلق کے بارے میں علم تھا اور جو عمران کے ماں کو کچھ بڑی سی کہو ذہم کی مدد سے دارا سے ملاقات کریں لیکن دارا سے بہت کمزور ہو کر دے کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ جیسے جیسے چاہتے اور بھر حال میں ساتھ بھانے کے دھجے کرتی تھی وہ اپنے سارے دوسے اور دوسرے بھول گئی تھی۔ اسے دارا سامنے خیالی نہیں آتا تھا کہ اس کی گواہی عمران کو سموت کے سننے سے نکال لے گی۔ اگر وہ اپنے گھر کیلئے حالات اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے گواہی نہیں دے سکتی تو اتنا تو کہہ سکتی تھی کہ اس کی ماں کے ساتھ بھول دے سکتی تھی اور انہیں اپنی بھوری جاکر گواہی دینے سے انکار کر دیتی۔ اس نے تو انہیں اس کی مدد کی تھی۔ دارا کے لیے اس نے اپنی ماں کے صندوق میں نہایت احتیاط سے چھپا کر رکھا لیکن آج دارا کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ کچھ شادی کے موقع پر آئیں بھری بری میں چڑھا گیا تھا اور ان کا کہنا تھا کہ وہ اسے اپنی بھری بری میں چڑھا گیا۔ اس نے اپنی اسے دل بکھلی بہو کے لیے اس کے دل میں بڑے ارمان سے کچھ لیکن بھر عمران نے دارا کو چھوڑا پھیل کر اس کو دوسرے سال پر ملاقات کے لیے راضی کیا تو اس ملاقات کو یادگار اور بھر پور بنانے کے لیے اس کے خاویں کو بھول کر ان کا وہ ڈھچکے سے فروخت کر دیا۔ یہ فروخت کرتے ہوئے دل میں اس کوئی احساسی عمارت تھی تو اس نے ٹوٹ کر یہ کہہ کر بھلا لیا تھا کہ کچھ اس نے اپنی بہن کے لیے رکھا تھا اور دارا ان کی ہونے والی بھری تھی۔ اس نے اسے اسے اور دارا کی اگلی میں کسی کی انگلی پھانسی تھی اور یاد کو موقع پر کچھ یاد کرنا بھانے کے لیے اس کی شہادت اس شخصیت کی کی کہیں ان دارا نے دارا سے کہہ دیا تھا کہ اس عمران کو کھیں جاتی۔ اس نے اس کی ماں کے سامنے اسے قاتل اور بدتر کر دیا اور دے دیا تھا بھر عمران کو قاتل تو کر لیا کرتا۔

ہم تارک بکھری کے فرش پر پڑا اور اندر دھیر دھیر تو ذہم سے چڑھال بھی آواز میں سبک باہر تھا۔ دلکش اس کے اپنے قریب کسی کی آہ تھی۔ بنایا دیکھے کسی وہ چاہتا تھا کہ یہ چند نہیں کسی اس کا سامنے بنے والا دیکھ کر ان کے سامنے۔ عمران اس کے پیش نہیں کی گئی تھی کہ اس کے سامنے فغان کی جرم میں تھا۔ اس پر جو قاتل توئی کی گئی تھی وہ اپنے سوا کسی اور کے بارے میں سوچنے اور سامنے کی کہلت کی کہاں پائی تھی؟ اس کے لیے اپنا جی بہت تھا وہ دوسروں کے کہاں پائی تھی؟ اسے اسے ارمان خان کے بارے میں کچھ

مذاہق
میں سے ان کے ہاتھوں بے وقوف بن کر کیا کیا؟ یہ لوگوں
میں موت پائی رہی اور اب کس مقام پر ہوں؟ مجھے لفظی
قراردے کر ان لوگوں کی میری عزت کی دھجیاں اڑادی
ہیں اور مجھ کو اپنی جرات نہیں ہے کہ خود کو اس قدر ذلت
کے نال لیں۔ یہاں دستور داناں بھٹی خاں کی
بولنے کا موقع تھا مگر ان کے سامنے بولی جاتی تھی۔ شاید اس
بے لگجی کا مقصد ان کا یہ تھا کہ یہ کراہت نہیں ہو اور یہاں کی کئی
مذہبوں کی بھی نہیں جاری ہوگی۔
”ہیں اس کا میں نہیں کرتی چاہیں۔ یہ تمہارے

وہ دربارہ لیں لیکن تمہارا وزیر کو شمار سے یہ تیار یا تھا کہ وہ
بکھر رہے ہیں چاہتا ہے۔
”واقعی..... تو پھر مجھے بتائیے کہ زارا کون ہے؟ در
دن سے میں جیسی ہے؟ نام سے پکاری جا رہی ہوں مجھے
اس کے بارے میں کچھ علم تو ہونا چاہیے۔ اس نے مسکرا کر
اچھے سے دیکھا کہ تو وہ بھی دوسرے سے سردار بنا اور اسے
اشکارہ کی کتالی پر پڑا اس کا دالٹ اٹھا کر اسے دے۔
وزیر نے دالٹ اٹھا کر اسے پٹائی۔ اس نے دالٹ کھول کر
اس میں سے ایک تصویر نکالی۔ تصویر پر سپرست سائیکو اور
اس کے رنگ دم دم چمکے تھے۔ یہاں تک کہ شفاف
کنگ میں نہایت سنہنہال کر رہی تھی۔ تصویر میں سڑ
اٹھا وہ مال کی جڑ کی بہت دھماکا سا کراہی تھی وزیر کو
حیرت انگیز طور پر خود سے مشا پڑوس ہوئی۔
”یہ تو زارا کی میرے سہیلی ہے۔“ وہ بے ساختگی سے
بول پڑی۔
”جی نہیں، تم اس کے بھئی ہو۔ جس وقت کی یہ تصویر
ہے اس وقت تم اگر پیدا کی ہوئی ہو کی تو تمہاری عمر ایک
آدھ سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔“
”اچھا تو مجھے بتائیے کہ زارا کے بارے میں۔“
وزیر نے اصرار کیا۔ اس کے اصرار پر وہ اسے زارا کے
بارے میں بتانے لگا اور بتاتے بتاتے اپنی ذہنی کی
دستان کی کھیل کھائی۔ وہ داستان جس میں عمران سے اچھے
ہنے کا بیان تھا۔
”وہ تو یوں آپ ان لوگوں کے چنگل میں پھنس
گئے۔“ سردار داستان کو اس نے بے ساختگی سے تبصرہ کیا
تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔
”کیا کیا تم نے؟“



وہ دھڑے سے نعل متانت سے یہ باتیں رہی ہیں
کر زارا کی تاثیر کی صورت میں قارئین کو پر چاہیں۔
ایک جگہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش
ہے کہ یہ چاہئے کہ صورت میں ادارے کو کھلا یا فون
کے ذریعے مندر چڑھیں۔ صوابت ضرور فرما کر ایم۔

☆ ایک اساتذہ کا نام چھاپا ہے جو دستیاب نہ ہو۔
☆ شہزادہ علاقہ کا نام۔

☆ گروپ ہولڈنگ انٹل PTCL کا سوا بول گروپ۔

☆ رابطہ اور جے پی سی سی

☆ 0301-2454188

☆ جاسوسی ڈائجسٹ پبلیسی کیسٹنر

☆ سٹیٹس جاسوسی پبلیشر، مرکز شری

☆ 63-C

☆ مندرجہ ذیل فون نمبرز پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں

☆ 35802552-3586783-35804200

☆ آئی میل: jdpgroup@hotmail.com

☆ جاسوسی ڈائجسٹ (283) جنوری 2018ء

ایک چاکر منور کی گالی تمام کی۔ وہ جہاں تھا اور کون کی گئے
باصطخون کے بے تھا شاید اسے اسے کمزور کر دیا اس کے
جاوڑوں کی گرفت میں پڑی تھی۔ اس ایک الفاظ پر
منور کی ڈھلے کانچا کر پانی اس سے نکل ہی دلا کہ اس کا جس
سے اس نے انکسنگ منگوا تھا۔
”جی وہ لگا دی مراد اب سے کہیں کہا ہو تھا۔“
منور کا وہ بول بکھر گیا۔ اس کی اس کے ہر کسی نے گئی۔
”انکسنگ اسٹاک میں کچھ ہو گیا تھا اس لیے جواب دینے
چاہا تھا۔“ اس نے سہا سے لیے میں جا رہے ہیں
کر انکسنگ کا پانی پر کھار اور وہ پانی نکلا۔ اس نے اس سے
میں اچھے کی گرفت منور کی گالی پر دھک پڑی تھی۔ منور
نے آہستہ سے اپنی گالی کی گرفت سے نکالی اور انکسنگ
تیار کرنے لگی۔ انکسنگ گالے کے لیے اس نے اچھے کی آستین
اور پڑھا لی پڑا پڑا کر پڑی میں کھار اور وہ پانی نکلا۔
بایستہ سے سرداری۔ پانچوں کون کی زارا اسے اس نے اپنی
شہد سے یاد تھا تھا۔ اس نے پانچوں کے گروپ سے
یہ تجربہ انسان کے دل کو دل نہیں رہنے دیتے دیکھا، گروپ
میں راتا پڑا پڑا ہوتا ہے۔ یہ خداس کے دل سے ہی تو
نا کام محبت کا نظم تھا۔ خداس کے ہی گالے دلی وہ ان دلی
محبت اس کی زبان کا روگ بن گئی۔ اس کی باتوں میں
کے نظریات کے ساتھ ہوتی ہوئی وہ اپنے گھر دلوں،
مشاعرے اور انسانیات کی طرح بن گئی تھی اور اب اس کی
ذہنی گرفت زارا میں کرا سے خود کسی اپنے آپ سے کھن آتی
تھی۔ اسے لگا کہ شاید یہ اچھے کی بندہ کی اپنے ہی
غراب سے کمزور رہا ہے اور اچھے سے اسی کی طرح مضطرب
ہے۔ درود شکر کے احساس نے اس کے دل میں اچھے کے
جہے جذبہ ہردی پیدا کیا اور وہ دل د جان سے اس کی
خدمت میں مصروف ہوئی۔

☆ ☆ ☆
”مجھے اگلی گالی پانی پر زارا دلا۔“ کسی پر بھی اپنے
ہاتھ کے خنوں کو کھوئی ہوئی وہ غمناک سے دیا میں پٹی
ہوتی گئی کہ اس کی آواز پر چونک گئی۔ وہ غمناک سے پتا نہیں
کب جا کا تھا اور اب اسے پکارا تھا۔ اس نے گلاس میں
پانی بھرا اور اسے سہارو سے بٹھانے کے بعد پانی بٹھا۔
”میرا نام منور ہے۔“ پانی پکا گلاس داخل کر گئے
ہوئے اس نے پکارا کہ گالا۔
”منور کی اچھا نام ہے۔ مگر مجھے نہیں زارا پکارنا
اچھا لگتا ہے۔ تم باگل اس کی طرح ہو۔“ پانی پیتے کے بعد

سے وہ اور دیر سے زیادہ خود کی کیفیت میں ہے۔
ایک تربیت یافتہ نرس کی حیثیت سے وہ جاتی تھی کہ اس کی
صوابت اس کے اس کرنا چاہیے تھا پھر پھر سے
حرکت میں آگئی۔ سب سے پہلے اس نے اپنی دو داہیں
چمک میں اور دوا مانی اس کے علم میں آگیا کہ اسے جیسا اپنی
ایک نرس کی ضرورت ہے وہ اس کی دواؤں میں شامل نہیں
ہے۔ ڈاکٹر کی گالت میں روانہ ہوا تھا شاید اس لیے اس دوا
کے بارے میں دیتا دیتا بھول گیا تھا۔ منور نے فوراً مانی
دواں اس طرح کے کاموں پر سامور کر کے کو دوا دے کر
اس دوا کا نام لکھ کر دیا۔ اس نے دوا انکسنگ کی شکل میں
منور کی اور جاتی تھی کہ منور میں دوا اس تک پہنچ جائے
گی۔ وہ لوگ اپنی ضرورت کے حساب سے دواؤں اور دیگر
ضروری اشیا کا ذخیرہ رکھتے تھے۔ اس کے انکسنگ لانے
تک وہ بخار کی شدت کم کرنے کے لیے اچھے کے سامنے اور
ہاتھ دلوں پر طے پانی سے بھی پٹاں کر سکتے تھے۔ پٹاں
رکھنے کا شہت نتیجہ نکلا اور وہ جہاں سے دوا پڑا اور اچھے
کے سامنے لگا کہ میں تمہیں بہر حال نہیں ٹھوس۔ منور
دیکھی سے اسے کام میں لگی رہی۔
”جی! کیا ہیں آپ؟ دیکھیں مجھے کتنا دوا
ہو رہا ہے۔“ چھ منٹ اور گزرے تو اس نے اچھے کی دیکھی
بڑا بڑا دھت۔ اس کے دلی کو کچھ ہوا۔ وہ اڑا ہوا دوا دے کر
مصعوبیت سے تکلیف میں اس کو پکارا تھا۔ پٹیاں اس میں
پر کی اور زارا کی زبان پانے کی ذمہ داری اچھے کی ہوئی
لیکن اس لیے پتا نہیں کیوں وہ بہت مصموم اور مطمئن ہوئی
ہو رہا تھا۔

”کہاں دور دور رہا ہے اچھے صاحب، مجھے بتائیے۔“
وہ اس پر جھگی اڑی اور ہردی سے اس سے اپنی پٹیاں۔ اس
کے پکارنے پر اچھے کو کھن کا اور اس نے چونک کر
آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھوں میں عمل ہوئی منور کی
ذرات نہیں تھے پھر کسی ذہن منور کی طرف غور سے دیکھ رہا
تھا۔ کچھ پر خاموشی سے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اپنے
ہوٹوں کو حرکت دی اور غشی و حیرت کی جلی جلی کیفیت میں
مر گئی۔
”آگئی زارا! مجھے مطمئن کر تم ضرور آگئی۔“
میری حالت کا من کر کر منور کی سٹیٹس میں۔ اس کے الفاظ
نے پکارا کہ ایک دہ کھل ہوئی میں نہیں ہے اس لیے منور پر
کے زارا کا گانا کہ رہا ہے۔ ”اب آئی ہو پھر دھرت پاتا
زارا۔“ یوں نہیں چھوڑ کر جاؤ گی؟“ وہ بولنے لگے اس نے

☆ ☆ ☆
جاسوسی ڈائجسٹ (282) جنوری 2018ء

تھیں لیکن پھر کچھ کوچ پریشان ہوئی اور بولی۔
 ”وہ کون کی... کیسے ہی بچہ کر سکتے ہیں؟“ اگلی
 آپ بوری طرح ٹھیک نہیں ہیں۔ گولی کا رقم ای جلدی
 ٹھیک نہیں ہوتا، اوپر سے بظاہر بچہ ٹھیک لگ رہا ہے لیکن اندر
 سے ابھی کا بوجھ۔ بھانگ دوڑ میں ڈھل چکی ہوئی سکتی ہے اور
 جہاں تک برسرِ اندازہ ہے میں نے ہنسنا سیکھنا ہی نہ سیکھا۔
 ”میں اساری لکڑیوں کو چھوڑا اور وہ کجاڑی جوتی
 تم سے کہوں۔ میں بہت سخت ہوں اور اس معاملہ کو کم
 سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو کہ جوتی میں کئی سال رہا ہے وہ
 آئندہ شاید یہی نہ کہے۔ میں اس بات سے اس طرح سے
 فائدہ اٹھانا ہوگا۔ تم کچھ بوری ہو یا میری بات۔؟“ وہ ہنسی
 آواز میں ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا لاقو ہے سائنس
 صنوبر کا سر اٹھائیں میں غل گیا۔ اسے حاضر مدعا پر کدو اسے
 دیکھ کر آواز میں بھانسنے لگا۔ وہ اس کی ایک ایک بات غور
 سے سنتی رہی۔
 ”بچہ جس میں تم سے کہا ہے اچھی طرح یاد رکھنا۔
 میں اور کوئی کچھ اچھا دوں گا۔ وہ تمہارا بچہ ہے ساتھ دے گا۔“
 اس نے آخری جملے اور کوئی کچھ بوری اچھوں میں خوشنودی کی
 پہچاننا چاہا، ابھر گیا۔
 غصے سے اٹھ اٹھا گیا۔
 ”نہیں، مراد میرا ذوق دار ہے۔ اصل میں، میں ہی
 اسے یہاں لایا تھا۔ وہ جیم لڑا ہے۔ اس کے باپ کے
 مرے کے بعد اس کے چچاں نے اس کی بیٹیوں پر قبضہ کر
 کے اسے دھپن کے الزام میں چھینا اور قتل۔ وہ وہاں سے
 بچنے کے لیے بھاگتا بھاگتا ہے۔ آگرم یا جی میں اسے
 یہاں لے آیا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اسے اس کا
 سارا نوکر ہوگا۔ اس کے رشتے کے سارے نئے میں
 صاف کر چکا ہوں۔ میرے ساتھ یہ عادی ہوتا ہے کہ پہلے
 ہی اسے یہاں سے نکال کر اس کے گھر پہنچاتا ہوں۔
 اب وہ اپنے گھر چلا جائے گا اور وہاں کے معاملات سنبھال
 لے گا۔ اب وہ پہلے چتا م مراد پر بڑل لڑا نہیں رہا ہے جو
 ذرا دانا رکھتا ہے اور چاہا تھا۔ وہ بڑا نئے کی اچھوں
 میں آٹھیں ڈال کر زندہ کر دینے کا بڑبڑہاتا ہے۔“ اس
 نے اس کی خفاشات دور کیے تو وہ میں ایک گہری سانس
 لے کر کہہ گئی۔ اسے اب جس آنے والے کی افکار تھا۔
 کل۔ جس اس کے لیے موت تھی نہ کرانے والا تھا۔
 ☆☆☆

ذرا کا پتہ لگھو۔ میں عمران کی ہدایت کے مطابق
 ایک ایک گھر پر جا کر چار دیواری۔ اصل میں وہ ایک خود کش
 جیکٹ پہننے میں عمران کی مدد کر رہی تھی۔ یہ جیکٹ مراد کے
 قاتلانہ اس ایک پتہ تھی۔ وہ چار سال سے یہاں قاتل
 وہ لوگ اس پر اصرار کرتے تھے اس لیے اس کو اس ایڈے
 کے برعکس میں آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت تھی۔
 عمران کی ہدایت پر اس نے اسے وہ جیکٹ فراہم کر دی تھی
 اور اب کر کے کا دروازہ اندر سے بند کر کے صنوبر کو وہ
 جیکٹ پہنا رہی تھی۔ ایک لڑکی کے ساتھ بند کر کے میں
 عمران کی گردن پر ہاتھ پڑا کر ہی کوشش میں چلا ہوں
 کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس بات کا ان کے نزدیکی صرف
 ایک ہی مفید تھا۔ ان کی اس سوچ کا فائدہ اٹھا کر وہ لوگ
 آسانی سے اپنا کام انجام دے رہے تھے۔ عمران نے
 صنوبر کو تیار کیا تھا۔ اُن کی جیکٹ سے مرے ہر طرف اس
 وقت ہی خطرناک ثابت ہوئی جب اس میں نصب ہو کر کواکٹو
 کیا جائے گا پھر بھی اسے اس جیکٹ سے خود مختار ہو رہا
 تھا اور وہ ایسی گھبراہٹ کے ارتعاش پر توجہ پانے میں کام
 نہیں آتی۔ اس کے سب سے بڑے اہتمام میں کام
 کرتے ہوئے ایسی خوش بینشوں کی تباہ کاریاں دیکھ رہی
 تھیں۔ انسانی دل کے سمجھے اعضاء، کچھ بچے، خوراک کی
 غریباں میں اس کی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا اور وہ سوچ
 کر کہ اب جانی گئی کہ اس کی نظروں میں تو ان کو کچھ
 کا بھی نہیں انجام ہوگا۔ حالات سے دلیرانہ ہو کر مرے
 سے متعلق سوچنا تک بات ہے اور موت کو اپنے اگلے قریب
 محسوس کرنا ایک بات۔ صنوبر بھی اس خود کش جیکٹ کی قربت
 میں موت کی آواز سن رہی تھی، اس کی ہواں کا خود کش کی موت
 غفیری کل تھیں اس لیے اس مرحلے سے گزرنا تھا کہ نہایت
 کی واحد صورت یہ تھی نظر آ رہی تھی۔ عمران کی ہدایت کے
 مطابق وہ اسے جیکٹ پہنا چکی تھی اس کے کپڑے پر وہ بڑی سی
 چادر کی تھی۔ اسے گردن پر ڈال کر یہاں وہ کام استعمال
 کرتے تھے اس لیے عمران اسے اڑھ کر بیٹنگ میں شرکت
 کرنا تو اس کی گردن کی کٹ نہیں کر سکتا تھا۔
 ”آئی تو یہی تھی کیوں نظر آ رہی ہو خود کو بڑل ناظر
 کر کے۔ کیوں ڈرامائی لگے ہو کیا تو تمہارا صاحب سوچ کا کام
 ہو جائے گا۔“ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر عمران
 نے اسے کہا۔
 ”میں آپ کے لیے گمراہ ہوں۔ آپ کو کچھ نہیں
 تاکہ سب کو یاد دلا دینا ہو گیا ہے آپ سے سوچا ہے یا صنوبر
 جاسوسی ڈائجسٹ 286 جولائی 2018ء

نے اپنی لگھو کا بھاریا۔

”میں قحط کر۔ سب کچھ دینا ہی ہوگا جیسا
 نے سوچا ہے۔“ عمران نے اسے جینے دہائی کر دائی۔ یہ
 جینے دہائی کر داتے ہوئے اس کی گھٹوں میں ایک سینٹر
 چمک بھی تھے صنوبر محسوس نہیں کر سکی اور اس کے الفاظ پر توجہ
 کر رہا تھا۔ وہ خود کو صلوہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔
 ”اب جیسا یہاں سے روانہ ہونے کے لیے تیار ہو
 جانا چاہیے۔ سرادھ میں نے ساری ہدایت دے دی ہیں۔
 اس کے کہنے پر کمر لگا۔ وہ تمہارا بیخود ثابت ہوگا۔“
 عمران نے اس پر بھرا ہے کہ آواز میں سمجھا کر وہ دم
 اُٹھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلانے لگی۔
 ”نہیں اب جاؤ تم لوگوں کا جلد ازلہ جیسا ہے کھل
 جانا ضروری ہے۔“ اس بار عمران نے اسے مضطرب سے
 کہے میں اسے ہدایت دی تو وہ اس کے کر کے سے ہر گز
 گئی۔ کچھ پر بعد وہ بو آئی تو مراد بھی اسے روانگی کے
 لیے تیار تھا آیا۔ وہ عمران کے کر کے میں ہی قاتل شاید
 عمران سے کچھ ہدایت لے رہا تھا۔
 ”اللہ حافظ۔ اللہ تعالیٰ مدد کرے۔“ عمران نے
 صنوبر کے سر پر ہاتھ رکھا اسے دعا دی تو وہ ڈراما بھی نہیں
 کر دے سوال نہیں کر سکی۔ عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا اور
 مراد سے کچھ فکر یا قہار اڑا رہا ہے اسے حلقہ کرنا چاہتا
 تھا لیکن عمران کے گرد کی اسے دچے سے کچھ تھا۔ عمران نے
 صنوبر کو بتایا تھا مراد کو مکمل منصوبے کا علم نہیں ہے اس لیے
 اس کے حلقہ کرنے کے لیے وہ بھوکے کہ وہ مراد سے خود کش
 جیکٹ کی اپنے بھی صنوبر کی چھپا رہا ہے۔ ایک بار سحر
 اسے اپنے بھی میں ٹھیک ہی محسوس ہو گیا تھا اور اب
 جواب کی کھانسی نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے مراد کے ساتھ
 باہر نکلی۔ اس وقت میں نے وہ دروازہ ہی ترچہ نہیں لگھا تھا
 کی طرف عام میں کھلی کاک کا جاتا ہے اور جس میں سوچ
 صورت کا ایک ایک ہنگ کی نظر نہیں آتا۔ عمران نے اسے
 کہا ہے ان کے یہاں سے نکلنے کا انتظام کیا تھا۔ مراد کے
 ساتھ اسے پیچھے کی توجہ، مراد کو آڑ پر لگا کر قاتل کی
 محسوس کر کے حلقے میں صورت کے ساتھ سڑنے والا
 مرد کھٹک کھٹک رہا تھا۔ وہ مراد کے ساتھ جاری تھی
 گاڑی کے سامنے ہو کر روانہ ہوتے ہوئے اس نے ایک
 مضطرب سی نظر عام سے نظر آ رہا تھوڑی سی خبر
 جس کے خاتمے سے ایک رات بھر سیر ہو گیا تھا
 اسے تک بار قاتل ہو گیا تھا۔ اب تک بچہ کی گردن

معدا

کے بارے میں آج ہی اسے علم ہوا تھا وہ یہاں لائے
 وقت تو اسے عمل اندر سے میں لگایا تھا عمران نے اس
 سے کہا تھا کہ آگے جا کر وہ ان سے آگے کاٹنے لگ جائے کیوں
 اسے خوف سانس ہو رہا تھا اور اپنے خوف کی وجہ سے
 وہ پلٹ چلتا کراس چمک دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں سے
 وہ اپنے چہرے میں پھنس چکا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر حواسی
 مسکراہٹ تھی اور ذرا کا فہر اٹھا کر دے ہوئے وہ اپنے
 ذہن میں ان جملوں کو تکریم دے رہا تھا جو وقت رخصت
 اس دنیا میں موجود اپنی اس واحد مزین سنی سے کہا چاہتا
 تھا۔ وہ اس نے۔ اس نے ذرا کو پیشہ کے لیے اوارا کہنے کا
 فیصلہ کر لیا تھا۔

☆☆☆

طویل سڑے صنوبر کی چھل بلادی تھی۔ سڑے
 بھی زیادہ دھماکا تھا تو وہ جس سے اسے خفا کر چکے کر دیا
 تھا۔ وہ جس گاڑی میں روانہ ہوئے تھے اسے راستے میں
 چھوڑ دیا تھا اور اس کے بعد ہوں، وہ لوگوں اور بیکوں میں
 مہاں ہوئے اس ہوئی کچھ پہنچے تھے جہاں مراد نے
 مہاں ہوئی کی چیت سے ایک ڈھل پیل کر کے اسے ہر
 حاصل کیا تھا۔ ہوں اچھا تھا اور بہت کرا کر اسے ہر
 موجودگی۔ وہ پورے دن اور رات کے سڑے کے بعد اس
 ہوئی تک پہنچے تھے۔ گاڑی کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ
 انہوں نے اپنے جیلوں میں رہ رہ کر کیا تھا کہ انہیں
 فرض نہ دیکھا جاسکے۔ مراد کو عمران نے افراط کے لیے
 غاصی بھاری رقم دی تھی اس لیے وہ آسانی سے سب کچھ
 کر رہے تھے۔ اصل پر بڑی اور گھر میں اس بات کی بھی
 کوئی کوئی ایسا نہیں تھا۔ وہ اپنے کون کون کے کعب
 میں ایک ایک اپنے۔ مراد چار سال ان لوگوں کے ساتھ رہا
 بہت کچھ دیکھا تھا اور ان نے بھی اسے خود ساری ہدایت
 دے کر روانہ کیا تھا اس لیے وہ بہت قدم بہت تھا اور قاتل
 بڑبڑہاتا تھا کہ اپنے پیچھے اسے کال کی مکان قاتل
 نہیں آیا ہے۔ یہ ہوئی جی جی جہاں وہ باقاعدہ کام کے
 لیے رکھے تھے۔ وہ بہت کھل چکے تھے اور اب انہیں آرام
 اور تیز کی ضرورت تھی۔ سونے سے پہلے سڑی گردن اڑانے
 کے لیے مراد اپنے اپنا قاتل اور صنوبر بھاری لگائی تھی۔
 کچھوں کے علاوہ کچھ ضرورت کی اشیاء اپنے ساتھ لے کر
 نکلے تھے اور کچھ راستے سے خرید لی تھیں اس لیے مسافر
 ہونے کا باوجود یہ روسان نہیں تھے۔
 ”پہلے چلا کر لو کہ مراد سے سو مانا ایک کرے
 جاسوسی ڈائجسٹ 287 جولائی 2018ء

